بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلَّذِیۡنَ اِنۡ مَّکَّنّٰھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ
وَ اَمَرُوۡا بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ نَھَوۡا عَنِ الۡمُنۡکَرِؕ وَ لِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الۡاُمُوۡرِ۝ (الحج:۴۱)

’’یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے،
زکوٰۃ دیں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے
اور تمام معاملات کا انجامِ کار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔‘‘

جماعتِ اسلامی کی خواتین ممبرانِ اسمبلی وسینیٹ کی کارکردگی

رُوداد

2002ء تا 2012ء

سیاسی سیل، جماعتِ اسلامی (حلقہ خواتین) پاکستان

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ!

کتاب: رُوداد، 2002ء تا 2012ء

تحقیق وتدوین: روبینہ فرید
افشاں لئیق خان
نگہت اے احد
سیّد ندیم فرحت

ناشر: سیاسی سیل، جماعت اسلامی حلقۂ خواتین۔ پاکستان

زیرِاہتمام: معارف پبلی کیشنز، کراچی۔فون: 36349840

اشاعت اول: ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ ۔ فروری ۲۰۱۴ء

اشاعت دوم: جمادی الاول ۱۴۳۵ھ ۔ مارچ ۲۰۱۴ء

فہرست

دیباچہ	ڈاکٹر رخسانہ جبیں صاحبہ	۷
ابتدائیہ	عائشہ منور صاحبہ	۱۰
پیش لفظ		۱۴
	2002ء کا عمومی اور سیاسی منظر نامہ	۱۵
	2002ء کے انتخابات	۱۷
	قومی اسمبلی (2002-2007) کی کارکردگی	۱۸
	جماعتِ اسلامی خواتین کی ایوان میں کارکردگی	۲۰
نظامِ کار		۲۵
	دعوت وتبلیغ	۲۷
	فلاحی سرگرمیاں	۲۹
	امداد زلزلہ زدگان 2005ء	۳۰
	لاپتا افراد کی بازیابی کی جدوجہد میں تعاون	۳۳
	سیاسی جدوجہد	۳۵
	ممبرانِ اسمبلی کی کارکردگی، عوام کے رُوبرو	۳۶
	NDC (نیشنل ڈیفنس کالج) کورس	۴۳
	ترقیاتی اسکیمیں	۴۴
جماعتِ اسلامی خواتین ممبرانِ پارلیمان کے پیش کردہ بلز		۴۷
	قومی اسمبلی میں پیش کردہ بلز	۴۹

رُوداد، (جماعت اسلامی کی خواتین ممبرانِ اسمبلی کی کارکردگی)

	سینیٹ میں پیش کردہ بلز	۶۴
	سینیٹ، قومی وصوبائی اسمبلیوں میں کارکردگی کے اعداد وشمار	۶۷
اراکین سینیٹ		۶۸
	ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ	۶۹
	عافیہ ضیاء صاحبہ	۷۶
اراکینِ قومی اسمبلی		۸۱
	ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی صاحبہ	۸۲
	عائشہ منور صاحبہ	۹۰
	عنایت بیگم صاحبہ	۹۸
	رضیہ عزیز صاحبہ	۱۰۲
	بلقیس سیف صاحبہ	۱۰۸
	جمیلہ احمد صاحبہ	۱۱۴
جماعت اسلامی خواتین اراکینِ صوبائی اسمبلی		۱۱۸
صوبہ پنجاب	طاہرہ منیر صاحبہ	۱۱۹
صوبہ سندھ	کلثوم نظامانی صاحبہ	۱۲۷
صوبہ بلوچستان	ثمینہ سعید صاحبہ	۱۳۱
صوبہ خیبر پختونخوا	شگفتہ ناز صاحبہ	۱۳۵
	زبیدہ اقبال صاحبہ	۱۴۰
	صابرہ شاکر صاحبہ	۱۴۴
	آفتاب شبیر صاحبہ	۱۴۸
	فوزیہ فرخ صاحبہ	۱۵۲
	نرگس زین صاحبہ	۱۵۶

دیباچہ

تمام حمد و ثناء اس رب جلیل کے لیے جس نے اپنے بندوں کو ہدایت بخشی، اپنی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائی اور اس حکمت و تدبر سے نوازا جو اس کے دین کی سربلندی کے لیے لازمی زادِراہ تھا۔۔۔ اور لاکھوں سلام اس نبی رحمت ﷺ کے لیے جن کا اسوۂ مبارک ہمیشہ کے لیے ان پاکیزہ نفوس کے لیے روشنی و بصیرت کا سامان ہے، جو انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر۔۔ ایک اللہ وحدہٗ لاشریک کے دامنِ رحمت سے وابستہ کرنے کے لیے آئے تھے۔

جماعتِ اسلامی اسی عالمگیر تحریک کا حصہ ہے جو نبیؐ پاک ﷺ کے اس مشن کو لے کر اٹھی اور عرب کے ریگزاروں سے نکل کر افریقا، ایشیا اور یورپ سے ہوتی ہوئی اب امریکا اور آسٹریلیا تک پہنچ چکی ہے۔ دنیا بھر میں ہزاروں لاکھوں سعید روحیں کفر اور جہالت کے اندھیروں سے نکل کر اسلام کی روشنی میں داخل ہو رہی ہیں (اور یہ ایک خوشگوار حقیقت ہے کہ ان میں خواتین کی تعداد مردوں سے کہیں زیادہ ہے)

سوڈان، مصر، تیونس، ترکی اور کئی دیگر ممالک کی اسلامی تحریکیں انتخابات میں جزوی یا مکمل کامیابی حاصل کرنے کا تجربہ کر چکی ہیں۔ لیکن کسی ایک ریاست میں دین کے مکمل نفاذ کا خواب ہنوز تعبیر کا منتظر ہے۔

جماعتِ اسلامی پاکستان روزِ اول سے دینِ اسلام کے مکمل نفاذ (اقامتِ دین) کا نصب العین رکھتی ہے۔ اس کے ارکان پارلیمنٹ کے اندر ہوں یا باہر، ان کی زندگی کا مشن اور نصب العین یہی ہے۔ ان کی ساری سعی و جہد کا مرکز یہی نکتہ رہتا ہے کہ اس پاک وطن (جو مدینہ منورہ کے بعد کلمہ طیبہ کے نام پر وجود میں آنے والی دوسری ریاست ہے) کے اندر وہی نظام برپا کیا جائے، جو مدینہ منورہ کے اندر نبیؐ محترم ﷺ نے نافذ کیا تھا اور جسے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے خلافتِ راشدہ کے ذریعے اتمام تک پہنچایا اور یثرب کی بستی وہ

ریاست بن گئی جو فلاح و خوشحالی کا ایک ایسا مثالی مظہر (Role model) تھی کہ جہاں وہ وقت بھی آیا جب لوگ زکوٰۃ لیے پھرتے تھے اور لینے والا کوئی نہ ملتا تھا۔ صرف پچاس سال کے عرصے میں پیٹ پر پتھر باندھ کر خندق کھودنے والوں نے یہ منزل حاصل کر لی۔ یقیناً یہ اسلام کا اعجاز تھا۔ نبی کریم ﷺ کی مثالی قیادت تھی اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین، کی انتھک محنت اور بے لوث اطاعت تھی۔

جماعتِ اسلامی پاکستان نبیؐ کریم ﷺ اور ان کے صحابہ کرامؓ کے غلاموں پر مشتمل جماعت ہے۔ اور پاکستان کو مدینہ طیبہ کی مانند ایک مکمل اسلامی فلاحی ریاست بنانے کا خواب اپنے سامنے رکھتی ہے۔ حلقۂ خواتین جماعتِ اسلامی سے وابستہ بہنیں اپنے مرد بھائیوں کے ساتھ ساتھ اقامتِ دین کی ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں اسمبلی کے اندر اور اسمبلی کے باہر بھی ہمیشہ مصروف رہی ہیں۔ 2002ء کی قومی و صوبائی اسمبلیوں میں جماعتِ اسلامی کی نمائندہ خواتین نے پارلیمنٹ کے اندر بھرپور طریقے سے اپنے فرائض ادا کیے۔ ان کی کارکردگی کی ایک مختصر جھلک زیرِنظر کتابچے میں پیش کی جا رہی ہے۔

یہ رپورٹ جہاں جماعت اسلامی حلقۂ خواتین کی ارکان کی کارکردگی اور محنت کا مظہر ہے، وہیں اس سے پڑھنے والوں کو معلوم ہو گا کہ......

☆ اسلامی نظریات کی حفاظت اور ترویج میں مسلم خواتین ہمیشہ پیش پیش ہوتی ہیں۔

☆ اراکینِ پارلیمنٹ سادگی اور قناعت کے ساتھ کس طرح فرائض منصبی ادا کر سکتے ہیں، عوام کے خون پسینے کی کمائی سے محل تعمیر کرنے کی بجائے اپنی تنخواہوں سے عوام کی فلاح کے پراجیکٹ بھی شروع کیے جا سکتے ہیں۔

☆ فکرِ آخرت رکھنے والے ممبرانِ اسمبلی کے سامنے اپنے مفادات نہیں بلکہ ملک و قوم کے مسائل ترجیحِ اوّل رکھتے ہیں۔

☆ مسلم خاتون بزدل نہیں، بہادر ہوتی ہے۔ وہ گولیوں کی بوچھاڑ میں بھی جان ہتھیلی پر رکھ کر ہم وطنوں کے دُکھوں میں سہارا بنتی ہے۔

☆ ان کی موجودگی پورے ایوان میں وقار اور متانت کا ذریعہ بنتی ہے۔

☆ اس رپورٹ میں دیکھا جاسکتا ہے کہ اس تمام تر جدوجہد کے ساتھ ساتھ خواتین پارلیمنٹ میں اپنی کارکردگی سے غافل نہیں رہیں، بلکہ عوام الناس کے مسائل پر مشتمل توجہ دلاؤ نوٹسز ہوں، قانون سازی سے متعلق بلز ہوں یا حکومتی کارکردگی جانچنے اور متوجہ کرنے کے لیے سوالات۔۔ یا قراردادیں، ہر معاملے میں ان خواتین نے اسمبلی بزنس میں فعال کردار ادا کیا۔ (اعداد وشمار کا چارٹ یہ سب کچھ واضح کر رہا ہے)

یہ ساری کارکردگی اس بات کا ثبوت بھی ہے کہ حجاب، عورت کی ترقی کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ اور اسلام وہ دین ہے جو فرد کو، مرد ہو یا عورت، زیادہ ذمہ دار بناتا ہے اور ذاتی آرائش وزیبائش ومفادات کی بجائے اجتماعی خیر وفلاح کا حریص بناتا ہے۔

اگر اس طرح کے لوگ اقتدار کے ایوانوں میں پہنچ جائیں تو پاکستان کے مسائل حل ہو سکتے ہیں اور مدینہ منورہ کی طرح کی فلاحی ریاست کی منزل قریب آسکتی ہے۔ ان شاءاللہ۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بہنوں کی اس ساری سعی و جہد کو قبول فرمائے اور آخرت کے لیے توشہ بنائے۔

یہ کتاب ان شاءاللہ پارلیمنٹ میں آئندہ آنے والی خواتین کے لیے مددگار ثابت ہوگی، اور اسمبلی بزنس سے آگاہی بھی فراہم کرے گی۔

اللہ ہمارا حامی وناصر ہو اور راہنمائی فرمائے۔ آمین

رخسانہ جبیں

ڈاکٹر رخسانہ جبیں

قیمّہ حلقہ خواتین، جماعت اسلامی۔ پاکستان

ابتدائیہ

کچھ یادیں اور باتیں

حکومت وقت کے اس فیصلے کے بعد کہ پاکستان کے سیاسی اداروں میں 17 فیصد خواتین بالواسطہ نمائندگی کے فرائض انجام دیں گی۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے گمبھیر مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے، جماعت اسلامی نے بھی اس ذمہ داری کو قبول کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس وقت سیکریٹری جنرل حلقہ خواتین جماعت اسلامی سابقہ سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ اور مرکزی شوریٰ کے فیصلے کی روشنی میں 2002ء کے قومی انتخاب میں بالواسطہ نمائندگی کے لیے جماعت اسلامی خواتین نے بھی الیکشن کمیشن میں کاغذات نامزدگی داخل کرائے۔ اس فیصلے کی روشنی میں سینیٹ میں دو خواتین، قومی اسمبلی میں 6 خواتین، صوبہ خیبر پختونخوا میں 6 خواتین۔ صوبہ پنجاب، صوبہ سندھ اور صوبہ بلوچستان میں ایک ایک خاتون منتخب ہوگئیں۔ حکومتی سطح پر اس فیصلے کے بعض مضمرات ہماری نظر میں تھے اور بحیثیت عورت گھر اور خاندان اور خصوصاً بچوں کی تربیت کی اہم ترین ذمہ داری، نسلوں کی تعمیر اور مستقبل کو محفوظ کرنے کا عمل اور عنداللہ بازپرس کا خوف سب کچھ ہمارے سامنے تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ بحیثیت عورت دہری ذمہ داریاں قانون کے دائرہ میں آجائیں اور عورت کے لیے دہری بازپرس قانون کا حصہ بنا دیا جائے، یہ بھی قابل غور مسئلہ تھا۔ مگر مملکت خداداد پاکستان کی سیاسی قیادتوں نے جس کج فکری کا ثبوت دیا ہے اور اجتماعی اداروں اور پورے ملک پر ذاتی مفادات جس طرح غالب آگئے ہیں، اس فکر نے مجبور کیا کہ حالت اضطرار کو سامنے رکھ کر فیصلے کیے جائیں۔ اور کوشش کی جائے کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت امِ عمارہؓ اور دیگر امہات المومنین اور مجاہد خواتین کے عمل اور کوشش کو سامنے رکھ کر اپنے رب سے مدد مانگ کر سمندر میں کشتی کو ڈال دیا جائے۔ اس کشتی نے بڑے ہچکولے کھائے، دہری ذمہ داریاں قویٰ کو متاثر کرتی رہیں۔ سفروں کی طوالت نے جسموں کو تھکایا، بچوں کی آنکھوں میں

ماں کے انتظار اور گھر پہنچنے پر لپٹ جانے کے مناظر بار بار آنکھوں کو پُرنم کرتے رہے۔۔ مگر پارلیمنٹ میں پہنچ کر ملک کے مسائل کو سمجھنا، پاکستان کو مقصدِ پاکستان سے مکمل آشنا کرنا اور راستے کے پتھروں کو ہٹانا اور اپنے بچوں کے لیے ایک محفوظ اور اسلامی دولت سے مالا مال پاکستان تعمیر کرنا اور کرانا۔۔ بھی اہم ترین ہدف قرار پایا۔۔ اور یوں دہری ذمہ داریوں کو اٹھا کر اپنے رب کو راضی کرنے کی کوشش کی۔

قومی اسمبلی کا ہاؤس ملک کا اہم ترین قانون ساز ادارہ ہے، اور وہاں پہنچ کر اس بات کا اندازہ ہوا کہ۔۔ پورے ماحول میں تعاون کی فضا ہے۔ اسمبلی کے تمام ذمہ داران منتخب پارلیمنٹ کے ساتھ مکمل تعاون کرتے ہیں اور انتہائی مصروف کار رہتے ہیں۔ اسمبلی کی قائمہ کمیٹیاں انتہائی اہم مسائل کو زیرِ بحث لاتی ہیں، حکومتوں کی مختلف کمزوریوں اور خصوصاً ایگزیکٹو باڈی کی غیر معیاری اور کبھی کبھی اخلاص کے برخلاف کارکردگی کے باوجود۔۔ قائمہ کمیٹیاں ایجنڈوں پر اہم ترین مسائل رکھتی ہیں۔ بیوروکریسی کا احتساب بھی کسی حد تک ہوتا ہے اور خرابیوں پر بریک لگانے کی کوشش بھی کی جاتی ہے۔

چند اہم اور مثبت پہلو

1- جماعتِ اسلامی کا پارلیمانی گروپ جس کے ذمہ داران میں محترم لیاقت بلوچ صاحب، محترم فرید پراچہ صاحب اور دیگر ذمہ داران شامل تھے۔ انہوں نے تمام ورکنگ میں ہماری بھرپور مدد کی، مشورے دیے اور قانون سازی میں ہمیں شریک رکھا۔ جس کی وجہ سے ہمیں پورے پارلیمانی نظام میں مؤثر اور فعال کردار ادا کرنے کا موقع ملا۔

2- اسمبلی کے ماحول میں عورتوں کا لحاظ پایا جاتا ہے۔ مسلم عورت کی حیثیت سے ہمیں وہاں کام کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ زیادہ تر نمائندہ خواتین نماز ادا کرتی ہیں۔ نماز کے لیے اور عورتوں کی دیگر ضروریات کے لیے۔۔ ایک علیحدہ جگہ ہے۔ اسمبلی میں نماز کا وقفہ ہوتا ہے۔

3- اسمبلی کے اسپیکر، خواتین کا احترام بھی کرتے ہیں اور بولنے کا موقع بھی پورا فراہم کرتے

ہیں۔ ہمارے اسپیکر چوہدری امیر حسین صاحب اس کے باوجود کہ ہم ان کے نظام اور ان کی فکر کے شدید مخالف تھے وہ ہمیں بولنے کا موقع اور ہر معاملے میں تعاون کرتے تھے۔ ایک بار ہم نے اسمبلی کی 74 خواتین کو تحفے میں قرآن مجید دینے کا فیصلہ کیا، دورانِ اجلاس ہم نے خواتین کی ٹیبل پر قرآن مجید رکھے تو اسپیکر صاحب نے اجلاس روک کر سوال کیا کہ آپ کیا دے رہی ہیں؟ ہم نے کہا، قرآن مجید۔ تو انہوں نے فوراً کہا کہ آپ خواتین نے ہم مردوں کو اس سے کیوں محروم رکھا، ہم نے کہا نہیں ان شاء اللہ یہ تحفہ آپ کے لیے بھی ہے اور اس کے بعد محترم لیاقت بلوچ صاحب جو ہمارے پارلیمانی لیڈر تھے، انہوں نے سب مرد بھائیوں کو قرآن مجید تحفتاً فراہم کیے۔

4- ہاؤس میں مثبت سوچ بھی اپنا کردار ادا کرتی ہے۔ فاروق امجد میر صاحب ممبر قومی اسمبلی نے بجٹ اجلاس کے بارے میں کہا کہ۔۔ دورانِ اجلاس صرف ایک کھانا ہونا چاہیے، ہم اتنے زیادہ کھانے کیوں پیش کرتے ہیں۔ اس پر فیصلہ تو نہ ہوسکا مگر کچھ لوگوں نے مکمل تائید کی۔ میں نے فاروق صاحب کی ٹیبل پر جا کر ان کی رائے کی تائید کی اور کہا کہ میں بھی ایک ہی کھانا، کھانا پسند کروں گی۔ اس طرح مختلف مسائل میں، منفی کے ساتھ مثبت پہلو بھی شامل رہتا تھا۔ بہرحال ہم نے پارلیمنٹ سے بہت کچھ سیکھا۔ دستور کے فہم میں اضافہ ہوا، حلف کی اہمیت کا احساس تو جماعتِ اسلامی پہلے ہی دلا چکی تھی، اب مزید ملکی سطح پر احساسِ ذمہ داری اور بڑھ گیا۔

5- پارلیمنٹ کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے وقتاً فوقتاً ٹھوس کام کرنے والے ادارے بھی اہم ملکی مسائل کو زیرِ بحث لاتے تھے اور ممبرانِ پارلیمنٹ کو اپنا نقطۂ نظر پہنچانے کے لیے پلیٹ فارم فراہم کرتے تھے اور میڈیا تک رپورٹیں جاتی تھیں۔ یوں ملکی مسائل کی تشہیر اور اس کے حل کی بھی تدابیر نکالنے کی کوشش کی جاتی تھی۔

اس سب کے باوجود...... پاکستان مسائل کے گھٹاٹوپ اندھیرے میں گھرا ہوا ہے۔ شاید بحیثیت قوم ہم اس کلمے کے نام پر بنے ہوئے ملک کی قدر نہ کرسکے اور اس ملک کو اس کے مقاصد سے ہم آہنگ نہ کرسکے۔ شاید ملک میں جمہوریت اور آمریت کے درمیان

اقتدار کی رسہ کشی نے یہ موقع فراہم نہ کیا۔ کسی حکومت کو تسلسل نہ مل سکا کہ کام مکمل ہوتے اور قوم کی تربیت اس انداز پر کی جاتی کہ صرف پاکستان بلکہ اسلام بھی دیگر اقوام کی توجہ کا مرکز بنتا اور ہم قرآن مجید کے اس فرض کو پورا کر سکتے کہ:

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا...... (البقرہ:۱۴۳)

''اور اسی طرح تو ہم نے تم مسلمانوں کو ایک اُمّتِ وسط بنایا ہے۔ تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو، اور رسول تم پر گواہ ہو''۔

لیکن ابھی بھی اس نظام میں اصلاح کی گنجائش موجود ہے، اس نظام سے بہت کچھ کشید کیا جاسکتا ہے۔ جمہوریت ہے، بات کہنے کی آزادی ہے۔ اگر ہم بحیثیت قوم اپنے رب کے سامنے جواب دہی کی ذمہ داری کا ادراک کریں اور خدائے رحمان کے دشمن، ظالم امریکا کے سامنے زانوے ادب طے کرنے کے بجائے اور اس خطے میں بھارت کی برتری (Supremacy) کے بجائے اپنے رب کو راضی کرنے کا پروگرام اور اعلان کر کے مقصدِ پاکستان کو حاصل کریں تو ان شاء اللہ مقصدِ پاکستان حاصل ہو جائے گا اور قائداعظم کا پاکستان صحیح معنوں میں قائد کا پاکستان ہو جائے گا اور اللہ کی زمین پر اللہ کی حکمرانی قائم ہو جائے گی اور ہم بحیثیت قوم اپنے رب کے سامنے سرخرو ہو جائیں گے اور بقول علامہ اقبالؒ:

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

عائشہ منور
نگراں پولیٹیکل سیل
جماعتِ اسلامی، حلقہ خواتین

پیش لفظ

عملی زندگی میں مذہب کا کردار اور معاشرے میں خواتین کا کردار دو ایسے موضوعات ہیں، جو گزشتہ کئی دہائیوں سے اہلِ دانش، سیاستدانوں اور عوام کے مختلف طبقات میں بحث کا موضوع بنے ہوئے ہیں۔ عام طور پر یہ بحث مفروضوں کی بنیاد پر ہی کی جاتی ہے، خاص طور پر اس صورت میں جب مذہب کو دنیا کے کسی بھی خطے میں فیصلہ کن اور بالادست حیثیت حاصل نہیں ہو اور دین یا مذہب سے متعلق تمام تر تصورات اسے برسرِ عمل دیکھے بغیر قائم کیے گئے ہوں۔

خوش قسمتی سے پاکستان میں حالیہ برسوں کے دوران ایسی صورتحال پیش آئی جس کے مطالعہ سے نہ صرف مذہبی اور غیر مذہبی طبقات کو ملکی سیاست میں برسرِ عمل دیکھا جاسکتا ہے، بلکہ یہ جانچ بھی کی جاسکتی ہے کہ اسلام پر عمل، خواتین کی ذہنی و عملی استعداد کو محدود کرنے کا باعث نہیں بنتا۔ یہ موقع اس وقت حاصل ہوا جب 2002ء میں منعقدہ انتخابات میں 6 مذہبی جماعتوں کا اتحاد متحدہ مجلس عمل وجود میں آیا، اور مذہبی جماعتوں کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ اس کامیابی کے ساتھ ہی طے شدہ دستوری فارمولے کے مطابق مذہبی جماعتوں سے تعلق رکھنے والی خواتین بھی پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کی رکن بنیں۔

زیرِ نظر رپورٹ کا مقصد جماعت اسلامی پاکستان سے تعلق رکھنے والی خواتین نمائندگان کی کارکردگی کا جائزہ لینا ہے۔ اس جائزے میں جہاں جماعتِ اسلامی کی خواتین نمائندگان کی انفرادی و اجتماعی کارکردگی پر نظر ڈالی جائے گی، وہاں ان کی کارکردگی کو حالیہ اسمبلی میں خواتین ارکان کی کارکردگی کے تناظر میں بھی دیکھا جائے گا۔ تاہم اس جائزے اور موازنے سے قبل سیاسی منظرنامے کا ایک تعارف بھی پیش کیا جائے گا۔ درحقیقت اس کارکردگی کو 2008ء میں ہی مکمل اور محدود اشاعت کے لیے پیش کر دیا گیا تھا، لیکن اب جبکہ قوم ایک مرتبہ پھر اپنے نمائندوں کا انتخاب کر چکی ہے اور مذہبی جماعتوں اور بالخصوص ان سے تعلق

رکھنے والی خواتین کی کارکردگی ایک بار پھر موضوعِ بحث بن سکتی ہے، تو اس کارکردگی کو اس کی نظرِثانی شدہ صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔

امید ہے اس تجزیے سے جہاں بہت سے سوالوں کے جواب ملیں گے وہاں قوم کی نمائندگی کے اہل افراد کی شناخت اور انتخاب میں بھی مدد ملے گی۔

۲۰۰۲ء کا عمومی اور سیاسی منظرنامہ

پاکستان میں جمہوری عمل مسلسل مشکلات کا شکار رہا ہے۔ جہاں فوجی رہنماؤں نے ہر چند سال بعد اسے معطل کرتے ہوئے قوم کی 'مسیحائی' کا شوق پورا کیا ہے وہاں جمہوری طرز پر منتخب حکومتوں نے بھی اقتدار کو بہتی گنگا سمجھا اور ملکی وسائل اور غریبوں کی کمائی پر دن رات ہاتھ صاف کیے۔

اسی شکستہ تاریخ کے تسلسل میں ایک اہم دن 12/اکتوبر 1999ء کا ہے۔ جب فوجی سربراہ جنرل پرویز مشرف نے میاں نواز شریف اور ان کی حکومت کو برطرف کرتے ہوئے اقتدار پر قبضہ کرلیا، جلد ہی اس آمرانہ حکومت کو سپریم کورٹ کے ایک متنازعہ فیصلے کے نتیجے میں 'اصلاحات' نافذ کرنے کے لیے تین سال کا عرصہ مل گیا اور طے پایا کہ قومی اور صوبائی سطح پر انتخابات 2002ء میں منعقد کرائے جائیں گے۔

اصلاحات کے نام پر جنرل پرویز مشرف نے جو ایجنڈا قوم پر مسلط کرنے کی کوشش کی، اسے ''روشن خیالی اور اعتدال پسندی'' کا نام دیا گیا۔ عملی طور پر اس سے مراد ملک کی نظریاتی شناخت، مذہبی اَقدار و روایات کو خیرباد کہنا اور مغربی اور بھارتی تہذیب کو اپنانا قرار پایا۔ اس سوچ کے تحت جہاں مذہبی افراد، مدارس اور تنظیموں و سماجی و انتظامی اقدامات کے ذریعے نشانہ بنایا گیا، وہیں مغربی ممالک کی بھاری امداد سے چلنے والی این جی اوز کو قوم کی تربیت اور مزاج سازی کا کام سونپا گیا۔ جس سے قوم میں مذہب سے بےزاری اور مغربی تقلید کا چلن نمایاں ہوا۔ جنرل مشرف کی زیرِنگرانی بننے والی حکومت میں این جی اوز چلانے والے افراد کو اس حد تک شامل کیا اور نوازا گیا کہ اس کو این جی اوز کی حکومت سمجھا جانے لگا۔ اس

کے نتیجے میں قوم کی عمومی سوچ سے جدا ایک ایسی سوچ سامنے آنے لگی، جو کئی اعتبار سے ملک کی دستوری اساس، مذہبی بنیاد اور روایتی اقدار پر حملے کے مترادف تھی۔ پاکستانی قوم کی طرزِ زندگی، سوچ، اقدار و روایات یکسر تبدیل ہوگئیں اور مغربی رجحان نے تیزی سے قوم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

اس دَور کی ایک دوسری اہم پیش رفت غیر سرکاری میڈیا کو ٹیلی ویژن اسٹیشن قائم کرنے اور چلانے کی آزادی دینا ہے۔ اس پیش رفت کو الیکٹرانک میڈیا کی آزادی سے تعبیر کیا گیا، لیکن جلد ہی یہ احساس ہونے لگا کہ اس آزادی کا مطلب اخلاق و کردار اور روایات و اقدار سے انحراف ہے۔ اگرچہ عوامی آراء اور ردِعمل نے جلد ہی اس منہ زور سیلاب کے سامنے مزاحمت کی، جس کے نتیجے میں میڈیا نے اپنا انداز تو بدل لیا، لیکن مقاصد تبدیل نہ کیے۔ آہستہ آہستہ یہ بھی واضح ہونے لگا کہ بھاری سرمایہ کاری کے متقاضی اس شعبے میں بھی اصل سرمایہ کاری انہی غیرملکی کھلاڑیوں کی ہے جو اس سے قبل این جی اوز کے ذریعے واضح طور پر سامنے آچکے تھے اور صاف ظاہر تھا کہ یہ چینلز بیرونی ایجنڈے کی تکمیل کررہے ہیں۔

میڈیا کی آزادی کے نتیجے میں جہاں ڈراموں، اشتہارات، فلموں، شوز اور دیگر پروگرامات کے ذریعے قوم کی رگوں میں زہر انڈیلا گیا، وہاں ٹاک شوز اور سماجی آگہی کے پروگرامات کے ذریعے اس سوچ کو بھی زبان ملی جو قوم کی نظریاتی وابستگی اور اسلام پسندی کی وجہ سے اب تک چند افراد تک محدود تھی۔ میڈیا کی اس بےلگام آزادی نے اسلام پسند افراد کی سوچ پر بھی ضرب لگائی۔

تیسرا اہم عنصر جس نے پاکستان ہی نہیں، بلکہ دنیا بھر پر بےپناہ اور دوررس اثرات مرتب کیے، وہ اکتوبر 2001ء میں افغانستان پر امریکی حملہ تھا۔ اس عمل میں امریکا کو پاکستان کی فوجی قیادت کی حمایت اور مدد حاصل تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پاکستانی عوام جہاں امریکا سے نالاں تھے، قومی سطح پر مشرف حکومت سے ان کی ناراضی کئی گنا زیادہ تھی اور واضح طور پر اس حکومت کو سوچ اور عمل کے اعتبار سے بیرونی آقاؤں کا وفادار سمجھا جانے لگا۔

2002ء کے انتخابات

ملک میں قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات 10/ اکتوبر 2002ء کو منعقد ہوئے۔ یہ انتخابات صرف انتظامی حوالے سے بہتر انتخاب کے لیے نہ تھے، بلکہ دراصل یہ قوم کی ترجیحات اور سوچ کی علامت تھے۔ اوپر بیان کردہ پس منظر سے واضح ہے کہ کشمکش دراصل دو نظریات کے درمیان تھی اور یہ انتخابات اسی بنیاد پر لڑے گئے۔

انتخابات سے قبل دو اقدامات خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ ان میں سے ایک لیگل فریم ورک آرڈر (ایل ایف او) کے ذریعے دستور میں ترامیم ہیں۔ ان ترامیم کے مطابق پارلیمنٹ کی نشستوں اور نمائندگی کے تناسب میں بھی بنیادی تبدیلیاں لائی گئیں، جن کا ایک جائزہ ذیل میں دیا گیا ہے:

قومی اسمبلی میں نشستیں

	LFO سے قبل	LFO کے بعد
کُل نشستیں	217	342
عام نشستیں	207	272
مختص برائے خواتین	-	60
مختص برائے اقلیتیں	10	10

اس تقسیم کے لحاظ سے اہم ترین تبدیلی خواتین کی نمائندگی میں اضافے کی صورت میں سامنے آئی، جو اسی سوچ کی عکاس تھی جو 1999ء کے بعد سے ملک میں رائج کی جا رہی تھی۔ LFO کے ذریعے دستور میں 17 ویں ترمیم کے بعد اسمبلیوں میں خواتین کی نمائندگی 17% کر دی گئی اور بلدیاتی اداروں میں خواتین کی نمائندگی 33% کر دی گئی۔

قانون سازی کے عمل میں خواتین کی شرکت کو یقینی بنانے کے لیے 1973ء کے دستور میں قومی اسمبلی میں خواتین کے لیے دس نشستیں مختص کی گئی تھیں۔ 1985ء میں یہ تعداد بڑھا کر 20 کر دی گئی۔ اسی طرح 2002ء میں آرٹیکل 106 میں ترمیم کے بعد تمام صوبائی

اسمبلیوں میں بھی خواتین کے لیے بڑی تعداد میں نشستیں مختص کی گئیں۔

انتخابات سے قبل دوسری اہم تبدیلی سرکاری سیاسی جماعت کی تشکیل تھی۔ فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف کو انتخابات کے بعد بھی اقتدار پر اپنی گرفت برقرار رکھنے کے لیے جس طرح کے افراد اور نتائج کی ضرورت تھی، اس کے لیے دھونس، دھاندلی، خوف اور لالچ سمیت ہر حربے کے لیے حکومتی وسائل اور اثر ورسوخ کو استعمال کیا گیا۔

اس سب کے باوجود انتخابات کے نتائج حکمرانوں کی خواہشات کے بالکل برعکس نکلے۔ اور نظریاتی بنیادوں پر ہونے والے اس انتخاب میں عوام نے دینی جماعتوں پر اپنے اعتماد کا اظہار کیا۔ 10 اکتوبر 2002ء کو منعقد ہونے والے انتخابات میں تقریباً 70 سیاسی جماعتوں نے حصہ لیا جس میں جماعتِ اسلامی کے اراکینِ قومی اسمبلی مرد و خواتین کی کُل تعداد 22 تھی، جس میں چھ خواتین بھی شامل تھیں، ان خواتین کے نام اور حلقہ جات یہ تھے:

عائشہ منور (این اے 316)، ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی (این اے 301)، جمیلہ احمد (این اے 326)، بلقیس سیف (این اے 332)، عنایت بیگم (این اے 328) اور رضیہ عزیز (این اے 324)۔

ان میں سے ہر ایک کی کارکردگی کا جائزہ لینے سے قبل مناسب ہوگا کہ 2002ء سے 2007ء کے عرصے کے دوران ملکی پارلیمنٹ اور خاص طور پر قومی اسمبلی کی مجموعی کارکردگی پر نگاہ ڈال لی جائے۔

بارہویں قومی اسمبلی (2002ء سے 2007ء) کی کارکردگی

10 اکتوبر 2002ء کو منعقد ہونے والے انتخابات کے نتیجے میں وجود میں آنے والی قومی اسمبلی کا پہلا اجلاس 16 نومبر 2002ء کو منعقد ہوا اور اس نے 15 نومبر 2007ء کو اپنی پانچ سال کی مدت مکمل کر لی۔

پارلیمنٹ کا بنیادی کام قانون سازی ہے اور اُردو میں اس کے لیے مقنّنہ کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ اگر اس حوالے سے جائزہ لیا جائے تو بارہویں قومی اسمبلی نے پانچ

سال کے عرصے میں صرف 50 بلز منظور کیے، جن میں سے صرف 36 سینیٹ سے منظوری کے بعد قانون (ایکٹ) کی شکل اختیار کر سکے۔ پانچ سال کے دوران حکومت نے 222 بلز ایوان میں پیش کیے۔ اس کے مقابلے میں مختلف اراکینِ پارلیمنٹ نے 70 پرائیویٹ بلز پیش کیے۔

اس تمام عرصے کے دوران فوجی آمریت کی چھاپ بہت گہری تھی، جس کا ایک مظہر یہ ہے کہ پارلیمنٹ کے ذریعے بنائے گئے 38 قوانین کے مقابلے میں صدر کے جاری کردہ آرڈیننسز کی تعداد 121 رہی۔ پرائیویٹ بلز کسی بھی پارلیمانی نظام میں اہم شمار کیے جاتے ہیں، لیکن جمہوریت کے لیبل کے ساتھ قائم اس حکومت کے پانچ سال کے عرصے میں صرف ایک پرائیویٹ بل ایسا تھا جسے قانون کی شکل ملی۔ یہ بل جماعتِ اسلامی کے رکن قومی اسمبلی محمد لئیق خان صاحب نے پیش کیا تھا۔

عوامی مسائل کو اجاگر کرنے اور حکومتی کارکردگی جانچنے کا ایک اہم ذریعہ سوالات ہیں۔ پانچ سال کے دوران اراکینِ قومی اسمبلی نے 47014 سوالات دریافت کیے، جن میں سے صرف 10099 (21 فیصد) کے جوابات دیے گئے۔ اسی طرح توجہ مبذول کرانے کے لیے اراکینِ اسمبلی نے 3157 نوٹس جمع کروائے جن میں سے صرف 329 کے جوابات دیے گئے۔ ان میں سے صرف 23 کو مزید کارروائی کے لیے متعلقہ اسٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا گیا۔ جس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہو سکا۔

ملک کے اہم ترین قانون ساز ادارے سے حکومت کی بے اعتنائی اور اس کی بے توقیری کا عالم یہ تھا کہ خود ساختہ صدرِ مملکت نے پانچ سال میں پارلیمنٹ سے صرف ایک مرتبہ خطاب کیا، جب کہ آئینِ پاکستان کے تحت صدر کو ہر پارلیمانی سال کے آغاز پر ایسا خطاب کرنا چاہیے۔

12 ویں قومی اسمبلی کی تشکیل کے وقت گریجویشن کی ڈگری کو لازمی قرار دیا گیا، جو اس بات کی علامت تھی کہ یہ اسمبلی پڑھے لکھے لوگوں پر مشتمل ہوگی اور پچھلی اسمبلیوں سے زیادہ بہتر کارکردگی دکھائے گی۔ لیکن نتیجہ اس کے برعکس نکلا۔ اسمبلی کی مدت اختتام پذیر ہوتے ہی

جعلی ڈگریوں کے کیسز کی بہتات منظر عام پر آئی۔

یہ وہ صورتحال تھی جس میں جماعتِ اسلامی کی خواتین ارکان نے وہ منفرد کارکردگی دکھائی جس کا تعارف آئندہ صفحات میں پیش کیا گیا ہے۔

جماعتِ اسلامی کی خواتین کی ایوان میں کارکردگی

جماعتِ اسلامی پاکستان کی نمائندہ خواتین میں سے ہر ایک کے مختصر تعارف اور کارکردگی کے جائزے سے قبل مناسب ہوگا کہ چند امور کو عمومی طور پر پیشِ نظر رکھا جائے۔

جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے، بارہویں قومی اسمبلی لیگل فریم ورک آرڈر (ایل ایف او) کے تحت وجود میں آئی تھی۔ اپوزیشن کی تمام جماعتوں نے اگرچہ انتخابات میں حصہ تو لیا لیکن پارلیمنٹ کے قیام کے فوراً بعد ہی آمرانہ جمہوریت کے خلاف احتجاج شروع کر دیا اور نومبر 2002ء سے 17 ویں ترمیم کی منظوری تک پارلیمنٹ عملاً غیر فعال ہی رہی۔ پارلیمنٹ کی اصل کارکردگی کا آغاز اس 17 ویں ترمیم کی منظوری کے بعد ہی شروع ہوا تھا۔

اگرچہ عوامی مفاد میں قانون سازی تو اس دور میں حکومت کی ترجیح ہی نہ تھی، یہاں تک کہ اس ضمن میں ایک کے علاوہ تمام پرائیویٹ بلز کو بھی یا تو مسترد کر دیا گیا، یا دیگر رکاوٹوں کے ذریعے انہیں قانون کی شکل اختیار نہ کرنے دیا گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسلام سے انحراف اور معاشرے میں منفی روایات کے فروغ کی سوچ پر مبنی Women Protection Act کو ایوان میں اور ایوان سے باہر ملک بھر کے علماء اور دین پسند پاکستانی عوام کی تمام تر مخالفت کے باوجود منظور کروا لیا گیا۔ اس طرح جہاں اللہ اور اس کے رسولؐ کی مقرر کردہ حدود کو دانستہ پامال کیا گیا وہاں ملک میں زنا بالرضا کے حوالے سے انگریز کے قانون کو زندہ کر دیا گیا اور بے حیائی اور بدچلنی کے راستے کو شاہراہِ عام قرار دے دیا گیا۔ اس مذموم مہم میں جہاں دین دشمن فوجی حکمران اور اس کے حواری پُر جوش انداز میں حصہ لے رہے تھے وہاں غیر سرکاری تنظیموں اور میڈیا نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس کا ایک فائدہ یہ ضرور ہوا کہ این جی اوز اور میڈیا کے اصل اہداف قوم کے سامنے واضح ہو گئے۔

اس دوران جماعتِ اسلامی کی خواتین ارکان نے قانون میں ترمیم کے مقاصد اور اثرات کو اچھی طرح جاننے کے بعد ایمانی تقاضا سمجھتے ہوئے ایک ہمہ جہتی اور اَنتھک مہم چلائی، جس کے دوران جہاں ایوان میں Women Protection Act کی بھرپور مخالفت کی گئی، وہاں عوامی اجتماعات اور میڈیا کے ذریعے قوم کو بھی بیدار اور آگاہ رکھنے کی کوشش کی گئی۔ جہاں ایک طرف علماء سے ملاقاتوں کا اہتمام کیا گیا وہاں مختلف اراکین اسمبلی بالخصوص دیگر جماعتوں کی خواتین ارکان سے انفرادی رابطے کر کے ان کے ایمان کو لاحق خطرات سے انہیں آگاہ کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ وکلاء اور دستوری ماہرین کے ذریعے حکومتی اور میڈیا کے دانشوروں کو علمی اور قانونی انداز میں بھی جواب دینے کی کوشش کی گئی۔

رکنیت کے دوران ان اراکین نے اسی احساسِ ذمہ داری کا مسلسل مظاہرہ کیا جو جماعتِ اسلامی کی تربیت کا لازمی نتیجہ ہے۔ اجلاسوں کے دوران ہر نشست کے لیے یہ خواتین بروقت ایوان میں موجود ہوتیں، حالانکہ یہ ایک مسلسل اور تقریباً مسلمہ روایت تھی کہ اجلاس طے شدہ وقت سے خاصی تاخیر سے شروع ہوتا۔ ان خواتین کو خوب احساس تھا کہ اسمبلی کے ہر اجلاس پر قوم کے لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں۔ اس لیے وہ کبھی اجلاس ختم ہونے سے قبل محض حاضری لگا کر واپس نہیں چلی گئیں۔ اسمبلی کی واضح بے قدری اور حکومت کی مسلسل بے اعتنائی کے باوجود یہ خواتین نہ صرف ہر اجلاس کی تمام نشستوں میں کل وقتی شرکت کرتی تھیں بلکہ اپنا بھرپور کردار بھی ادا کرتی تھیں۔

اسی احساسِ ذمہ داری اور قوم کی نمائندگی کے جذبے سے سرشاری کے تحت ہی ان خواتین نے اپنی آمدن کے ایک حصے سے پارلیمانی امور میں معاونت کے لیے ایک منظّم نظام قائم کیا، جس میں دستوری اور قانونی امور میں ماہرانہ رائے اور عملی معاونت کے لیے ایک قانون دان کی کُل وقتی خدمات کے علاوہ دیگر دفتری عملے اور لائبریری کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔

اس کے برعکس ان خواتین نے خود اپنے لیے جو سہولیات حاصل کیں ان کا حال یہ تھا کہ

ان خواتین نے آمدورفت میں آسانی کی غرض سے اپنے لیے ایک سیکنڈ ہینڈ کار کا اہتمام کر رکھا تھا۔ یاد رہے کہ جماعتِ اسلامی کے کلیدی ذمہ داران سمیت اکثر اراکین قومی اسمبلی اجلاس میں شرکت کے لیے گرمی، سردی، دھوپ اور بارش میں پیدل ہی جایا کرتے تھے۔

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ قانون ساز اداروں میں خواتین کی موجودگی کا اصل مقصد خواتین کی نمائندگی ہے۔ جماعتِ اسلامی سے تعلق رکھنے والی خواتین نے صنفی بنیاد پر اس تقسیم کے برعکس ہر اس مسئلے کی طرف توجہ مبذول کروائی جس کا تعلق پاکستانی عوام سے تھا۔ جماعتِ اسلامی کی خواتین اراکینِ پارلیمنٹ نے نا صرف پاکستانی عوام کے مسائل کو اجاگر کیا بلکہ عالمی معاملات کو بھی پیشِ نظر رکھا۔ امتِ مسلمہ کو درپیش چیلنجز بھی ان کی نظر سے مخفی نہیں تھے۔ یہ درست ہے کہ بطور خواتین انہوں نے عورتوں کی بھی بھرپور نمائندگی کی اور ان سے متعلق مسائل کو اجاگر کیا لیکن انہوں نے مسلسل اپنے قول اور فعل سے اس بات پر زور دیا کہ معاشرے کو خواتین اور مرد کی بنیاد پر تقسیم کرنا دراصل اس سوچ کو پروان چڑھانے کے مترادف ہے کہ مرد و خواتین دو متحارب فریق ہیں جن میں سے ہر ایک دوسرے کے حقوق غصب کر رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ معاشرے میں موجود ہر فرد کی بھلائی کے لیے پورے معاشرے کی فلاح کے لیے جدوجہد کرنا ہوگی۔ اسی آفاقی اور وسیع النظر سوچ کا نتیجہ ہے کہ ان خواتین نے ہر اس مسئلے کی طرف توجہ کی جو عوام کے لیے مشکل کا باعث بن رہا تھا۔

قوم اور اس کے مسائل سے دلچسپی، وابستگی اور دردمندی محض کاغذی نہیں، بلکہ حقیقی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جماعتِ اسلامی کے دیگر کارکنان کی طرح یہ خواتین بھی مسلسل میدانِ عمل میں رہیں۔ انہوں نے خود کو اسمبلی کی کارروائی اور اس کے ذریعے حاصل شدہ مراعات و مفادات تک محدود نہیں رکھا اور نہ ہی میڈیا کے ذریعے شہرت اور نام حاصل کرنے کو ہدف بنایا۔ اس دردمندی کی ایک واضح مثال 8 اکتوبر 2005ء کے زلزلے کے نتیجے میں ہونے والی تباہی کے بعد سامنے آئی جب یہ خواتین خود ان متاثرہ علاقوں تک پہنچیں۔ وہاں کے حالات کا خود مشاہدہ کیا۔ اس مشکل وقت میں ان کے ساتھ کھڑی ہوئیں، زلزلے کی خوفناک تباہی کے بعد دشوار گزار راستوں کو عبور کرتے ہوئے متاثرہ خاندانوں تک پہنچیں،

وہاں میڈیکل کی سہولیات فراہم کیں۔ کھانا، کپڑے، بستر، دوائیاں پہنچانے کا بھرپور انتظام کیا، یہاں تک کہ عید اور بقرعید بھی متاثرینِ زلزلہ کے ساتھ منائی۔ ان خواتین نے ہر ممکن کوشش کرتے ہوئے متاثرین کے لیے امداد کا اہتمام بھی کیا اور خود بار بار ان علاقوں میں جا کر اُن کی دلجوئی بھی کی۔

اسی طرح قوم کے لیے ایک اور دلدوز سانحہ جولائی 2007ء میں پیش آیا جب بزدل کمانڈو صدر کے براہِ راست حکم پر اسلام آباد کی لال مسجد پر فوج کشی کی گئی اور جامعہ حفصہ میں موجود نہتی بچیوں سمیت سیکڑوں افراد کو نہ صرف بے دردی سے شہید کر دیا گیا بلکہ ان کا نام و نشان تک مٹا ڈالا گیا۔ اس وقت بھی جب لال مسجد اور جامعہ حفصہ کا محاصرہ خونی شکل اختیار کر رہا تھا، جماعتِ اسلامی کی یہ بہادر اراکین اسمبلی اپنی بساط کے مطابق جدوجہد میں مصروف تھیں اور گولیوں کی بوچھاڑ میں بھی اپنے عزم و ہمت اور بلند کردار کو ثابت کر رہی تھیں۔ کوثر فردوس صاحبہ سیکریٹری جنرل جماعت اسلامی حلقہ خواتین اور ڈاکٹر سمیحہ راحیل صاحبہ خود دیگر خواتین ذمہ داران کے ساتھ معاملہ کو سلجھانے اور فریقین سے اس کی اپیل کرنے مسجد گئیں اور وہاں کے ذمہ داران سے گفتگو کی اور مسجد میں اسیر خواتین اور بچوں کی غذائی ضرورت کا سامان ہمراہ لے گئیں، اگرچہ اس کوشش میں ان کا گولیوں کی زَد میں آ جانے کا خطرہ بھی موجود تھا۔ ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی نے اس سانحہ سے متعلق ذاتی تجربات اور مشاہدات کو ''سانحہ کرب و بَلا'' کے نام سے مرتب کر کے شائع بھی کیا ہے۔

ہماری نظریاتی مخالف تنظیمیں بھی ہماری کارکردگی کا اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکیں۔ کسی کے بقول ہمارا نام نہیں، ہمارا کام بولتا ہے۔ میڈیا اور اسمبلی بزنس ہماری کارکردگی کا گواہ ہے اور انہی مخالف تنظیموں کی مرتب کی ہوئی 2002 تا 2007ء تک کی اسمبلی کی کارکردگی کی رپورٹوں کے مطابق ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی صاحبہ اسمبلی میں بل جمع کرانے والوں میں سرفہرست رہیں اور تقاریر میں انہیں دوسرا نمبر دیا گیا۔ محترمہ عنایت بیگم سوالات جمع کرانے والوں میں سرفہرست رہیں۔ مجموعی کارکردگی میں جماعتِ اسلامی کی ممبرانِ قومی اسمبلی کی 6 خواتین کا نمبر پہلی 20 خواتین میں رہا۔ جماعتِ اسلامی کی ممبر قومی اسمبلی رضیہ عزیز صاحبہ کا

بنایا ہوا سانحات سے نمٹنے کا بل اپوزیشن کی جانب پیش ہونے کی وجہ سے منظور نہیں کیا گیا، لیکن اس کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے حکومت نے اس بل کو Adopt کیا اور اسے قانون کی شکل دے دی گئی۔

ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی صاحبہ جو کہ پانچ سال پارلیمانی امور کی نگراں رہیں، انہوں نے بھی ایک رپورٹ بعنوان ''پارلیمانی جدوجہد کے 5 سال'' جماعتِ اسلامی کی خواتین ممبرانِ قومی اسمبلی کی کارکردگی پر مرتب کی ہے۔

ان خواتین کی پارلیمنٹ کے اجلاسوں اور قواعد وضوابط کی مکمل پابندی نے ان کے کام کو مشکل نہیں بلکہ آسان بنا دیا۔ یہ جہاں موجود ہوتیں وہاں ان کے بولنے سے پہلے ہی ان کا احترام اور ان کا پیغام موجود افراد کے دلوں تک پہنچ جاتا۔ اس پیغام کو مزید مستحکم کرنے کے لیے انہوں نے دیگر اراکین پارلیمنٹ، قومی اسمبلی سیکریٹریٹ اور پارلیمنٹ لاجز کے عملے میں سے ہر فرد تک دین کی دعوت اور پیغام پہنچانے کی کوشش کی۔ لاجز میں وقتاً فوقتاً درسِ قرآن کا اہتمام کیا، اسمبلی کی کارروائی میں نماز کے وقفہ کے لیے آواز اٹھائی۔ قرآن پاک، احادیث رسولؐ اور دینی کتب پر مشتمل ہزاروں تحائف تقسیم کیے۔ دروس قرآن اور افطار کی مجالس کا اہتمام کیا اور انفرادی طور پر ملاقاتیں کر کے ایمانی جذبے کو بیدار کرنے کی کوشش کی۔ لوگوں کی فلاح کی جدوجہد میں بھلا حقیقی وابدی فلاح کا پہلو کہاں نظرانداز ہوسکتا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ ان خواتین نے اپنے واضح نصب العین، دین اور ملک کے ساتھ سچی محبت اور جماعتِ اسلامی کی اخلاقی وتنظیمی تربیت کو بروئے کار لاتے ہوئے اللہ کی مدد سے ایک وقت میں کئی محاذوں پر جدوجہد کی۔ انہوں نے مسلم خاتون کے کردار کو بھی اجاگر کیا، حکومتی سازشوں اور چالوں کے سامنے بھی سینہ سپر رہیں۔ میڈیا اور این جی اوز کی جارحانہ حکمت عملی کا بھی سامنا کیا۔ علم وتحقیق اور قانونی وانتظامی میدانوں میں بھی سرگرم رہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ذاتی حیثیت میں ہر وہ کام کیا جو کسی فرد کی استطاعت میں ہوسکتا ہے۔

نظامِ کار

جماعتِ اسلامی اپنے کارکنان کو تنظیم کی جو سمجھ عطا کرتی ہے، وہ ہر مرحلے پر کارکن کے کام آتی ہے۔ نظم وضبط کا مؤثر نظام بنائے بغیر مربوط ومضبوط کارکردگی کا اظہار ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ جب حلقۂ خواتین کی یہ بہنیں قومی وصوبائی اسمبلیوں میں داخل ہوئیں تو پہلے قدم پر ہی انتظامی ڈھانچے کو ترتیب دیا گیا، جس کے خاص خاص پہلو یہ تھے۔

پارلیمانی لیڈر کا تقرر: ''جماعت بغیر امارت نہیں'' کے اصول کے تحت قومی اسمبلی میں عائشہ منور صاحبہ کو اور صوبہ خیبر پختونخوا میں شگفتہ ناز صاحبہ کو پارلیمانی لیڈر مقرر کیا گیا۔ جبکہ سندھ، پنجاب اور بلوچستان میں واحد نمائندہ خاتون کے موجود ہونے کے باعث اس کی ضرورت نہیں پڑی۔

دفاتر کا قیام: ارکانِ اسمبلی کے کام میں سہولت فراہم کرنے کی غرض سے مرکزی سطح پر اسلام آباد میں اور صوبائی سطح پر پشاور، حیدرآباد، لاہور اور کوئٹہ میں پارلیمانی آفسز کا قیام عمل میں لایا گیا، یہاں معاون عملہ کا تقرر کیا گیا اور ضروری وسائل فراہم کیے گئے۔

رپورٹ سسٹم کا اجراء: اہداف کے حصول اور رفتارِ کار کا جائزہ لینے کے لیے ایک رپورٹ فارم ترتیب دیا گیا، جسے ہر ماہ پُر کر کے مرکزی آفس بھیجنا ہر رکن اسمبلی کی ذمہ داری قرار پائی۔ اس فارم میں اسمبلی سیشن کی کارکردگی، فلاح عامہ اور پراجیکٹس کے تحت کیے گئے کام اور دعوتی پیش قدمی کو دریافت کیا جاتا رہا۔

تربیتی نظام: ارکانِ اسمبلی کی تربیت کے ضمن میں نصاب اور وقتاً فوقتاً منعقد کیے جانے والے لیکچرز اور ٹریننگ ورکشاپ سے مدد لی جاتی رہی، جن میں ایسے موضوعات پر پروگرام رکھوائے گئے، جو اُن کی سیاسی، قومی اور بین الاقوامی اُمور کی آگہی میں اضافے کا باعث بن سکیں۔

جائزہ نشستیں: اس بات کی بھی کوشش کی گئی کہ سہ ماہی یا ششماہی بنیاد پر ارکان اسمبلی باہم اور مرکزی نظم کے ساتھ مل کر اپنی کارکردگی کا جائزہ لے سکیں اور اگلی منصوبہ بندی طے کر سکیں۔

اجتماعی فنڈ کا قیام: تمام ارکانِ قومی اسمبلی وسینیٹ پر لازم تھا کہ وہ ہر ماہ اپنی تنخواہوں اور دیگر مالی مراعات کا $2/3$ حصہ جبکہ صوبائی ممبران $\frac{1}{2}$ حصہ مرکزی بیت المال (حلقہ خواتین) میں جمع کرائیں گے، تاکہ اس کی مدد سے دفاتر کا نظام جاری رکھا جائے اور اسمبلی کی مدت ختم ہونے کے بعد اضافی رقم حلقہ خواتین کے نظم کے سپرد کر دی، جس سے اسلام آباد کے قریب ایک پلاٹ برائے فلاحی سینٹر خواتین خریدا گیا، اس پر کام جاری ہے۔

دعوت وتبلیغ

اگر چہ قانون ساز اداروں میں پہنچنے کے بعد ان خواتین کا بنیادی ہدف قانون سازی رہا، لیکن بحیثیت داعی اسلام کا پیغام پھیلانے اور اپنی اقدار و روایات کو پارلیمنٹ میں قائم رکھنے کی جدوجہد بھی ان کی سرگرمیوں کا حصہ رہی، اس ضمن میں چند خصوصی کام یہ رہے۔

ارکانِ اسمبلی میں ترجمۂ قرآن پاک کی تقسیم:

اس ضمن میں اس بات کی پلاننگ کی گئی کہ تمام خواتین ارکان اسمبلی کو ترجمۂ قرآن بمع حواشی ہدیے کے طور پر دیا جائے۔ قومی اسمبلی میں پارلیمنٹ سیشن کے دوران اسپیکر کی اجازت سے جب خواتین کو قرآن پاک دیے جانے لگے تو مرد اراکین کی جانب سے مطالبہ سامنے آیا کہ ہمیں بھی یہ تحفہ دیا جائے، اس پر تمام ارکانِ اسمبلی کو قرآن پاک ہدیے میں دیے گئے۔ تمام صوبائی اسمبلیوں میں بھی اس کام کو انجام دیا گیا۔

ترجمان القرآن کا اجراء:

خواتین ارکانِ اسمبلی کے لیے ادارۂ ترجمان القرآن سے بات کر کے اس بات کو ممکن بنایا گیا کہ انہیں ارکانِ اسمبلی کے پتوں کی لسٹ فراہم کر دی جائے اور ترجمان القرآن ہر ماہ ان کے پتوں پر جاری کر دیا جائے۔ یہ کام تسلسل سے جاری رہا۔

اسلامی لٹریچر کی فراہمی:

قانون سازی کرنے والے افراد کو مختلف ایشوز میں اسلامی تعلیمات سے آگہی فراہم کرنے کی غرض سے متعلقہ موضوعات پر وقتاً فوقتاً لٹریچر ہدیہ کیا جاتا رہا۔ خصوصاً حدود آرڈیننس پر سیشن کے دوران اس موضوع پر کتابچے، کتب اور رسائل مہیا کیے گئے۔

لاجز میں درسِ قرآن کا انعقاد:

تزکیہ وتربیت کے لیے اسمبلی لاجز میں ہفتہ وار درسِ قرآن اسمبلی سیشنز کے درمیان رکھا جاتا رہا، جس میں دیگر پارٹیز کی خواتین بھی وقتاً فوقتاً شریک ہوتی رہیں۔

کیفے ٹیریا میں خواتین کا حصہ مختص کرانا:

سیشن کے دوران ارکانِ اسمبلی کا کیفے ٹیریا جانا ایک ضرورت قرار پاتی تھی، اس میں کوشش کر کے ایک گوشہ محض خواتین کے لیے مختص کرایا گیا جہاں وہ سہولت سے اپنی ضرورت کو پورا کر سکیں۔

وقار واحترام کا ماحول بنانا:

باپردہ خواتین کے ایوانوں میں جانے اور پردے میں رہتے ہوئے قومی ایشوز پر وقار کے ساتھ اپنے مؤقف کا اظہار کرنے اور اسمبلی سیشنز میں بھرپور حصہ لینے سے ماحول میں ایک ستھرا پن پیدا ہوا اور دیگر پارٹیز کی خواتین نے بھی باوقار لباس اور سر پر دوپٹے کا اہتمام کیا اور مخلوط ماحول کے ناشائستہ رویوں سے پرہیز کیا، جس سے ایک اچھے ماحول کو پروان چڑھنے کا موقع ملا۔

اراکینِ اسمبلی کی انفرادیت:

ممبر پارلیمنٹ ہوتے ہوئے بھی کبھی ان خواتین نے اس اعزاز کا استعمال نہیں کیا۔ کسی سے ملاقات کے لیے کبھی اپنا کارڈ استعمال نہیں کیا اور نہ اپنے بچوں کو اپنی والدہ کا ریفرنس استعمال کرنے دیا۔ ہمیشہ لائن میں لگ کر اپنی باری آنے کا انتظار کیا۔ عوام الناس کے درمیان کھڑی ہوتی تھیں اور کوئی گمان نہیں کر سکتا تھا کہ یہ رکنِ پارلیمنٹ ہیں۔ مختلف اداروں میں ملاقات کا جو طریقہ کار عام آدمی کے لیے تھا وہی طریقہ کار اختیار کیا۔

فلاحی سرگرمیاں

اگرچہ ہر رکن اسمبلی اپنے انفرادی دائرے میں اس تمام عرصے کے دوران عوام الناس کے مسائل کے حل اور خدمتِ خلق کے کاموں میں مصروف رہا، لیکن بعض کام اجتماعی جدوجہد کے ساتھ انجام دیے گئے، جن کا خصوصیت سے ذکر ضروری ہے۔

فلاح خواتین پراجیکٹ

خواتین کی فلاح کو ایک نمایاں اور مستقل شکل دینے کے لیے اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ سینیٹ اور قومی اسمبلی میں موجود بہنیں اپنی مالی مراعات کو ایک ٹرسٹ کی شکل میں جمع کرائیں اور اس سے مستقل بنیاد پر پاکستانی خواتین کی فلاح کا کوئی منصوبہ شروع کیا جائے۔ ''فلاح خواتین'' کے نام سے اس ٹرسٹ کو قائم کیا گیا۔ اس کے لیے عمارت حاصل کی گئی اور پھر مشاورت کے ساتھ یہاں درج ذیل پراجیکٹس کو شروع کیا گیا۔

☆ قواریر سینٹر
☆ میزبان خواتین پراجیکٹ
☆ پراجیکٹ برائے گھریلو ملازم خواتین
☆ مواخات پراجیکٹ (مائیکرو کریڈٹ)
☆ روزگار ڈیسک

امداد زلزلہ زدگان 2005ء

8 اکتوبر 2005ء کو پاکستان کے شمالی علاقہ جات اور خیبر پختونخوا کے کچھ حصوں میں آنے والے شدید زلزلے نے بے انتہا جانی و مالی نقصانات کا شکار کیا۔ لاکھوں افراد ہلاک ہوگئے تو لاکھوں ہی زخمی ہوئے، عمارات تمام کی تمام تباہ ہوگئیں، پورے پورے علاقے قبرستان کا منظر پیش کرنے لگے، پوری پاکستانی قوم سکتے کا شکار ہوگئی، لیکن پھر باحوصلہ افراد اٹھے اور عزم و ہمت کے ساتھ بحالی کی کوششوں کا آغاز کیا، تو پوری قوم کے جذبے جوان ہو گئے اور ساری قوم مصیبت زدگان کی مدد میں لگ گئی۔ اس موقع پر جماعت اسلامی نے اپنی روایات کے مطابق اپنے کردار کو انجام دیا۔ اس کا ہر ہر کارکن تمام مصروفیات کو تج کر ریلیف کے کاموں میں مصروف ہوگیا۔ مرد، خواتین، بچے، ڈاکٹرز، نرسز، طلبہ، رضا کار ہر کوئی اپنے حصے کے فرائض سرانجام دے رہا تھا۔ انہی حالات میں ارکانِ اسمبلی خواتین نے بھی اس مصیبت کی گھڑی میں منظّم طور پر اپنی کوششیں سرانجام دیں جن میں درج ذیل کام خصوصیت کے حامل ہیں۔

قانون ساز اداروں میں بحث

قومی وصوبائی اسمبلی کے اجلاسوں میں مستقل زلزلہ زدگان کی امداد کے مختلف پہلوؤں پر توجہ مبذول کرائی جاتی رہی۔ اس ضمن میں قراردادوں، تحریکوں اور توجہ دلاؤ نوٹسز کو استعمال کیا گیا۔

آئندہ کے لیے ایسی صورتحال سے بہتر انداز میں نمٹنے کے لیے محترمہ رضیہ عزیز کی جانب سے Disaster Managment Bill بھی پیش کیا گیا۔ خیبر پختونخوا اسمبلی میں متاثرین طلبہ و طالبات کو اعلیٰ تعلیم مع وظائف فراہم کرنے اور سرکاری ملازمتوں میں 5% کوٹہ مختص کرنے کی قرارداد منظور ہوئی۔ بے سہارا رہ جانے والے بچوں کو غیر ملکی این جی اوز کے حوالے نہ کرنے کی جانب بھی توجہ دلائی گئی۔

حکومتی تعاون سے مسائل کے حل کی کوشش

وزیر داخلہ آفتاب شیر پاؤ سے مارگلہ وزٹ کے موقع پر متاثرینِ زلزلہ وزخمی افراد کے لیے بسوں کے کرائے میں رعایت کے مسئلہ پر بات کی۔ اسپتالوں کے دوروں میں انتظامیہ سے ملاقات کر کے مسائل کے حل پر ڈسکشن رکھا۔ مرکزی بیت المال کے تعاون سے بٹل میں گھروں اور مسجد کی تعمیر کی گئی۔ حکومت کو بیت المال سے راشن کی تقسیم، ووکیشنل سینٹر اور کفالت خاندان کے پراجیکٹ بنا کر دیے گئے۔

وفود کو دورے کروانا

جہاں تمام ارکانِ اسمبلی متاثرہ مقامات کے مستقل دورے کرتے رہے، وہیں دیگر سیاسی جماعتوں، این جی اوز، مؤثر خواتین، ڈاکٹرز، صحافیات اور غیر ملکی وفود کے دوروں کا بھی انتظام کیا جاتا رہا۔ ان کے سفر، قیام وطعام کا بندوبست کیا گیا اور ان سے تعاون حاصل کیا گیا۔ اس ضمن میں امریکا، ترکی، برطانیہ، انڈونیشیا اور ملائیشیا کے وفود سے ملاقاتیں کی گئیں۔

فنڈنگ

اس ضمن میں ہر رکن اسمبلی نے بھرپور کوشش کی اور جتنا ممکن ہوا، فنڈ جمع کر کے نظم کو دیا گیا، ساتھ ہی راشن، کپڑے، دوائیں اور دیگر ضروری اشیاء بھی جمع اور ترسیل کی جاتی رہیں۔

تذکیری پروگرام

اسمبلی لاجز سے لے کر متاثرہ مقامات اور امداد جمع کرنے کے لیے کیے جانے والے پروگرامز میں مستقل اجتماعی استغفار اور دروس قرآن کا اہتمام کیا جاتا رہا۔

تقسیم لٹریچر وہدیۂ قرآن

متاثرہ افراد کے ساتھ ملاقاتوں میں جہاں ان کی دلجوئی کی گئی وہیں ان کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے اللہ سے تعلق مضبوط کرنے پر توجہ دلائی گئی اور ترجمۂ قرآن ہدیہ بھی کیے گئے۔

عید اور عید گفٹ

ارکانِ اسمبلی نے عید بھی متاثرین زلزلہ کے ساتھ گزاری اور ان کے غموں کو ہلکا کرنے کے لیے متاثرینِ زلزلہ میں عید گفٹ تقسیم کیے۔ عیدالاضحیٰ پر متاثرہ مقامات پر قربانی کا اہتمام

کر کے متاثرین میں گوشت تقسیم کیا گیا۔

اجتماعی شادیاں

خیموں میں مقیم متاثرین کو نارمل زندگی کی طرف واپس لانے کے لیے انہیں معمول کے کام انجام دینے کی ترغیب دی گئی اور جو شادیاں پہلے سے طے تھیں ان کی انجام دہی کے تمام انتظامات کیے گئے۔ الخدمت کے تعاون سے جہیز بکس بھی حاصل کیے گئے اور اجتماعی شادیوں کی تقاریب مختلف مقامات پر منعقد کی گئیں جس میں دیگر سیاسی جماعتوں کی ارکان کو بھی مدعو کیا گیا۔

سروے

متاثرینِ زلزلہ کے کوائف سے متعلق سروے کیے گئے جس سے ان کی ضروریات کا اندازہ لگایا گیا۔ بچوں اور بچیوں کے کوائف اکٹھا کر کے ان کے اسکول، کالجز اور جامعات میں داخلوں میں معاونت کی گئی۔

میڈیا

مسائل کی شدت کو اجاگر کرنے اور قوم کو مستقلاً اس امر کی طرف توجہ مبذول کیے رکھنے کی غرض سے میڈیا پر انٹرویوز، پریس کانفرنسز، آرٹیکلز اور خبروں کے ارسال کرنے کا سلسلہ جاری رہا۔ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے افراد کو ان مقامات کے دورے بھی کروائے گئے اور جماعتی فلاحی سرگرمیوں کا تعارف بھی دیا گیا۔

ووکیشنل سینٹرز، بیٹھک اسکولز پراجیکٹس میں تعاون

خیمہ بستیوں میں مقیم متاثرین زلزلہ کے خیموں کے وقت کو ضائع ہونے سے بچانے کے لیے انہی خیموں میں بیٹھک اسکولز کھولے گئے، جہاں رضاکار خواتین لڑکیاں بچوں کی کلاسز لیتی رہیں۔ خواتین کو فارغ بیٹھنے سے بچانے اور ان کے وقت کے مثبت استعمال کے لیے خیموں میں ووکیشنل سینٹرز بنائے گئے جہاں انہیں سلائی کڑھائی اور دیگر ہنر سکھائے جانے کا انتظام کیا گیا۔ اراکین اسمبلی نے ان پراجیکٹس کے لیے اپنا وقت، مال اور بھرپور عملی تعاون فراہم کیا۔ بعض سینٹرز تو ارکان اسمبلی کی نگرانی میں ہی چلتے رہے۔

لاپتا افراد کی بازیابی کی جدوجہد میں تعاون

پرویز مشرف کے دور میں بہت سے افراد کو ان کے گھروں یا دفاتر سے اچانک اٹھا لیا گیا اور پھر ان کے بارے میں متعلقین کو کوئی اطلاع نہیں دی گئی۔ جب ایسے افراد کی تعداد اور گمشدگی کی مدت اور تعداد بڑھنے لگی تو ان کے متعلقین نے احتجاج شروع کیا۔ ان کے گھروں کی خواتین اسمبلی کے سامنے دھرنا دے کر بیٹھنے لگیں۔ اسی دوران رمضان کا مہینہ بھی شروع ہو گیا تو ہماری ارکان خواتین نے ان افراد کو اپنے پاس اسمبلی لاجز میں ٹھہرایا، ان کی سحری و افطاری کے انتظامات کیے گئے اور بزرگ خواتین کو ان کی گھریلو ضروریات میں مدد فراہم کی گئی۔

بعض متاثرین سے جیل جا کر ملاقات بھی کی گئی اور ان کا مقدمہ چلنے کے دوران سپریم کورٹ میں حاضری بھی دی گئی، تاکہ محرومی کے اس وقت میں انہیں اخلاقی مدد فراہم کی جا سکے اور وہ اپنے اس مشکل ترین وقت میں قوم کے نمائندوں کو اپنے دکھ درد میں شریک محسوس کر سکیں۔

لال مسجد سانحے میں امدادی سرگرمیاں:

مشرف کے دور میں جب سیکولر طاقتوں کے ایما پر اسلام آباد کے قلب میں واقع اس مسجد کو بمباری کر کے اس میں موجود ہزاروں بچیوں سمیت شہید کر دیا گیا، تو اس سانحہ سے قبل ارکان بہنوں نے اسے رکوانے اور اس کے بعد اس کے متاثرین و متعلقین کی ہر ممکن مدد کی کوشش کی۔

وفد کا دورہ:

سانحہ رونما ہونے سے قبل جب افواج نے مسجد و مدرسہ کا محاصرہ کر رکھا تھا اور کھانے پینے کی رسد بھی بند کر دی تھی تو سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس اور رکن اسمبلی ڈاکٹر سمیحہ راحیل جماعت اسلامی کی تنظیم کے ساتھ اپنے ہمراہ کھانے پینے کی اشیاء اور دواؤں کے پیکٹ لیے مسجد

پہنچیں اور باہر کھڑے ہو کر اندر والوں کا حال دریافت کیا۔ انتظامیہ اور حکومتی افراد سے ملاقات کی اور مصالحت کی کوشش کی۔ سامان انتظامیہ کے حوالے کیا اور وہیں کھڑے ہو کر امن و سلامتی کی دعا کرائی۔

گمشدگان کی تلاش:

سانحہ رونما ہونے کے بعد اسپورٹس کمپلیکس اسلام آباد میں ایک مستقل سینٹر قائم کیا گیا جہاں شہداء، زخمی اور گرفتار شدگان کی لسٹیں آویزاں کی گئیں۔ بچے اور بچیوں کے متعلقین کو لسٹوں سے ان کے نام تلاش کر کے بتائے جاتے۔ ارکان اسمبلی بہنیں وہاں مستقل موجود رہتیں۔ جیلوں میں موجود بچوں سے ان کے گھر والوں کی ملاقات کروائی جاتی۔ جہاں ضرورت پڑی وہاں رہائی میں بھی مدد دی گئی۔

کمیٹیوں میں شرکت:

اس ضمن میں حکومتی سطح پر جو انتظامی اور قانونی کمیٹیاں بنائی گئیں، ان میں بھی ارکان بہنوں کی شرکت رہی۔

تحریری جدوجہد:

اس موضوع پر مضامین لکھے گئے اور حقائق جمع کر کے انہیں قرطاس ابیض کی شکل میں شائع بھی کیا گیا۔

ریلی:

اس سانحے کے خلاف اسلام آباد میں حلقہ خواتین کے تحت ایک ریلی نکالی گئی، جس میں غازی عبدالرشید کی بہنوں نے بھی شرکت کی۔ ارکانِ اسمبلی بہنوں نے خطاب کیا اور اس غم میں پوری قوم کے ان کے ساتھ ہونے کا پیغام دیا گیا۔

سیاسی جدوجہد

چیف جسٹس بحالی مہم میں تعاون:

جب صدر پرویز مشرف نے چیف جسٹس سپریم کورٹ افتخار محمد چوہدری پر استعفیٰ کے لیے دباؤ ڈالا اور استعفیٰ نہ دینے پر انہیں معزول کر دیا گیا تو اوّل اوّل وکلاء کی طرف سے اس کے خلاف احتجاجی مہم شروع کی گئی، جس میں بعدازاں پوری قوم شریک ہوگئی۔

اسلام آباد میں ہونے والے مظاہروں، دھرنوں اور احتجاجی جلسوں میں ارکان نمائندہ بہنیں شریک ہوتی رہیں، جب مہم میں شدت آئی اور ملک میں ایمرجنسی لگا کر میڈیا پر پابندیاں عائد کر دی گئیں اور احتجاجی جلوسوں کو تشدد سے روکا جانے لگا، تو ان بہنوں نے تشدد کا شکار ہونے والوں کی عیادت کی۔ جہاں ضرورت ہوتی وہاں مدد بھی فراہم کی۔ گرفتار ہونے والوں کے گھر والوں سے ملاقاتیں کی گئیں اور ان کے حوصلے بڑھائے گئے۔

میڈیا کے پابند ارکان سے ملاقاتوں اور خطوط کے ذریعہ اظہار یکجہتی کیا گیا۔ اخبارات میں بیانات اور مضامین بھیجے گئے۔ ٹاک شوز میں شرکت کر کے اپنے موقف کو واضح کیا گیا۔

حدود آرڈیننس کے خاتمے کے خلاف جدوجہد

حکومت کی جانب سے اسمبلی میں ''ویمن پروٹیکشن بل'' کے نام سے ایسا بل ایوان میں منظوری کے لیے پیش کیا گیا جس سے حدود کی خلاف ورزی ہوتی تھی، اس پر بھرپور احتجاج کیا گیا۔ اس بل کے نقائص واضح کیے گئے۔ عوام الناس کو ان نقصانات سے آگاہ کرنے کے لیے ملک بھر میں سیمینارز اور ڈسکشن رکھے گئے۔ اسمبلی اراکین کو اپنا ساتھ دینے کے لیے انہیں مطالعہ کے لیے کتب اور دیگر مواد پیش کیا گیا۔ علماء سے گفتگو کی گئی، ٹی وی پروگرامز اور مضامین کے ذریعہ اپنے نکتۂ نظر کو سامنے لایا گیا۔ اسمبلی سے احتجاجاً واک آؤٹ کیا گیا اور ہر طور حکومت پر اس بات کو واضح کیا گیا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اللہ کے قوانین کو نقصان پہنچانے کا کوئی عمل برداشت نہیں کیا جائے گا۔

ممبرانِ اسمبلی کی کارکردگی، عوام کے رُوبرو

اسمبلیوں کی مدت ختم ہونے کے قریب محترمہ عائشہ منور صاحبہ نے چاروں صوبوں میں جا کر وہاں موجود جماعت اسلامی کی ارکان اسمبلی خواتین کے ساتھ پریس کانفرنسز منعقد کیں، جن کے ذریعہ اس عرصے میں صوبائی ارکانِ اسمبلی کی کارکردگی کو میڈیا کے ذریعے عوام الناس کے سامنے لایا گیا۔

خیبر پختونخوا

16 جون 2007ء کو پشاور میں جماعت اسلامی حلقہ خواتین کی مرکزی سیکرٹری جنرل اور صوبہ خیبر پختونخوا سے سینیٹ کی ممبر ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ نے قومی وصوبائی اسمبلی کی نمائندہ خواتین کے ساتھ پریس کانفرنس کی، جس کے ذریعہ خیبر پختونخوا حکومت کی جانب سے صوبہ میں خواتین کی فلاح کے لیے کیے جانے والے اقدامات کو سامنے لایا گیا اور نمائندہ خواتین کی کارکردگی بھی پیش کی گئی۔

تفصیلات کے مطابق خیبر پختونخوا کی صوبائی حکومت نے اپنے پہلے سالانہ ترقیاتی منصوبہ عمل (ADP) میں ترقیاتی بجٹ کا چوتھائی حصہ مختص کر دیا اور اس طرح مالی سال 2002-03ء کے بجٹ میں 27 کروڑ روپے کی خطیر رقم پہلی مرتبہ تعلیم کے لیے مختص کی گئی، جبکہ اس رقم کا نصف سے زائد طالبات کی تعلیم کے لیے مختص ہے۔ سال بہ سال اس رقم میں اضافے کا عمل جاری رہا جو اب 92 کروڑ تک پہنچ چکا ہے۔ چار سالوں میں طالبات کے لیے 234 پرائمری اسکولز کھولے گئے جبکہ 155 مڈل اور 183 ہائی اسکولز کو اَپ گریڈ کیا گیا۔ 13 نئے گرلز کالجز تعمیر کیے گئے جبکہ مزید 7 کالجز کی منظوری دی جا چکی ہے۔ ملکی تاریخ میں پہلی بار چھٹی سے دسویں جماعت کی طالبات کے لیے ماہانہ 200 روپے وظیفہ مقرر کیا گیا۔ سرکاری اسکولوں میں فیس ختم کی گئی اور درسی کتب مفت فراہم کی گئیں، ان اقدامات کی

بدولت صوبہ میں خواتین کی شرح خواندگی 25 سے بڑھ کر 30 فیصد ہوگئی۔ طالبات کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیشِ نظر کالجز میں شام کی کلاسز کا اجراء کیا گیا۔ کالجز کی سطح پر طالبات کی تعداد میں 5693 کا اضافہ ہوا اور 545 نئی خواتین اساتذہ تعینات کی گئیں۔ FEF کے تحت 16 گرلز کالجز بھی قائم کیے گئے ہیں ''لٹریسی فار آل'' پروگرام کے تحت صوبہ بھر میں ناخواندہ خواتین کے لیے 4361 مراکز قائم کیے گئے ہیں جن سے تقریباً ڈھائی لاکھ خواتین استفادہ کر چکی ہیں۔ فرنٹیئر ویمن یونیورسٹی قائم کی گئی، جس کے 18 ڈپارٹمنٹس 450 طالبات کو تعلیم دے رہے ہیں۔ جبکہ ملازمت پیشہ خواتین اساتذہ کے بچوں کی دیکھ بھال کے لیے چند کالجز میں مرکز نگہداشت اطفال کا قیام اور ضلع اَپر دیر میں خواتین اساتذہ کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت فراہم کی گئی۔

صحت کے شعبہ میں حکومت نے 13 کروڑ روپے کی لاگت سے ویمن میڈیکل کالج قائم کیا، جو اب تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہے اور جس میں 150 طالبات زیرِ تعلیم ہیں۔ پسماندہ اضلاع میں کام کرنے والی خواتین ڈاکٹرز کو تنخواہ کے علاوہ 20 ہزار روپے، ویمن میڈیکل آفیسر کو 12 ہزار روپے اور خواتین پیرامیڈکس کو 5 ہزار روپے اضافی الاؤنس دیا جا رہا ہے۔ صحت کی فراہمی کے لیے 4277 نرسز کی اسامیاں پیدا کی گئیں جن میں سے 2900 پر نرسز اور لیڈی ہیلتھ ورکرز بھرتی کر لی گئی ہیں۔ 17 اضلاع میں زچہ بچہ صحت پراجیکٹ کا آغاز کیا گیا۔

خواتین کو روزگار کی فراہمی کے لیے گزشتہ 4 سالوں میں 24 دستکاری مراکز جبکہ 110 سلائی کڑھائی سینٹرز قائم کیے گئے۔ بیوہ خواتین میں 48 لاکھ روپے کی لاگت سے سلائی مشینیں تقسیم کی گئیں۔ صوبے کے 5 اضلاع میں ہنرمند خواتین کو خام مال کی فراہمی اور ان کی تیار شدہ مصنوعات کی فروخت کا مناسب معاوضہ انہیں دیا گیا۔ زکوٰۃ فنڈ سے سینکڑوں طالبات کو ہنرمند بنایا گیا، جس میں دورانِ تربیت انہیں 1000 روپے اور کورس کے اختتام پر 5000 روپے فراہم کیے جاتے رہے، تاکہ وہ مطلوبہ مشینری خرید کر باعزت روزگار حاصل کر سکیں۔ ایم اے، ایم ایس سی، شہادۃ عالیہ مکمل کرنے والے طلبہ و طالبات کو ماہانہ 1000

روپے وظیفہ دیا گیا۔

بے سہارا، مظلوم خواتین کی قانونی مدد اور تحفظ کے لیے مختلف شہروں میں 5 نئے دارالامان، 4 مفت قانونی امداد مراکز اور پشاور میں ''ویمن کرائسز سینٹر'' قائم کیا گیا ہے جس سے اب تک 746 خواتین مستفید ہو چکی ہیں۔ مستحق خواتین کو شادی کے لیے زکوٰۃ فنڈ سے دس ہزار روپے کی مدد کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ خواتین میں صحت مند سرگرمیوں کے فروغ کے لیے علیحدہ اسپورٹس ڈائریکٹوریٹ قائم کیا گیا ہے۔ جس کا تمام عملہ خواتین پر مشتمل ہے۔ صوبائی حکومت نے بلاامتیاز حکومتی اور حزبِ مخالف سے تعلق رکھنے والی خواتین کو یکساں ترقیاتی فنڈز مہیا کیے۔

جماعت اسلامی سے وابستہ خواتین ارکان اسمبلی نے خیبر پختونخوا اسمبلی میں مختلف ایشوز پر 209 سوالات، 255 قراردادیں، 53 توجہ مبذول کراؤ نوٹس، 41 تحریک التواء، 7 تحاریکِ استحقاق پیش کرنے کے علاوہ مختلف موضوعات پر 36 تقاریر کیں۔ اراکین اسمبلی کی جانب سے زیادتی کا شکار خواتین کی میڈیا پر تصاویر کی اشاعت پر پابندی کا بل، پرائیویٹ اداروں میں موجود خواتین کی میٹرنٹی Leave کی سہولت کو یقینی بنانے اور مصنوعات کی فروخت کے لیے خواتین کی تشہیر کے خاتمے کا بل اسمبلی میں جمع کروایا۔ خیبر پختونخوا میں حکومت میں شمولیت کی وجہ سے یہ نمائندہ خواتین حکومت کا حصہ رہیں، اس لیے اسمبلی بزنس میں اسی قدر حصہ ہے، جتنا حکومت کا ہوتا ہے۔

خواتین ارکان اسمبلی نے صوبے میں فراہمی آب، سڑکوں اور گلیوں کی تعمیر اور بجلی و سوئی گیس کی فراہمی سمیت عوامی منصوبوں پر اب تک 17 کروڑ روپے خرچ کیے ہیں، جبکہ مزید 4 کروڑ روپے مالیت کے ترقیاتی منصوبے زیرِ تکمیل ہیں۔

اراکین اسمبلی نے اپنی تنخواہوں اور اسٹینڈنگ کمیٹیز کے نصف حصے پر مشتمل فنڈز سے صوبے کے 11 اضلاع میں ضرورت مند خواتین کو بلا سود قرضے دینے کے پروگرام کا اجراء کیا ہے، جبکہ بعض علاقوں میں اس پروگرام کے تحت سلائی مراکز قائم کیے گئے، تاکہ خواتین کو روزگار کے مواقع فراہم کیے جا سکیں۔

پنجاب

پنجاب سے قومی اسمبلی میں نمائندہ ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی صاحبہ اور ممبر صوبائی اسمبلی طاہرہ منیر صاحبہ نے 4 جون 2007ء کو پریس کانفرنس کرتے ہوئے بتایا کہ جماعتِ اسلامی کی خواتین نے تحاریکِ التواء، توجہ دلاؤ نوٹسز، قراردادوں اور پوائنٹس آف آرڈر کے ذریعے ان واقعات کو اجاگر کیا جن میں خواتین کو مشقِ ستم بنایا گیا تھا۔ ''ونی'' کی رسم کے خلاف بھرپور مہم چلائی اور اسمبلی میں قرارداد کے ذریعہ اس پر پابندی کا مطالبہ کیا۔ خواتین کو مصنوعات کی فروخت کے لیے وسیلۂ تشہیر بنانے کے خلاف مسودہ قانون اسمبلی میں جمع کرایا اور وزیراعلیٰ سے مل کر مذہب و غیرت کے منافی اشتہارات پر پابندی کا مطالبہ کیا۔ تمام تھانوں میں خواتین پولیس افسران کی تقرری کا مطالبہ پیش کیا گیا۔ ورکنگ ویمن کو ٹرانسپورٹ کی فراہمی اور جائے ملازمت پر چائلڈ کیئر سینٹر کے لیے بل پیش کیے۔ پتنگ بازی پر پابندی کا بل جمع کرایا۔ خواتین کو وراثت اور ترکے میں جائز حصہ دلانے کے لیے بل بھی جمع کرایا گیا۔ پنجاب بھر کی غریب اور بے سہارا خواتین کی اخلاقی، قانونی، مالی اور نفسیاتی معاونت کے لیے ''رفاہ خواتین پنجاب ایکٹ 2007ء'' کے نام سے ایک بل بھی اسمبلی میں جمع کروایا۔

بڑے شہروں میں ٹرانسپورٹ کے مسائل، اسپتالوں میں سہولیات کی عدم فراہمی، فحش سی ڈیز کے ذریعے پھیلنے والی بے راہ روی، صحافیوں کے ساتھ سرکاری اہلکاروں کی زیادتی اور نصاب تعلیم میں تبدیلیوں کے ایشوز کو فلور پر اٹھایا گیا۔

جماعتِ اسلامی کی خاتون رکن کی جانب سے قیدیوں کو ہر چار ماہ بعد اپنے اہل خانہ سے علیحدگی میں وقت گزارنے کی اجازت سے متعلق قرارداد ایوان میں پیش کی گئی جسے منظور کرایا گیا۔ سرکاری محکموں میں بدعنوانی، بوگس بھرتیوں اور بے قاعدگیوں کو اجاگر کیا گیا۔

بجٹ اجلاس سے قبل مطالبہ کیا گیا کہ ترقیاتی بجٹ کا چوتھائی حصہ تعلیم کے لیے مختص کیا جائے۔ خواتین کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جائے، خواتین اساتذہ کی کمی کو دور کیا جائے، خواتین اساتذہ کو ٹرانسپورٹ کی سہولت فراہم کی جائے، پسماندہ علاقوں میں تعینات خواتین ڈاکٹرز، نرسز اور دیگر اسٹاف کو خصوصی الاؤنس دیا جائے۔

بلوچستان

بلوچستان سے قومی اسمبلی میں نمائندہ بلقیس سیف صاحبہ اور ممبر صوبائی اسمبلی ثمینہ سعید صاحبہ نے کوئٹہ میں پریس کانفرنس کی۔ صوبہ بلوچستان کی عورت پسماندہ روایات و رسومات کی اسیر ہے۔ جماعتِ اسلامی کی خواتین نے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے چار سال اس بات کی جدوجہد کی کہ اسلام کے عطا کردہ حقوق یہاں کی عورت کو حاصل ہوسکیں۔ اس حوالے سے ان خواتین نے وراثت میں خواتین کو لازمی حصہ دینے، بے سہارا اور محنت کش خواتین کو باوقار مقام دلانے، مصنوعات کی تشہیر کے لیے میڈیا پر خواتین کی حرمت کی پامالی کو روکنے اور اسلامی اصولوں کے مطابق خاندان کو مضبوط بنانے کے لیے مسلسل آواز بلند کی، ایک نجی بل اسمبلی میں جمع کرایا، جس کے مطابق حق دار وارث خاتون کو اس کا ترکہ نہ دینے والے کو کم از کم ایک سال اور زیادہ سے زیادہ سات سال کی سزا کا قانون پیش کیا گیا۔ یہ صوبائی اسمبلی کی تاریخ کا پہلا موقع تھا کہ کسی خاتون رکن نے پرائیویٹ بل جمع کرایا ہو۔

خواتین اراکین نے ملازمت پیشہ خواتین خصوصاً نرسز کے مسائل کے حل، جائے ملازمت پر چائلڈ کیئر سینٹر کے قیام، خواتین معلمات کی کمی دور کرنے، خواتین کرائسز سینٹر کے قیام کے لیے اسمبلی اور اسمبلی سے باہر مسلسل کوششیں کیں۔ خواتین کو ٹرانسپورٹ کے حوالے سے درپیش مسائل کے حل کے لیے بھی ایک مسودہ قانون اسمبلی میں جمع کرایا گیا۔ ان خواتین اسمبلی نے فرسودہ رسومات کے خاتمے کے لیے نجی اور اجتماعی سطح پر اور میڈیا کے ذریعہ بھرپور جدوجہد جاری رکھی اور ساتھ ہی عورت کے حوالے سے بے حیائی اور ہر قید سے آزادی پر مبنی عالمی ایجنڈے کو بھی ہر سطح پر اجاگر کیا۔

خواتین اسمبلی نے عوامی سوچ کی عکاسی کرتے ہوئے ایوان میں این ایف سی ایوارڈ، بلوچستان میں امن و امان کی صورتحال، جہاد اور اسلامی شعائر کے خلاف عالمی اتحاد میں پاکستان کی شرکت، قومی اداروں کی نجکاری، کان کنوں کے مسائل، تعلیم کی زبوں حالی، آغا خان بورڈ کے قیام، صوبے میں مقامی اور غیر مقامی کی تقسیم اور دیگر اہم مسائل پر تحاریک، قراردادیں، اور توجہ دلاؤ نوٹسز پیش کیے۔

پارلیمانی کمیٹی میں خاتون رکن اسمبلی نے گوادر میں مقامی افراد کو زیادہ سے زیادہ مواقع دینے، عوام کو بنیادی سہولیات کی فراہمی، فوج کی فوری واپسی اور سیاسی گرفتاریاں بند کر کے سیاسی طرزِ عمل اپنانے پر زور دیا۔ تمام عرصے، اراکین اسمبلی کی جانب سے عوامی فلاح و بہبود کے کام جاری رہے۔ 2005ء میں آنے والے زلزلے کے بعد عوام کے تعاون سے لاکھوں روپے کا امدادی سامان جمع کیا گیا اور زلزلہ زدہ علاقوں کا دورہ کر کے متاثرین سے ملاقاتیں کی گئیں اور ان میں سامان تقسیم کیا گیا۔

نادار خواتین و حضرات کی شادی، ملازمت، علاج اور تعلیم کے لیے امداد فراہم کی گئی۔ دستیاب فنڈز اور ذاتی و جماعتی وسائل کے ذریعہ گوادر اور کوئٹہ میں دستکاری سینٹرز، لیڈی ڈفرن ہاسپٹل اور سینٹرل جیل کوئٹہ میں خواتین کے لیے انتظار گاہ، ویمن کالجز اور اسکولز میں سائنس لیبارٹریز اور کمروں کی تعمیر کے علاوہ سڑکوں کی تعمیر، فراہمی و نکاسی آب کے منصوبوں، بجلی، ٹیلی فون اور دیگر بنیادی سہولیات کی فراہمی کے ذریعہ عوامی ضروریات کو پورا کیا گیا۔

نادار خواتین کو باعزت روزگار کی فراہمی کے لیے ان میں سلائی مشینیں تقسیم کی گئیں۔

ترقیاتی اسکیموں اور فلاحی منصوبوں میں صوبے کے پسماندہ علاقوں اور دیہات کو ترجیح دی گئی۔

سندھ

9 اپریل 2007ء کو عائشہ منور صاحبہ نے رکن سندھ اسمبلی کلثوم نظامانی صاحبہ کے ساتھ پریس کانفرنس کی۔ انہوں نے کہا کہ سندھ کی خواتین بے شمار مسائل سے دوچار ہیں، جن میں سرفہرست تعلیم، صحت، حق مہر، وراثت کے حق سے محرومی، خواتین کی کفالت کا انتظام نہ ہونا، جائے ملازمت پر عدم تحفظ، لاپتا افراد، مہنگائی، غربت، کفیل کی بے روزگاری اور غیر اسلامی رسومات جیسے کاروکاری اور قرآن سے شادی نمایاں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہماری جانب سے ان تمام مسائل کے حل کے لئے صوبائی اسمبلی میں مسلسل آواز اٹھائی گئی اور متعلقہ کمیٹیز تک بھی اپنی سفارشات پہنچائی گئیں۔

انہوں نے کہا کہ ہم اسمبلی میں اس بات کا مطالبہ کرتے رہے ہیں کہ فیڈرل شریعت

کورٹ کو فیملی لاز کا قرآن وسنت کی روشنی میں جائزہ لے کر اپنی سفارشات پیش کرنے کا اختیار دیا جائے۔ خواتین کے حقِ وراثت کے معاملہ کو فیملی کورٹس کے تحت لایا جائے تاکہ خواتین سہولت سے اپنا حق حاصل کرسکیں۔ کاروکاری میں شامل افراد کو سخت سزائیں دی جائیں۔

جماعت اسلامی کی اراکینِ سینیٹ، قومی وصوبائی اسمبلی نے اسمبلیوں میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لیے بہت سے اہم کام کیے اور خواتین کے ایشوز پر بلز اور قراردادیں جمع کرائیں۔

سندھ اسمبلی میں بھی خواتین کے ایشوز پر کچھ بلز جمع کرائے گئے، ان میں قرآن سے شادی، وراثت میں خواتین کے حصے کی ادائیگی، میڈیا پر خواتین کی بے جا تشہیر اور کاروکاری کے موضوعات پر بل شامل ہیں۔ اس کے علاوہ بسوں میں خواتین کے حصے کو بڑھانے پر قرارداد بھی شامل ہے۔

سندھ میں سوشل ویلفیئر کے محکمے اور اس کے کاموں کا جائزہ لینے کے لیے محکمہ کے دفاتر اور اداروں کے دورے کیے جن میں سندھ کا صوبائی دفتر، کراچی، لاڑکانہ، سکھر، سانگھڑ، ٹھٹھہ اور حیدرآباد میں قائم مختلف دفاتر کے دورے کیے اور ذمہ داران سے ملاقاتیں کیں اور سوشل ویلفیئر کراچی کے افسران کی ایک نشست سٹی ناظم نعمت اللہ صاحب کے ساتھ رکھی جس میں کراچی کے اداروں کے مسائل اور ضروریات پر بات کی گئی۔ چاروں صوبوں اور اسلام آباد میں سوشل ویلفیئر کے مخصوص اداروں کا دورہ کیا جن میں دارالامان، سوشیو اکنامک سینٹر، ادارہ برائے بحالی ذہنی معذورین، ادارہ برائے بحالی جسمانی معذورین اور دارالاطفال شامل ہیں۔ کراچی، سکھر، حیدرآباد اور لاڑکانہ کے دارالامان کے دوروں میں خواتین کے مسائل اور اداروں میں سہولیات کا جائزہ لیا گیا۔ پاکستان بیت المال سندھ کے صوبائی ڈائریکٹر سے خصوصی ملاقات کی۔

جماعت اسلامی کی اراکینِ اسمبلی نے ہر سطح پر فعال کردار ادا کیا۔ انہوں نے بہبودِ آبادی کے تحت قائم مراکز کے تفصیلی دورے کیے اور ذمہ داران سے ملاقاتیں کیں۔ کراچی کے بہبود آبادی مراکز کا ضلعی سطح پر سروے کرایا۔ اس سروے کی روشنی میں مراکز کے مسائل، عملہ کی تعداد، دواؤں کا معیار، مریضوں کو درپیش مشکلات اور عملے کی تربیت کے حوالے سے معلومات جمع کی گئیں۔ کراچی کے ڈسٹرکٹ پاپولیشن افسر سے فیملی پلاننگ کے اشتہارات کے خلاف بات کی گئی۔

NDC (نیشنل ڈیفنس کالج) کورس

NDC کالج پاکستان آرمی کے تحت چلنے والا کالج ہے۔ جواب یونیورسٹی میں تبدیل ہو چکا ہے۔ اب اس کالج کا نام NDU نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی رکھ دیا گیا ہے، جس کے ذریعے اہم موضوعات پر لیکچرز کرائے جاتے ہیں اور پاکستان کے اہم داخلی مسائل، خارجہ پالیسی، پاکستان کا جغرافیہ اور تمام انتظامی اداروں کا تعارف کرایا جاتا ہے۔ بعض اوقات بیرونی ممالک کے دورے بھی کرائے جاتے ہیں اور دیگر ممالک کے مختلف موضوعات پر ان کے تھنک ٹینک کے ساتھ بھی تبادلہ خیال ہوتا ہے اور دنیا کے سیاسی، معاشی و دیگر مسائل کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ اس کورس کے شرکاء میں ملک کے سرکردہ اداروں کے افراد یعنی پارلیمنٹرین، میڈیا، صحافی، بلدیاتی ناظمین، سفراء، وکلا وغیرہ ہوتے ہیں۔ ہر موضوع و لیکچر پر سوال و جواب ہوتے ہیں۔ مختصر امتحان بھی ہوتا ہے۔ تنقید و احتساب بھی جاری رہتا ہے اور تجرباتی بنیاد پر ایک انتظامیہ بنا کر ریہرسل کرائی جاتی ہے کہ ملکی سطح پر فیصلے کس طرح کیے جاتے ہیں اور مملکت کا نظام کیسے چلایا جاتا ہے۔

این ڈی سی (NDC) کورس کا دورانیہ 40 روز ہوتا ہے۔

جو خواتین اس کورس کا حصہ رہیں، ان میں ڈاکٹر کوثر فردوس، ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی، عائشہ منور، عنایت بیگم، رضیہ عزیز، نرگس زین، آفتاب شبیر، ثمینہ سعید، صابرہ شاکر، فوزیہ فرخ، زبیدہ اقبال اور شگفتہ ناز شامل ہیں۔ جبکہ کورس کے تحت عنایت بیگم، رضیہ عزیز اور نرگس زین نے جنوبی کوریا اور عائشہ منور اور آفتاب شبیر نے چین اور میانمار (برما) کا دورہ کیا۔

NDC کالج کے کورس سے ملک کے معاملات کے فہم میں اضافہ، طریقہ کار کا علم اور پاکستان کی 18 کروڑ آبادی کے مسائل کا ادراک ہوتا ہے۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی بنانے اور سمجھنے میں مدد ملتی ہے اور پاکستان کے مسائل سے اجنبیت کا احساس ختم ہو کر عمل کی دنیا میں کیا اور کیسے ہوتا ہے اس پر نظر مرکوز ہو کر عمل کی راہیں تلاش کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔

ترقیاتی اسکیمیں

حکومت کی جانب سے عوامی مسائل کے حل کے لیے تمام اراکینِ اسمبلی و سینیٹ کو ’’ترقیاتی فنڈ‘‘ فراہم کیے جانے کے عمل کے دوران جماعتِ اسلامی کی خواتین ارکان نے اس بات کی کوشش کی کہ دور دراز نظر انداز کردہ علاقوں کی ترقی کی خصوصی کوشش کی جائے اور محدود فنڈ سے عوام کی بنیادی ضروریات کو مکمل ایمانداری کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس غرض کے لیے پورے پاکستان میں درج ذیل کوششیں کی گئیں:

فراہمی بجلی و تعمیر ٹرانسفارمر و پولز

بجلی سے محروم علاقوں میں بجلی فراہم کی گئی۔ اس غرض کے لیے ٹرانسفارمرز اور پولز تعمیر کیے گئے۔ جن علاقوں میں یہ ترقیاتی کام کیے گئے ان کے نام کچھ اس طرح ہیں: لاہور، لیہ، صوابی، کوہاٹ، بونیر، مردان، شنکیاری، بفہ، مانسہرہ، لکی مروت، اچھڑیاں، پیراں پھگلہ، داتہ، عنایت آباد، دیر، جیکب آباد، ہری پور، سوات، نوشہرہ، کینٹ، ٹنڈو الہیار۔

فراہمی و نکاسی آب

پانی سے محروم علاقوں میں پانی کی فراہمی کو ممکن بنایا گیا، جن علاقوں میں نکاسی آب کے مسائل تھے، گٹر نالے بہتے تھے، بیماریاں اور تعفن پھیل رہا تھا، اس کے خاتمے کے لیے نکاسی آب کی سہولتوں کو بہتر بنایا گیا: ضلع نوشہرہ، پشاور، ضلع صوابی، ضلع کوہاٹ، ٹانڈہ، کرک، حیدرآباد، ہری پور، لاہور، تربت، سوات، لورالائی، پشین، ضلع مستونگ، بولان، قلعہ عبداللہ، ڈیرہ بگٹی، کوئٹہ، چارسدہ، لاڑکانہ اور کراچی میں اس کام کو سرانجام دیا گیا۔

تنصیب پریشر پمپ

ترقیاتی اسکیموں کے تحت جگہ جگہ پانی کی فراہمی کے لیے پریشر پمپ تنصیب کیے گئے۔ ان علاقوں میں لکی مروت، سرائے نورنگ اور کوٹ کے علاقے شامل ہیں۔

فراہمی گیس

گیس کی نعمت سے محروم علاقوں کو ترقیاتی فنڈز کے ذریعے گیس کی فراہمی ممکن بنائی گئی۔ ان اسکیموں کا دائرہ لاہور، شیخوپورہ، ضلع نوشہرہ، مردان، ہری پور، سانگھڑ، کراچی تک محیط رہا۔

تعمیر ومرمت سڑکیں وگلیاں

پاکستان بھر میں گلیوں اور سڑکوں کی مخدوش حالتِ زار کو مدنظر رکھتے ہوئے ترقیاتی اسکیموں کے لیے ملنے والے محدود فنڈ کو انفرااسٹرکچر بہتر بنانے میں صَرف کیا، تاکہ عوام کو آمدورفت میں آسانی ہو اور وقت کی بچت کی جاسکے۔ پاکستان کے جن علاقوں میں سڑکوں اور گلیوں کی تعمیر ومرمت کرائی گئی تھی ان کی ایک لمبی فہرست موجود ہے، جس کے مطابق:

لاہور، راولپنڈی، ضلع صوابی، ضلع نوشہرہ، پشاور، ضلع کوہاٹ، ایبٹ آباد، بفہ، مانسہرہ، اچھڑیاں، اپرچنئی، گڑھی حبیب اللہ، ضلع کرک، رسالپور، حیدرآباد، مالاکنڈ، کراچی، لاڑکانہ، لکی مروت، ضلع ہری پور، سرائے نورنگ، سرائے گیمبیلا، سوات، بحرین، امان کوٹ، مردان، سانگھڑ میں تعمیر ومرمت کا کام جاری رہا۔

کنواں کھدائی وبورنگ

جن علاقوں میں پانی کی فراہمی ممکن نہیں تھی، وہاں خصوصی طور پر کنویں کھدوائے، بورنگ کروا کے دی۔ جن علاقوں میں یہ سہولیات فراہم کی گئیں ان کے نام یہ ہیں: ضلع صوابی، بھیرکنڈ، مانسہرہ، گڑھی حبیب اللہ، بفہ، ٹانڈہ، ہری پور۔

صحت وتعلیم کے مراکز کی تعمیر ومرمت

تعلیمی اداروں کی زبوں حالی کو دیکھتے ہوئے، ان کی بہتری کے لیے جماعت اسلامی خواتین اراکین اسمبلی نے اپنے محدود فنڈز میں سے مختلف علاقوں کے کئی اسکولز اور کالجز کی تعمیر ومرمت کروائی۔ تعلیمی اداروں کے علاوہ صحت کے مراکز میں جنرل اسپتال اور میٹرنٹی ہوم بھی تعمیر کروائے گئے۔ جن علاقوں میں اسکولوں، کالجوں اور اسپتالوں کی تعمیر ومرمت کا کام کیا گیا وہ یہ ہیں: ہری پور، لکی مروت، گوادر، تربت، کوئٹہ، ژوب، ضلع نوشہرہ، بفہ، کراچی۔

جماعت اسلامی
خواتین پارلیمنٹیرینز
کے پیش کردہ بِلز

قومی اسمبلی میں پیش کردہ بلز

1- مسلم عائلی قوانین آرڈیننس (ترمیمی) بل 2006ء

مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961ء (سال 1961ء کے آٹھویں آرڈیننس) کی دفعہ-7 میں ترمیم کے لیے ایک بل جماعت اسلامی پاکستان کی خواتین ارکانِ اسمبلی نے قومی اسمبلی میں پیش کیا ہے۔ اس بل کی محرکہ محترمہ عنایت بیگم اور دیگر اراکین اسمبلی ہیں۔

مسلم عائلی قوانین آرڈیننس کی دفعہ-7 طلاق دینے، اس کی رجسٹریشن کے طریق کار وغیرہ سے متعلق ہے۔ اس میں دیے گئے طریق کار کی رُو سے اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق دینا چاہتا ہو، وہ طلاق دینے کے بعد، جس قدر جلد ممکن ہو یونین کونسل کی سطح پر چیئرمین (ناظم) کو اپنے اس فعل کا تحریری نوٹس دے گا اور اس نوٹس کی ایک نقل اپنی بیوی کو بھی فراہم کرے گا۔ ایسا نہ کرنے کی صورت میں شوہر کو قیدِ محض (سادہ بلا مشقت) جو ایک سال مدت تک ہوسکتی ہے، یا جرمانہ جو پانچ ہزار روپے تک ہوسکتا ہے یا (بیک وقت) دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔ یہ طلاق عام حالات میں چیئرمین کو نوٹس دینے کے 90 دن بعد مؤثر ہوگی۔ اس دوران نوٹس وصول ہونے کے بعد چیئرمین فریقین میں مصالحت کرانے کی غرض سے ایک ثالثی کونسل تشکیل دے گا اور ثالثی کونسل مصالحت کے لیے ضروری تمام اقدامات کرے گی۔

اس بل کا مقصد طلاق کی رجسٹریشن کو مؤثر بنانا ہے۔ ہمارے ہاں ایسے واقعات دیکھنے میں آتے ہیں کہ گھر کی تنہائی میں طلاق دی جاتی ہے، جو شریعت کی رُو سے مؤثر ہوتی ہے اور عدالتیں بھی اسے مؤثر قرار دیتی ہیں۔ عدت گزر جانے کے بعد اور بعض اوقات کئی سال گزر جانے کے بعد جب عورت اپنے شرعی حق کے مطابق دوسرا نکاح کرتی ہے تو پہلا شوہر اس پر مقدمہ قائم کر دیتا ہے کہ اس عورت نے نکاح پر نکاح کیا ہے، کیونکہ یہ بدستور میرے عقد میں ہے۔ ایسے میں خاتون کے پاس اس دعوے کے خلاف کوئی ثبوت موجود نہیں ہوتا۔ اس کی

بنیادی وجہ یہ ہے کہ قانون میں فراہم کردہ طریقِ کار میں نوٹس دینے کا مجاز صرف مرد ہے۔ اس مشکل کو دور کرنے کے لیے مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961ء کی دفعہ-7 میں مندرجہ ذیل دو ترامیم پیش کی گئی ہیں۔

اول: یہ کہ مرد کے لیے طلاق دینے کے بعد نوٹس کی مدت کو محدود کر دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے ذیلی دفعہ (1) میں الفاظ ''جس قدر جلد ممکن ہو'' کے الفاظ کو الفاظ ''تین دن کے اندر'' سے بدلنے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ اس وقت ''جس قدر جلد ممکن ہو'' کے غیر واضح اور مبہم الفاظ کئی چور راستوں کو کھولنے کا سبب بن رہے ہیں۔ اس لیے تجویز یہ ہے کہ مرد طلاق دینے کے بعد تین دن کے اندر اندر چیئرمین کو نوٹس دینے کا پابند ہوگا۔ اس طرح ایک خاص مدت کی تعیین اور تحدید ہو جائے گا اور خلاف ورزی کرنے پر سزا کا طلاق ہو سکے گا۔

دوم: یہ کہ ذیلی دفعہ (2) کے بعد ذیلی دفعہ (2 الف) کا اضافہ کر کے عورت کو بھی یہ حق دیا جائے کہ اگر اس کا شوہر تین دن میں چیئرمین کو نوٹس دے کر اس کی نقل خاتون کو فراہم نہیں کرتا تو وہ خود اپنے شوہر کی طرف سے دی گئی طلاق کا نوٹس چیئرمین کو دے سکتی ہے۔ اس صورت میں وہ نوٹس کی ایک نقل اپنے شوہر کو بھی فراہم کرے گی۔

اس طرح عورت کو ایک متبادل راستہ فراہم کیا گیا ہے جو اسے مستقبل میں محفوظ رکھنے کا سبب ہوگا۔ اس بل کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت نہیں دی گئی اور اس طرح خواتین کی حقیقی مشکل کو دور کرنے اور ان کے استحصال کی راہ بند کرنے کی کوشش کو سبوتاژ کر دیا گیا۔

2- ملازمت پیشہ خواتین کے تحفظ کا بل 2005ء

یہ بل ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی اور دیگر خواتین ارکان نے پیش کیا تھا۔ یہ بل دستور پاکستان کے آرٹیکل 25 اور آرٹیکل 37 کے مطابق خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لیے پیش کیا گیا تھا۔

اس بل میں ملازمت پیشہ خواتین کے لیے مندرجہ ذیل سہولتوں اور مراعات کی فراہمی کے لیے قانون سازی کی کوشش کی گئی ہے۔

i- سرکاری اداروں میں ملازمت پیشہ خواتین کی تعیناتی ان کے گھروں کے قریب کی

جائے اور اگر میاں بیوی دونوں ملازمت کر رہے ہوں تو دونوں کو ایک ہی مقام پر تعینات کی جائے۔

ii- تمام سرکاری، نیم سرکاری اور نجی اداروں میں خواتین کے اوقات کار کے تعین میں ان کی خانگی ذمہ داریوں کو پیش نظر رکھا جائے۔

iii- ایسے ادارے جہاں خواتین ملازمت کر رہی ہوں، وہاں چھوٹے بچوں کے لیے معمولی معاوضے کے عوض چائلڈ کیئر سینٹر کی سہولیات فراہم کی جائیں۔

iv- زچگی کے لیے ممکنہ رخصت کی حد بڑھا کر تین ماہ کر دی جائے۔

v- خواتین کو سرکاری اداروں میں ملازمت کے لیے عمر کی زیادہ سے زیادہ حد میں خصوصی چھوٹ دی جائے، تاکہ ایسی خواتین جو خانگی ذمہ داریاں نبھانے کے لیے ملازمت پر مجبور ہوتی ہیں انہیں باعزت اور مناسب روزگار مل سکے۔

vi- خواتین کو ہراساں کرنے یا تشدد کا نشانہ بنانے والے فرد کو سرسری سماعت کے بعد فوری سزا دی جائے۔

3- خواتین کی ترقی اور بہبود کا بل 2005ء

یہ بل بھی ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی نے جمع کروایا ہے۔ یہ بل خواتین کی ہمہ گیر ترقی اور بہبود سے متعلق ہے، جس میں خواتین کو زندگی کے تمام شعبوں میں اسلام کے اصولوں کے مطابق جائز حقوق کی فراہمی اور ان کے استحصال کے راستے بند کرنے کے لیے قانون سازی کی کوشش کی گئی ہے۔

اس بل میں بیان کردہ اہم ترین امور یہ ہیں:

1- آئین پاکستان کے آرٹیکل 37 کے تحت ہر شہری خصوصاً بچیوں کو مفت اور لازمی تعلیم کی فراہمی ہر یونین کونسل کی ذمہ داری ہوگی۔

2- اعلیٰ تعلیم کے لیے خواتین کے لیے الگ یونیورسٹیز بنائی جائیں گی۔

3- ہر یونین کونسل میں بنیادی صحت کے مراکز کے قیام اور ان میں زچہ و بچہ کی صحت

کے لیے ضروری سہولتوں کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے گا۔

4- خواتین کو وراثت میں حصہ فیملی کورٹس کے ذریعے چھ ماہ میں دیا جائے گا۔

5- خواتین کو وراثت سے محروم کرنے کو جرم قرار دیا جائے گا۔

6- سورہ، ونی جیسی رسوم کے مرتکب افراد کو سزا دی جائے گی۔

7- خواتین کی زبردستی شادی کی حوصلہ شکنی کی جائے گی اور کسی بھی خاتون کی ایسی زبردستی شادی جس میں اس کے مفاد کو مدنظر نہ رکھا گیا ہو، قابلِ سزا جرم ہوگا۔

8- تمام پولیس اسٹیشنز میں خواتین کی شکایات کے اندراج وغیرہ کے لیے خواتین عملے کی تعیناتی کو یقینی بنایا جائے گا۔

9- پبلک ٹرانسپورٹ میں خواتین کے لیے کافی جگہ مخصوص رکھی جائے گی، عام جگہوں (Public Places) پر اور دفاتر وغیرہ میں خواتین کے لیے وضو، نماز وغیرہ کی الگ جگہ فراہم کی جائے گی۔

10- پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر خواتین کو بطور اشتہار استعمال کرنے اور ان کی عزت وحرمت کے منافی پروگرامات پر پابندی ہوگی۔

11- ملازمت پیشہ خواتین کے تحفظ اور بہبود کے لیے اقدامات کیے جائیں گے۔

12- دیہی علاقوں میں دستکاری مراکز قائم کیے جائیں گے اور دیہی علاقوں کی خواتین کی تیار کردہ مصنوعات کی بہتر انداز میں اور مناسب معاوضے پر فروخت کے لیے سہولیات فراہم کی جائیں گی۔

13- حکومت کی طرف سے آبادکاری کے لیے تقسیم کی جانے والی زمینوں میں بے آسرا خواتین کا حصہ مقرر کیا جائے گا۔

4- دستور (ترمیمی) ایکٹ 2006ء

یہ بل محترمہ عائشہ منور نے جمع کرایا ہے۔ اور اس میں دستورِ پاکستان کے آرٹیکل 203 (ب) میں ترمیم تجویز کی گئی ہے۔ آئینِ پاکستان کے آرٹیکل نمبر 203 (ب) کے تحت وفاقی

شرعی عدالت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کسی قانون یا قانونی دفعہ کا جائزہ لینے کے بعد یہ فیصلے دے کہ آیا وہ قانون یا قانونی دفعہ قرآن وسنت میں بیان کردہ اسلامی احکام کے منافی تو نہیں۔ اصطلاح ''قانون'' کی تعریف آئین پاکستان 1973ء کے آرٹیکل نمبر 203 (ب) کی شق (ج) میں کی گئی ہے، جس کی رُو سے منجملہ دیگر اُمور کے ''مسلم پرسنل لاء'' کو وفاقی شرعی عدالت کے دائرۂ اختیارِ سماعت سے خارج کر دیا گیا ہے۔

اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں، اسلامی نظریاتی کونسل کی آراء اور علماء وعوام کی طرف سے مسلم عائلی قوانین خصوصاً مسلم فیملی لاء آرڈیننس 1961ء پر ہونے والی تنقید کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس قانون کی بعض دفعات اسلامی شریعت کے خلاف ہیں، اس کے باوجود عدالتیں اس کے مطابق فیصلے دینے پر مجبور ہیں۔ چنانچہ بعض مقدمات میں عدالتیں متضاد آراء کا اظہار بھی کر رہی ہیں، کیونکہ کوئی ایسی موزوں عدالت موجود نہیں جو ان قوانین کی دفعات کا قرآن وسنت کی روشنی میں جائزہ لے سکے۔ بدقسمتی سے ان قوانین کو وفاقی شرعی عدالت کے دائرۂ اختیار سے خارج کر دیا گیا ہے جو ایسے قوانین کی جانچ پڑتال کے لیے موزوں ادارہ ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل بھی مذکورہ آرڈیننس میں کئی ترامیم تجویز کر چکی ہے، تاہم حکومت خواتین کے ایک طبقہ کی طرف سے مخالفت کے اندیشے اور اپنے مخصوص ایجنڈے کی وجہ سے ان سفارشات پر عمل نہیں کرنا چاہتی۔ اس صورت میں مناسب یہی ہے کہ دستور کے آرٹیکل 203 (ب) میں مناسب ترمیم کے ذریعے مسلم شخصی قوانین کو وفاقی شرعی عدالت کے دائرۂ اختیار میں لایا جائے۔

5- سانحات سے نمٹنے کا قانون 2006ء
(Disaster Management Act.2006)

مندرجہ بالا عنوان سے ایک ضخیم مسودۂ قانون محترمہ رضیہ عزیز، ایم این اے نے 21 فروری 2006ء کو اسمبلی سیکریٹریٹ میں جمع کرایا تھا۔ تاہم حکومت نے اس معاملے کو

صوبائی سبجیکٹ قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا۔ اس ضمن میں دستوری پوزیشن واضح کرنے کے لیے محترمہ رضیہ عزیز نے اسپیکر قومی اسمبلی کو خط لکھا، جس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ تاہم 22 دسمبر 2006ء کو جاری کردہ نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ آرڈیننس مکمل طور پر جماعت اسلامی کے پیش کردہ بل کی نقل ہے۔

یہ بل گیارہ ابواب اور 95 دفعات پر مشتمل ہے۔ یہ ایک جامع اور مفصل بل ہے جس میں مرکزی، صوبائی اور مقامی سطح پر غیر معمولی حالات سے نمٹنے کے لیے اداروں کے قیام، ان کے کام کرنے کے طریق کار اور ان کے باہمی رابطے کی تفاصیل بیان کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں ایسے احتیاطی اقدامات بھی بیان کیے گئے ہیں جن کے نتیجے میں حادثات کے امکان کو کم سے کم کیا جا سکے اور نقصان کے اثرات کو بڑھنے سے روکا جا سکے۔ اس کے علاوہ حادثہ کی صورت میں فوری ردعمل، نقصان کا تخمینہ، متاثرہ افراد کا مصیبت زدہ علاقے سے انخلاء، تحفظ اور امداد، بحالی اور تعمیر نو وغیرہ کے اقدامات بھی تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔

اس بل کے مطابق مرکزی سطح پر ایک ادارہ قائم کیا جائے گا جو Federal Relief Authority کہلائے گا۔ یہ ادارہ 15 ارکان پر مشتمل ہوگا، جن میں وزیراعظم (چیئرمین)، چاروں وزراء اعلیٰ، ایوان کے چار ارکان جو اس مقصد کے لیے منتخب کیے جائیں، ایوان میں قائد حزبِ اختلاف اور ایوان میں دوسری بڑی جماعت کے رہنما اور فیڈرل ریلیف سیل کے ڈائریکٹر جنرل شامل ہوں گے۔

یہ وفاقی ادارہ سانحات سے نمٹنے کے لیے پالیسی، منصوبہ جات اور لائحہ عمل (Guidance) تیار کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔ نیز مختلف وزارتوں، صوبائی حکومتوں کو ہدایات دینا، دوسرے ممالک سے امداد قبول کرنے کا فیصلہ کرنا، دوسرے ممالک میں واقع ہونے والے سانحات میں امداد دینا اور صوبائی اداروں کو تکنیکی مدد فراہم کرنا بھی اس کے اختیارات میں شامل ہوگا۔

یہ ادارہ اس چیز کا بھی ذمہ دار ہوگا کہ ان علاقوں کا نقشہ (Multi-hazard advisory map) تیار کروائے جہاں سیلاب، سمندری طوفان، زلزلے یا دیگر آفات کا امکان زیادہ پایا جاتا ہے۔ اس سب کے ساتھ یہی ادارہ ہر سطح پر ہونے والے امدادی کام کی

نگرانی کا بھی ذمہ دار ہوگا۔ فیڈرل ریلیف اتھارٹی اپنے کام میں مشاورت اور فنی رہنمائی کے لیے مشاورتی ادارہ (Advisory Council) اور عملی کاموں میں مدد اور تنفیذ کے لیے (Federal Relief Cell) قائم کر سکے گی۔ فیڈرل ریلیف سیل ڈائریکٹر جنرل کی زیرنگرانی کام کرے گا۔ عملی حوالے سے بل میں تمام ضروری تفاصیل فراہم کی گئی ہیں۔

فیڈرل ریلیف سیل کا ڈائریکٹر جنرل اتھارٹی ہر سال فیڈرل ریلیف پلان مرتب کرنے کا پابند ہوگا۔ یہ پلان ملک کے مختلف حصوں میں سانحات کے امکانات اور ممکنہ نقصانات کے اندازے کی بنیاد پر ذمہ داریوں کا تعین اور ہنگامی حالات کے لیے تیاری کی بنیاد فراہم کرے گا۔ اس منصوبے پر ہر سال نظر ثانی کی جائے گی۔

کسی بھی سانحہ کی صورت میں مرکزی امدادی رابطہ کار (Federal Relief Coordinating Officer) کا تقرر اور ہنگامی امدادی ٹیموں کی تشکیل کردی جائے گی اور ان ٹیموں میں مختلف اداروں کے ملازمین کی خدمات عارضی طور پر حاصل کی جاسکیں گی۔ نیز ضرورت پڑنے پر فیڈرل ریلیف اتھارٹی صدر پاکستان سے متاثرہ علاقے میں مسلح افواج کے دستے متعین کرنے اور دفاعی وسائل کو استعمال کرنے کی اجازت دینے کی درخواست کر سکے گی۔ تاہم فوج متاثرہ علاقوں میں عام طور پر 10 دن سے زیادہ نہیں رکے گی۔ اِلّا یہ کہ اتھارٹی افواج می مدتِ تعیناتی میں اضافہ کی درخواست کرے۔ متاثرہ عوام کو جسمانی، ذہنی اور معاشی طور پر بحال کرنا بھی وفاقی امدادی و بحالی کے اداروں کی ذمہ داریوں میں شامل ہوگا۔ اس مقصد کے لیے مفید اور تفصیلی رہنمائی بھی دی گئی ہے۔

ریلیف کے کام میں روانی کے لیے بعض ہنگامی اقدامات کا ذکر بھی کیا گیا ہے جو فیڈرل ریلیف اتھارٹی اس مقصد کے لیے کر سکتی ہے۔ مثلاً ویزا جاری کرنے کے عمل میں نرمی، بیرونِ ملک سے امدادی رقوم کی وصولی کے لیے قواعد میں نرمی، کسٹم ڈیوٹی، ٹیکس وغیرہ کی معطّلی، یوٹیلیٹی بلز، قرضوں وغیرہ کی وصولی میں سہولت وغیرہ۔

فیڈرل ریلیف اتھارٹی کی ہی طرز پر ہر صوبے میں صوبائی ریلیف اتھارٹی قائم کی جائے گی جس کا سربراہ وزیراعلیٰ ہوگا۔ اس ادارے کی ترکیب (Composition) اور صوبائی سطح پر

اختیارات اسی نوعیت کے ہوں گے جیسا کہ مرکزی ریلیف اتھارٹی کے ملک بھر کے لیے ہیں۔

مرکز میں قائم ریلیف سیل کی طرز پر صوبے میں بھی صوبائی ریلیف اتھارٹی کے کام میں عملی معاونت کے لیے صوبائی ریلیف سیل قائم ہوگا جو مختلف صوبائی وزارتوں کے سیکریٹریز اور چند نامزد ارکان پر مشتمل ہوگا اور اس کا ڈائریکٹر جنرل صوبائی ریلیف اتھارٹی کی طرف سے مقرر کیا جائے گا۔ صوبائی سیل کے ڈائریکٹر جنرل کے اختیارات و فرائض کی جامع فہرست بھی تیار کی گئی ہے جن میں حادثے سے قبل، دوران اور بعد کے تمام مراحل کا خیال رکھا گیا ہے۔ نیز یہی ادارہ ضلعی حکومتوں، صنعتکاروں، غیرسرکاری تنظیموں اور عوامی نمائندوں کی مشاورت سے صوبائی ریلیف پلان تیار کرنے کا ذمہ دار ہوگا، جس کی نوعیت مرکزی پلان ہی کی طرح ہوگی۔ اس منصوبہ پر بھی ہر سال نظر ثانی کی جائے گی اور ضرورت محسوس ہونے پر اسے بہتر بنایا جائے گا۔

اس کے ساتھ ساتھ صوبے میں کسی سانحہ کے فوراً بعد صوبائی ریلیف کوآرڈینیٹر کے تقرر و اختیارات اور ہنگامی حالات میں ممکنہ اقدامات کی تفصیل بھی فراہم کی گئی ہے۔

ہر ضلع میں ضلعی ریلیف کمیٹی تشکیل دی جائے گی جو مختلف محکموں کے ضلعی سربراہان/ افسران اور معاشرے کے ایسے طبقات کے نمائندوں پر مشتمل ہوگی جن کا کردار کسی بھی سانحے کی صورت میں اہم ہوسکتا ہے۔ مثلاً ڈاکٹرز، انجینئرز، صنعتکار اور کاروباری حضرات، رضا کار تنظیمیں اور خواتین و مزدوروں اور اقلیتوں کے نمائندے۔

ضلعی ناظم ڈسٹرکٹ ریلیف کمیٹی کا سربراہ ہوگا جبکہ صوبائی حکومت کی طرف مقرر ڈسٹرکٹ ریلیف آفسر اس کا چیف ایگزیکٹو ہوگا۔ ڈسٹرکٹ ریلیف کمیٹی کی ذمہ داری ضلعی سطح پر ڈیزاسٹر مینجمنٹ پلان تیار کرنا اور وقت پڑنے پر اس کی تنفیذ اور نگرانی ہوگا۔ تیاری، امداد اور بحالی کے تمام تر کام مرکز اور صوبہ کی طرف سے طے کردہ پالیسی، لائحہ عمل اور معیار کے مطابق کرانے کی ذمہ داری اسی ادارے کو ہوگی۔

یہ ادارہ بالکل نچلی سطح پر ہونے والے اقدامات کا ذمہ دار ہوگا۔ مثلاً آمدورفت کے راستے بحال رکھنا، ملبہ ہٹانا اور امداد پہنچانا، کھانا، پانی اور سائبان فراہم کرنا وغیرہ۔ اس ضمن

میں تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے والی ایک جامع لسٹ فراہم کی گئی ہے۔

اس باب میں ان اقدامات کا ذکر تفصیل سے کیا گیا ہے جو سانحات سے نمٹنے (Disaster Management) کے لیے وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو کرنے ہوں گے۔ سانحے کی صورت میں حکومت کی مختلف وزارتوں اور محکموں کے لیے تفصیلی ہدایات دی گئی ہیں۔

اس باب کے مطابق وفاقی حکومت سانحات سے نمٹنے کے لیے تربیتی ادارہ (Federal Institute of Disaster Management) قائم کرے گی، جس کا کام ڈیزاسٹر مینجمنٹ کے شعبے میں ضروری تربیت، تحقیق اور منصوبہ جات کی تیاری ہوگا۔ اس ادارے کے مقاصد میں عام افراد میں سانحات سے متعلق آگاہی پیدا کرنا، انہیں مشکل حالات سے نمٹنے کے لیے تربیت دینا اور اس مقصد کے لیے نصاب، تحقیقی مقالہ جات تربیتی ماحول فراہم کرنا شامل ہیں۔

اس باب کے تحت وفاقی حکومت سانحات کی صورت میں فوری، مربوط اور مؤثر کارروائی کی صلاحیت سے لیس Federal Relief Corps تشکیل دے گی جو فیڈرل ریلیف اتھارٹی کی ہدایات اور نگرانی میں کام کرے گی۔

وفاقی حکومت ایک امدادی فنڈ (Federal Relief Fund) قائم کر سکے گی جس کے ذرائع آمدن مرکز کی مختص کردہ رقوم، عطیات اور بلا سود حاصل کیے گئے قرضے ہوں گے۔ یہ رقم فیڈرل ریلیف سیل کے ذریعے خرچ کی جائے گی اور سیل اس حوالے سے فیڈرل ریلیف اتھارٹی کو جوابدہ ہوگا۔

مرکزی سطح پر ایک اور فنڈ قائم کرنے کا اختیار بھی وفاقی حکومت کو دیا گیا ہے۔ یہ فنڈ کُلّی طور پر نقصان کے ازالے/تخفیف کے لیے ہوگا اور Federal Disaster Mitigation Fund کہلائے گا۔ فیڈرل ریلیف اتھارٹی کی قائم کردہ ایک کمیٹی اس فنڈ کی نگرانی اور استعمال کی ذمہ دار ہوگی اور اس فنڈ کا بنیادی ذریعہ حکومت کی طرف سے مختص کردہ رقم ہوگی۔ اسی طرح صوبائی سطح پر صوبائی ریلیف فنڈز قائم کیے جائیں گے۔

تمام وزارتیں اور محکمے سالانہ بجٹ میں ڈیزاسٹر مینجمنٹ پلان کے لیے رقم مختص کریں

گے۔ ہنگامی حالت میں کسی بھی ذریعہ سے اور عام طریق کار اور تکلفات (Formalities) کو پورا نہ کرتے ہوئے بھی فوری اور شدید ضرورت کی اشیا حاصل کی جاسکیں گی۔ مزید برآں اس باب میں فنڈز کی وصولی، انہیں مختص کرنے، آڈٹ کے نظام اور ریکارڈ کے عام ملاحظہ کے لیے دستیابی کی دفعات شامل کی گئی ہیں۔

ان کی سزا بصورت قید یا جرمانہ کی تحدید کرتا ہے۔ اس قانون کی تنفیذ میں رکاوٹ پیدا کرنا، متعلقہ اداروں سے تعاون نہ کرنا، نقصان کا غلط Claim کرنا، حادثے کی جھوٹی اطلاع دینا، جرائم قرار دیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ سرکاری اہلکاروں کے جرائم میں ملوث ہونے یا بروقت اقدامات کرنے میں ناکامی پر بھی سزا بصورت قید یا جرمانہ دی جائے گی۔

امدادی عمل میں سیاسی، صنفی، نسلی یا کسی دوسری بنیاد پر امتیاز برتنا ایک بے قاعدگی قرار دیا گیا ہے اور مرتکب فرد یا تنظیم کو امدادی عمل سے الگ کر دیا جائے گا۔

کسی واقعہ کا بطور سانحہ اعلان کرنا، امدادی کارروائیوں میں عدم امتیاز، وسائل کی فوری فراہمی کے لیے ہنگامی اقدامات، امداد اور بحالی کے کام میں ترجیحاً مقامی اداروں اور افراد کو استعمال کرنا، میڈیا کے استعمال اور کچھ دیگر قانونی تقاضوں سے متعلق اہم تفاصیل بھی مہیا کی گئی ہیں۔

6- مجموعۂ ضابطہ دیوانی 1908ء میں ترامیم کا بل 2006ء

یہ بل قومی اسمبلی میں جماعت اسلامی کی خاتون رکن محترمہ جمیلہ احمد نے جمع کروایا ہے اس بل میں مجموعہ ضابطۂ دیوانی (CPC) کی ایسی دفعات یا ان کے بعض الفاظ حذف کرنے کو تجویز کیا گیا ہے جن میں سود کی ادائیگی یا وصولی کو ممکن بنایا گیا ہے۔

چونکہ مالی امور سے متعلقہ تمام مقدمات کے فیصلے اسی قانون کے تحت ہوتے ہیں اور ایسے تمام مقدمات میں قانون سود کی ادائیگی کی صورتیں متعین کرتا ہے، لہٰذا اس لعنت سے چھٹکارے کے لیے ضروری ہے کہ مجوزہ قانون سازی کی جائے۔ تاہم ایسی صورتوں میں جہاں عدالت یہ سمجھتی ہے کہ کسی شخص نے واجبات یا حاصل کردہ قرض کی ادائیگی جان بوجھ کر اور بلا جواز نہیں

کی (جبکہ وہ ادائیگی پر قدرت رکھتا تھا) تو شریعت کے دیے گئے اصولوں کے مطابق عدالت اسے یہ حکم دے گی کہ وہ اصل قرض کے علاوہ زائد رقم بھی جمع کرائے اور یہ رقم بیت المال کے ذریعے سماجی بھلائی کے منصوبوں پر خرچ ہوگی۔ اضافی رقم کا تعین عدالت خود کرے گی۔ تاہم ایسے قرض دار جو حقیقی مجبوری کی بنا پر قرض واپس نہ دے سکتے ہوں ان کو صرف اصل زر واپس کرنا ہوگا۔ جبکہ بنکار کمپنیوں (بنک، انشورنس کمپنیز وغیرہ) کو اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ سود وصولی کے بجائے خیراتی اور فلاحی سرگرمیوں کو اپنے مقاصد کا حصہ بنائیں۔

اس طرح اس بل میں نہ صرف سود کے گناہِ عظیم سے چھٹکارے کے لیے قانون سازی کی کوشش کی گئی ہے بلکہ شریعت مطہرہ کے مطابق متبادل اور قابل عمل صورت بھی متعین کر دی گئی ہے۔

7- مسلم عائلی قوانین (ترمیمی) بل 2006ء

یہ بل جماعت اسلامی کی خاتون رکن محترمہ عائشہ منور نے جمع کرایا ہے۔ اس بل میں کسی خاتون کے شوہر کی وفات یا ناداری کی صورت میں اس خاتون کے نفقہ سے متعلق تفصیل سے قانون سازی کی تجویز دی گئی ہے۔

مسلم فیملی لاء آرڈیننس 1961ء کی دفعہ 9 خاتون اور بچوں کے نفقہ سے متعلق ہے۔ جس کے مطابق مرد اپنی بیوی اور بچوں کے نفقہ کا ذمہ دار ہے۔ تاہم بیوہ خاتون یا نادار/ معذور فرد کی بیوی کی مشکل کے ازالے کے لیے کوئی قانون موجود نہیں ہے۔ اس بل میں اسلام کے خانگی نظام اور وراثت میں حصہ کی ترتیب کے مطابق مرد رشتہ داروں کو کفالت کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔ اس صورت میں بھی بیوہ خاتون کے حق کے تحفظ کے لیے بل میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ اگرچہ خاتون اور اس کی اولاد کا نفقہ دیگر رشتہ دار دے رہے ہوں تاہم اس بناء پر خاتون سے بچے حاصل نہیں کیے جاسکیں گے، بلکہ بچوں کی حضانت (Custody) کا حق ماں کو ہی حاصل رہے گا۔ یہ بل اسلام کے زریں اصولوں کے مطابق یتیم بچوں اور نادار اقرباء کی کفالت اور مدد کی تفصیلی اور مناسب ترین صورت پیدا کرتا ہے۔

8- خواتین کے معاشی استحکام کا بل 2005ء

یہ بل بھی ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی نے جمع کرایا ہے اور اس میں خواتین کی کفالت، حق مہر کی ادائیگی، وراثت کی منتقلی سے متعلق تفاصیل بیان کی گئی ہیں۔ اگرچہ یہ انہی مقاصد کے حصول کی ایک اور کوشش ہے جو دیگر بلز میں ذکر کیے گئے ہیں، تاہم اس میں اس حوالے سے بھی قانون سازی کی تجویز دی گئی ہے کہ سرکاری ملازمین کی ابتدائی معلومات اور سالانہ جائزے میں اور پارلیمنٹیرینز کے گوشوارۂ معلومات میں یہ استفسار کیا جائے کہ کیا انہوں نے اپنی بیوی کے حقِ مہر کی ادائیگی، اور خواتین رشتہ داروں کو ان کے حقوق وراثت کی ادائیگی کر دی ہے۔ نیز خواتین سے زبردستی یا معاشرتی دباؤ کے تحت وراثت میں خواتین کا حصہ معاف کروانے کے رجحان کی حوصلہ شکنی کے لیے اس قانون سازی کی بھی تجویز دی گئی ہے کہ وراثت کی منتقلی کے موقع پر کوئی خاتون اپنے حصہ کی جائداد سے دستبردار نہ ہو سکے گی، تاہم بعدازاں اسے اپنی جائداد ہدیہ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

اس بل میں مذکورہ تمام تجاویز اہم اور اسلام کے دائرۂ کار میں رہتے ہوئے خواتین کو ان کے معاشی حقوق فراہم کرنے سے متعلق ہیں۔ یہ بل بھی قومی اسمبلی نے مجلسِ قائمہ کے سپرد کر دیا تھا۔

9- عائلی عدالتیں (ترمیمی) بل 2005ء

یہ بل بھی ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی نے پیش کیا۔

اس بل میں فیملی کورٹس آرڈیننس 1964ء میں ترمیم تجویز کی گئی ہے اور اس بل کا مقصد وراثت میں خواتین کے حصے کی ادائیگی کے طریقِ کار کو سہل اور یقینی بنانا ہے۔ اس وقت خواتین کو وراثت میں اپنا حق حاصل کرنے کے لیے سول کورٹس سے رجوع کرنا پڑتا ہے۔ جہاں بھاری کورٹ فیس، مشکل طریق کار اور طویل التواء کی وجہ سے بیشتر خواتین اپنا حق وصول نہیں کر سکتیں۔ اس بل میں یہ تجویز دی گئی ہے کہ خواتین کو وراثت کے حصول کے لیے فیملی کورٹس کی طرف رجوع کا حق دیا جائے اور اس خاطر فیملی کورٹس کا دائرہ کار بڑھایا جائے۔

اس طرح خواتین صرف 15 روپے کورٹ فیس دے کر مقدمہ درج کرا سکیں گی اور چونکہ عائلی عدالتیں چھ ماہ میں مقدمات نمٹانے کی پابند ہیں، لہٰذا خواتین کو جلد انصاف بھی مل جائے گا۔

10- نادار اقرباء کی کفالت اور فلاح کا بل 2005ء

یہ بل محترمہ عائشہ منور نے جمع کروایا ہے۔ اس بل میں اسلام کے معاشرتی اور خانگی نظام کے مطابق نادار اقرباء کی کفالت کو قریب ترین اور خوشحال عزیزوں کی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے۔ ایسے تمام حالات جن میں کسی بھی فرد اور خصوصاً خواتین کو مالی کفالت کی ضرورت پیش آ سکتی ہے۔ مثلاً بیوگی، ناداری یا معذوری وغیرہ کا احاطہ کرنے کے بعد کفالت کے ذمہ داران کا تعین کیا گیا ہے۔ تاہم اگر کوئی فرد ایسا ہو جس کا کوئی قریبی عزیز موجود یا خوشحال نہ ہو، اس کی کفالت کو حکومت کی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے۔ اس قانون کے تحت بھی حق حاصل کرنے کے لیے عائلی عدالتوں سے رجوع کیا جا سکے گا۔

11- عورت کے تحفظ کا ایکٹ 2006ء

یہ بل بھی ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی نے پیش کیا ہے اور اس میں ان تمام صورتوں میں عورت کے تحفظ کو ضروری بنانے کے لیے مناسب اقدامات کرنے کے لیے قانون سازی کی تجویز دی گئی ہے، جہاں کوئی بھی خاتون کسی مقدمے میں ملوث ہو جائے۔ دیکھا گیا ہے کہ زنا بالجبر اور نکاح ثانی کی صورت میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکار ہی خاتون کا استحصال اور اس کی عزت وحرمت کی پامالی کرنے لگتے ہیں۔ اس صورت میں یہ تجویز کیا گیا تھا کہ زنا بالجبر کا نشانہ بننے والی خاتون کو زیرِ حراست نہیں لیا جائے گا اور عدالتی کارروائی اور تفتیش میں متعلقہ خاتون کی شرکت کو یقینی بنانے کے لیے ضمانت لی جائے گی۔ مذکورہ صورتحال کا شکار خاتون کے فوری طبی معائنے کے لیے تمام ضلعی ہیڈ کوارٹرز میں خواتین اور ماہر ڈاکٹرز کی تعیناتی اور ضروری طبی سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے گا۔ اس بل کو حکومت نے مسترد کر دیا اور ایوان میں پیش کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

12- خاندان کے ادارے کو استحکام اور تحفظ دینے کا بل 2005ء

یہ بل بھی ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی نے پیش کیا تھا۔ اس بل کا مقصد دستورِ پاکستان کے آرٹیکل 35 کے مطابق خاندان، ماں اور بچے کے تحفظ کے لیے قانون سازی کرنا ہے۔ اس بل میں شادی اور نکاح کو آسان بنانے کے لیے فضول رسوم و رواج کی حوصلہ شکنی، جہیز اور دولت کی نمود و نمائش پر پابندی اور خاندان کے تحفظ اور استحکام کے لیے ذرائع ابلاغ اور حکومت کے کردار سے متعلق شقیں شامل ہیں۔

13- خواتین کی وراثت کا بل 2005ء

یہ بل بھی ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی نے جمع کروایا تھا۔ اس بل میں خواتین کے حقِ وراثت کو یقینی بنانے کے لیے ایک اور کاوش کی گئی تھی۔ اس مسودۂ قانون میں وراثت میں خواتین کا حصہ عائلی عدالت کے ذریعے چھ ماہ کی مدت میں ادا کرنے، اس جائداد پر خواتین کو حقیقی ملکیت دینے اور پیچیدہ پٹواری نظام میں خواتین کے لیے تمام ضروری دستاویزات کو قابلِ رسائی بنانے کے لیے قانون سازی کی کوشش کی گئی ہے۔

14- پتنگ بازی پر پابندی کا قانون وضع کرنے کا بل 2006ء

یہ بل قومی اسمبلی میں جماعت اسلامی کی خاتون رکن بلقیس سیف نے جمع کرایا تھا۔

اس بل میں پتنگ بازی کو مکمل طور پر ممنوع قرار دینے سے متعلق قانون سازی تجویز کی گئی ہے۔ اس بل میں پتنگ اڑانے، اس کی مصنوعات تیار کرنے، بیچنے یا اسٹور کرنے، کسی جگہ کو پتنگ بازی کے لیے استعمال کرنے کی اجازت دینے پر مکمل پابندی عائد کی گئی ہے اور ان تمام صورتوں میں سزا تجویز کی گئی ہے۔

علاوہ ازیں اس صورت میں جب پتنگ بازی کسی جانی یا مالی نقصان کا باعث بنے یا پتنگ بازی کے دوران اسلحہ کی نمائش یا استعمال یا ناشائستہ افعال کا ارتکاب کیا جائے، تو ایسی تمام صورتوں کے لیے الگ الگ سزائیں تجویز کی گئی ہیں۔ اس قانون کے تحت کسی جرم میں

ایک سے زائد بار ملوث پائے جانے والوں کے لیے بھی زیادہ سخت سزائیں تجویز کی گئی ہیں۔

جو افراد پہلے سے پتنگ اور ڈور سازی کے پیشے سے منسلک ہوں اور ان کا سامان اس قانون کے نتیجے میں ضبط کرلیا جائے، انہیں معاوضہ دینے سے متعلق بھی تفصیلی اسکیم اس قانون میں فراہم کی گئی ہے تاکہ وہ کوئی اور کاروبار شروع کرسکیں۔

افسوس کہ اس قانون کو پیش کرنے کی اجازت نہیں دی گئی اور پنجاب حکومت نے ایک بار پھر قتلِ عام کا لائسنس جاری کردیا ہے۔

15- دیہی عورت کی ترقی کا بل 2006ء

یہ بل بھی ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی کی کاوش ہے۔ اس بل میں دیہات میں رہائش پذیر خواتین کی بہبود و ترقی اور زندگی کے مختلف شعبہ جات مثلاً صحت، تعلیم اور خوراک کے حوالے سے قانون سازی کی کوشش کی گئی ہے۔ اس بل کے مطابق تمام دیہی علاقوں اور کچی بستیوں میں بنیادی صحت کے مراکز کے قیام، ان مراکز میں ضروری آلات اور عملے کی موجودگی اور دیہی علاقے کی ناخواندہ یا کم خواندہ خواتین کو صحت وصفائی کے تقاضوں سے آگاہ کرنے کے لیے اقدامات کو یقینی بنایا جائے گا۔ پرائمری سطح پر مفت اور لازمی تعلیم کے لیے یونین کونسل کی سطح پر بچوں کی رجسٹریشن کو استعمال کیا جائے گا اور اسکول جانے والے بچوں کی باقاعدہ فہرستیں تیار کی جائیں گی۔ نیز تمام دیہی علاقوں اور کچی بستیوں میں تعلیمِ بالغاں کا اہتمام کیا جائے گا۔ یونین کونسل کی سطح پر فوڈ سپورٹ پروگرام کے لیے کمیٹیاں قائم کی جائیں جو دیہی علاقوں میں یوٹیلٹی اسٹورز کی طرز پر ارزاں اور معیاری اشیا پہنچانے کا اہتمام کیا جائے۔

سینیٹ میں پیش کردہ بلز

1- ملازمت پیشہ خواتین کی فلاح و بہبود کا بل 2005

یہ بل سینیٹ میں محترمہ ڈاکٹر کوثر فردوس نے پیش کیا ہے۔ اس کے مندرجات اسی عنوان سے قومی اسمبلی میں ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی کے بل کے مشابہ ہیں، تاہم تفاصیل نسبتاً زیادہ اور وضاحت سے بیان کی گئی ہیں۔ ملازمت پیشہ خواتین کے لیے جن امور میں آسانیاں فراہم کرنے کے لیے قانون سازی کی کوشش کی گئی ہے، ان میں دفاتر میں خواتین کے اوقاتِ کار میں ان کی خانگی مصروفیات کے لحاظ سے رعایت اور گھر کے قریب تعیناتی، خواتین کی بھرتی کی عمر میں رعایت، جائے ملازمت پر بچوں کی نگہداشت کے مراکز کے قیام، ٹرانسپورٹ کی سہولت، پبلک مقامات پر سہولیات کی فراہمی، کھیتوں، اینٹوں کے بھٹوں، منڈیوں اور گھروں میں کام کرنے والی خواتین کے لیے پالیسی سازی وغیرہ کے امور شامل ہیں۔ اس بل کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

2- خواتین کے معاشی استحکام کا بل 2005ء

سینیٹ میں یہ بل محترمہ ڈاکٹر کوثر فردوس نے پیش کیا ہے۔ یہ بل اسی عنوان سے قومی اسمبلی میں پیش کردہ بل سے مشابہ ہے اور اس میں بھی خواتین کی کفالت، حق مہر اور وراثت کی لازمی ادائیگی، وراثت کی تقسیم کے وقت خواتین کی طرف سے اپنے حصے سے دستبرداری پر پابندی اور وراثت و کفالت کے حقوق کی فراہمی کو فیملی کورٹس کے دائرۂ کار میں لانا ہے۔

حکومت نے اس بل کو یہ کہہ کر پیش کیے جانے کی اجازت دینے سے انکار کردیا کہ حکومت ان امور پر خود قانون سازی کا ارادہ رکھتی ہے۔

3- پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل (ترمیمی) بل 2005ء

سینیٹ میں یہ بل محترمہ ڈاکٹر کوثر فردوس نے پیش کیا ہے۔ اسے قائمہ کمیٹی کے سپرد کیا گیا تھا، تاہم کمیٹی نے ان ترامیم کو مسترد کر دیا۔ اس بل کا مقصد پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کے ساتھ میڈیکل کی تعلیم فراہم کرنے والے اداروں کی رجسٹریشن کے مسائل کو حل کرنا اور ان کے طلبہ کی مشکلات کو ختم کرنا تھا۔ اس بل میں تجویز کیا گیا تھا کہ پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کو طبی تعلیم کے اعلیٰ معیار کے لیے ایک خودمختار ادارے کی حیثیت دے دی جائے تاکہ اس پر شفاف اور مؤثر انضباطی کنٹرول ہو اور اس اہم اور حساس تعلیمی میدان میں معیار پر کوئی سمجھوتہ نہ ہو۔ اس بل کی منظوری سے کونسل کے کام میں شفافیت لائی جاسکتی تھی اور طلبہ کے مالی اور وقت کے نقصان پر قابو پایا جاسکتا تھا۔ اس بل کو بھی اس بناء پر پیش کرنے کی اجازت نہ دی گئی کہ حکومت خود ایک قانون تیار کر رہی ہے جس میں اس بل میں دی گئی تجاویز کو شامل کر لیا جائے گا۔

4- نادار اقرباء کی کفالت وفلاح کا بل 2005ء

یہ بل محترمہ ڈاکٹر کوثر فردوس نے پیش کیا۔ اس بل میں اسلام کے معاشرتی اور خانگی نظام کے مطابق نادار اقرباء کی کفالت کو قریب ترین اور خوشحال عزیزوں کی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے۔ ایسے تمام حالات جن میں کسی بھی فرد اور خصوصاً خواتین کو مالی کفالت کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ مثلاً بیوگی، ناداری یا معذوری وغیرہ کا احاطہ کرنے کے بعد کفالت کے ذمہ داران کا تعین کیا گیا ہے۔ تاہم اگر کوئی فرد ایسا ہو جس کا کوئی قریبی عزیز موجود یا خوشحال نہ ہو اس کی کفالت کو حکومت کی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے۔ اس قانون کے تحت بھی حق حاصل کرنے کے لیے عائلی عدالتوں سے رجوع کیا جاسکے گا۔

5- فیملی کورٹس (ترمیمی) بل 2005ء

یہ بل محترمہ ڈاکٹر کوثر فردوس نے پیش کیا اور اس کا مقصد خواتین کو یہ سہولت فراہم کرنا

تھا کہ وہ وراثت میں اپنا حصہ فیملی کورٹس کے ذریعے حاصل کر لیں۔ تاہم اس بل کو مزید جامع بنانے کے لیے فی الوقت واپس لے لیا گیا ہے۔

6- قرآن پاک کی طباعت و اشاعت کا بل 2005ء

یہ بل محترمہ ڈاکٹر کوثر فردوس نے پیش کیا ہے اور اس بل کا مقصد قرآن پاک کی اغلاط سے پاک اور بہتر کاغذ پر طباعت کو یقینی بنانا اور قرآن پاک کے شہید اوراق کو ری سائیکلنگ کے ذریعے دوبارہ قرآن پاک ہی کی طباعت کے لیے استعمال کرنا ہے۔ اس بل میں قرآن پاک کی طباعت کے لیے استعمال ہونے والے کاغذ کا کم از کم معیار مقرر کیا گیا ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ کلام اللہ کے شایانِ شان طباعت و اشاعت کا اہتمام ہو سکے۔

جماعتِ اسلامی خواتین ارکانِ پارلیمان کی
سینیٹ، قومی و صوبائی اسمبلیوں میں کارکردگی کے اعداد و شمار

سینیٹ (2002-2012)

سوالات	702
تحاریکِ التواء	44
تحاریکِ استحقاق	X
قراردادیں	130
توجہ دلاؤ نوٹسز	45
بلز/ترمیمی بلز	13
بلز میں ترامیم	01

بارہویں قومی اسمبلی (2002-2007)

سوالات	3646
تحاریکِ التواء	379
تحاریکِ استحقاق	4
قراردادیں	1165
توجہ دلاؤ نوٹسز	239
بلز/ترمیمی بلز	22
بلز میں ترامیم	12

صوبائی اسمبلیاں (2002-2007)

سوالات	2193
تحاریکِ التواء	153
تحاریکِ استحقاق	24
قراردادیں	341
توجہ دلاؤ نوٹسز	110
بلز/ترمیمی بلز	20
بلز میں ترامیم	07

اراکینِ سینیٹ

ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ 2009 - 2003ء

عافیہ ضیاء صاحبہ 2012 - 2006ء

سینیٹ

ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ

تعارف:

ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ عام انتخابات 2002ء میں جماعتِ اسلامی کی کامیابی کے بعد مئی 2003ء تا اپریل 2009ء بطور ممبر سینیٹ آف پاکستان صوبہ خیبر پختونخوا سے منتخب ہوئیں۔ 1968ء میں گورنمنٹ ہائی اسکول گجرات سے میٹرک اور گورنمنٹ کالج برائے خواتین گجرات سے 1972ء میں بی ایس سی کیا۔ انہوں نے فاطمہ جناح میڈیکل کالج سے 1978ء میں ایم بی بی ایس کی سند حاصل کی۔ کئی معروف اسپتالوں اور طبی اداروں میں ڈاکٹر کے فرائض انجام دیتی رہی ہیں۔ فوج میں کیپٹن ڈاکٹر کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دے چکی ہیں۔ آپ نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے اسلامک اسٹڈیز میں ماسٹرز کیا، آپ PIMA کی صدر بھی رہ چکی ہیں۔ آپ مسلسل دوسری بار انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین (IMWU) کی صدر منتخب ہوئی ہیں۔ خواتین سے متعلق موضوعات اور مسائل پر ہونے والی کئی بین الاقوامی کانفرنسوں میں پاکستان کی نمائندگی کا اعزاز بھی حاصل ہے اور اس وقت رِفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی میں ڈائریکٹر ٹریننگ ہیں۔ آپ چھ سال (2002-2008ء) سیکریٹری جنرل (قیّمہ) جماعت اسلامی حلقہ خواتین پاکستان بھی رہ چکی ہیں۔ بین الاقوامی دورہ جات میں امریکا، یوکے، آذربائیجان، ایران، سوڈان، ترکی شامل ہیں۔

سوالات	482
تحاریکِ التواء	8
تحاریکِ استحقاق	X
قراردادیں	29

توجہ دلاؤ نوٹسز	7
بلز/ترمیمی بلز	8
بلز میں ترامیم	1

سینیٹ میں کارکردگی

ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ نے 6 سالہ رکنیت کے عرصے میں کُل 482 سوالات جمع کرائے، جن کے ذریعے تقریباً ہر شعبہ سے متعلق تفصیلات طلب کی گئیں۔ خواتین، بچے، تعلیم، مہنگائی، بلدیات، صحت، ماحولیات، بینکنگ، ملازمین، میڈیا، تجارت، مذہبی امور سمیت قومی و بین الاقوامی معاملات سے متعلق استفسارات کیے۔ ٹریفک لائٹس کے نظام کی معطّلی، حکومتی قرضہ، شرح سود، این جی اوز کی بیرون ملک حصول امداد، محکموں کا آڈٹ، سرکاری ملازمین کی بھرتیوں کا طریقہ کار برطانیہ کی جیلوں میں قید پاکستانی اور ان کے مسائل، CEDAW کی تجزیاتی رپورٹ، معذور افراد کی تعلیم، خواتین کو وراثت اور حقِ مہر کی ادائیگی سمیت دیگر اہم موضوعات پر تفصیلات طلب کی گئیں۔

ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ کے جمع کرائے گئے سوالات پر ایوان میں عام بحث ہوئی، انتہائی اہم امور سے تعلق رکھنے والے سوالات سینیٹ اراکین کی توجہ کا مرکز بھی بنے۔

جن اہم مسائل کی طرف ایوان کی توجہ مبذول کرائی گئی ان میں سڑک پر ہونے والے حادثات، قرآن پاک کے صفحات کی حفاظت، اغواء برائے تاوان کی کارروائیاں، پی آئی اے میں خواتین پر اسکارف کے استعمال پر پابندی، ویمن ہاکی ٹیم کی کارکردگی، ریلوے کرایہ جات میں اضافہ، بسنت کے موقع پر انسانی جانوں کا ضیاع، جیسے سنگین مسائل۔ تعلیمی اداروں میں میوزیکل شوز، دورانِ سفر موبائل فون کے استعمال پر پابندی سمیت دیگر ایشوز کی طرف توجہ دلاؤ نوٹسز کے ذریعہ ایوان کی توجہ مبذول کروائی گئی۔

ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ کی کوششیں صرف توجہ مبذول کروا کر ختم نہیں ہو جاتی تھیں، بلکہ اس معاملے پر ممکن حد تک مسئلہ کے حل کے لیے جدوجہد کرتی رہتی تھیں۔ اور انہی توجہ

مبذول کرانے کے نوٹسز کے نتیجے میں پی آئی اے میں خواتین پر اسکارف لینے پر پابندی ہٹا دی گئی۔

ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ نے تحاریکِ التواء کے ذریعے جن مسائل کو اجاگر کیا، ان میں اسٹیل مل کی نجکاری، فصلوں کی بارآبی کے لیے پانی کی قلت، پیٹرولیم مصنوعات میں اضافہ، اڈیالہ جیل راولپنڈی میں قیدیوں کی ہلاکت جیسے کئی اہم امور شامل تھے۔ دیگر مسائل جن سے متعلق تحاریک ایوان میں جمع کرائی گئیں، ان میں انتہا پسندی، دہشت گردی، خواتین کے لیے علیحدہ پبلک ٹرانسپورٹ کی فراہمی، اشیائے خوردنی میں ملاوٹ، طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح، لوڈ شیڈنگ، پیمرا کی کارکردگی، میڈیکل کالجز میں داخلے کا طریقہ کار، پاکستان میں ٹریفک کی ابتر صورتحال، امریکا کی جنگ میں پاکستان کا فرنٹ لائن اتحادی بننا، میڈیا اور اشتہارات میں عورت کا بے جا استعمال اور عورتوں کو جائیداد سے محروم کرنا جیسے کئی مسائل شامل تھے۔ کوثر فردوس صاحبہ کی نظر کسی خاص شعبہ کے مسائل پر نہیں تھی، بلکہ تمام شعبہ جات پر انہوں نے یکساں توجہ دی۔ عورت ہوتے ہوئے نہ صرف عورتوں کے مسائل اجاگر کیے بلکہ صحت، تعلیم، مہنگائی، بدامنی، کرپشن، زراعت، انڈسٹری، تجارت، خاندان کی فلاح، سرکاری محکموں کی حالت زار سمیت اہم قومی و بین الاقوامی مسائل ان کی توجہ کا مرکز رہے۔

ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ نے ایوان میں جو قراردادیں جمع کرائیں، ان کی تعداد 29 ہے۔ جن اہم ایشوز پر قراردادیں جمع ہوئیں ان میں بجلی، گیس، پیٹرول کی قیمتوں میں ہوشربا اضافے کے خلاف، بھکاریوں کے خلاف، این جی اوز پر پابندی، یکساں نصابِ تعلیم، مہنگائی، ذخیرہ اندوزی کا خاتمہ، اسلامی بینکاری، منشیات کی روک تھام، جنگلات کا تحفظ، خاندانی منصوبہ بندی کے مراکز اور بہبود آبادی کے لیے کوالیفائڈ ڈاکٹرز کی تعیناتی، مصنوعات کی فروخت کے لیے عورت کو بطور اشتہار پیش کرنے کی ممانعت، بے روزگاری کے خاتمے، سودی نظام کے خاتمے، ریسرچ سینٹرز کی تعمیر جیسے اہم قومی امور شامل تھے۔ ان کی جانب سے پیش کی گئیں قراردادیں ایوان میں زیرِ غور آئیں اور بھکاری پن کے خاتمے سے متعلق قرارداد بحث کے بعد کمیٹی کو بھجوا دی گئی۔

ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ اس بات سے بخوبی واقف تھیں کہ معاشرے میں اصل اور دیرپا تبدیلی بہتر قانون سازی کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ اس لیے انہوں نے خصوصی توجہ قانون سازی کی جانب دی۔ انہیں اس بات کا بھی بخوبی اندازہ تھا کہ اپوزیشن کی بینچ پر بیٹھ کر کسی بل کو منظور کروانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ حکومتی بنچ اپوزیشن کی جانب سے پیش کیے گئے کسی بل کو منظور کرنے کے موڈ میں نہ تھیں اس کے باوجود کوثر فردوس صاحبہ نے 8 بل سینیٹ میں جمع کرائے۔ ان بلز کے موضوعات کچھ اس طرح ہیں: خواتین کے معاشی استحکام کا بل، میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل آرڈیننس 1962ء کا ترمیمی بل، عورت کے استحکام کا بل، فیملی کورٹس (ترمیم 2005ء)، نادار اقرباء کی فلاح کا بل، طباعت قرآن کا ترمیمی بل، اشتہارات کے لیے ضابطے کا بل، ملازمت پیشہ خواتین کی بہبود کا بل، ان بلز کی تفصیلات بتانے کے لیے انہوں نے اجلاس میں کئی تقاریر کیں۔ مندرجہ بالا بلز میں سے پانچ بلز کمیٹی میں اور قرآن بل پر متعدد کمیٹی میٹنگز ہوئیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے حکومتی بلز میں بھی ترامیم جمع کروائیں جس میں انسداد دہشت گردی کا بل شامل ہے۔

مختلف شعبہ جات سے متعلق کارکردگی

سینیٹ کی کارکردگی بلاشبہ قومی اسمبلی سے کم رہتی ہے۔ اجلاسوں کی تعداد میں بھی نمایاں فرق ہوتا ہے۔ اراکین کی تعداد بھی قومی اسمبلی کے مقابلے میں انتہائی کم ہوتی ہے۔ اس کے باوجود ڈاکٹر کوثر فردوس مختلف شعبہ جات میں متحرک نظر آئیں۔ انہوں نے VIP موومنٹ پر ٹریفک روکنے سے عوام کو ہونے والی پریشانی کی طرف توجہ دلائی تو حکامِ بالا پر اس کا مثبت اثر ہوا۔ کنونشن سینٹر کے باہر آویزاں عورتوں کی تصاویر والے سائن بورڈ اتروائے گئے، ترقیاتی کاموں کی نگرانی کے حوالے سے اسکیمز جمع کروائیں، گاؤں میں پانی کی کمی کی وجہ سے کنویں کھدوائے، مزدوروں اور ملازمین کے حقوق کے لیے آواز اٹھائی، دورانِ اجلاس دھوپ میں کھڑے ڈرائیورز کے لیے سایہ دار جگہ کا انتظام کروایا۔

مجالسِ قائمہ میں کارکردگی

ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ چار مجالس قائمہ کمیٹیوں کی رکن رہی ہیں، اور چاروں کمیٹیوں میں مؤثر کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

قائمہ کمیٹی برائے صحت

صحت سے متعلق قائمہ کمیٹی کی 23 میٹنگز میں شرکت کی۔ صحت کمیٹی کو دی گئی ہر بریفنگ میں وہ شامل رہیں۔ صحت سے متعلق جتنی NGOs پاکستان میں کام کر رہی ہیں، ان سب کے بارے میں ڈیٹا حاصل کیا۔ ان کی کارکردگی کا بغور مطالعہ کیا۔ نیشنل ایڈز کنٹرول پروگرام پر بریفنگ لی۔ مختلف ہاسٹلز، میڈیکل کالجز اور میڈیسن کمپنیوں کے دورے کیے۔ NGOs کے دفاتر جا کر انکی پروگریس کا مطالعہ کیا۔

ذیلی قائمہ کمیٹی برائے صحت کی ممبر کے طور پر پرائیویٹ میڈیکل کالجز کی رجسٹریشن اور طلبا کے داخلوں کے مسائل کو حل کیا۔ 800 طلبا کی رجسٹریشن کے مسئلہ پر ایک اور کمیٹی بنائی گئی اور اس کمیٹی کی ممبر بھی رہیں۔

ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ کو ذیلی کمیٹی برائے صحت کا چیئرپرسن بنا دیا گیا۔ بطور چیئرپرسن انہوں نے مختلف ہاسپٹلز کا دورہ کیا اور انہیں درپیش مشکلات کو حل کیا۔ انہوں نے نہ صرف پاکستان میں موجود میڈیکل کے طلبا کی مشکلات کو حل کیا بلکہ بیرونِ ملک مقیم پاکستانی طلبا کے مسائل پر بھی غور کیا۔ کیوبا جانے والے پاکستانی طلبا کی ڈگری کے بارے میں شکوک و شبہات کو دور کیا اور اس سلسلے میں کیوبا کا دورہ بھی کیا۔

قائمہ کمیٹی برائے ویمن ڈیولپمنٹ اینڈ سوشل ویلفیئر

خواتین کی ترقی سے متعلق قائمہ کمیٹی کی 39 میٹنگز میں شرکت کی۔ خواتین کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لیے فعال کردار ادا کیا۔ ورکنگ پلیس پر عورتوں کو ہراساں کرنے کی روک تھام کی طرف توجہ دلائی۔ پروڈکٹ کو بیچنے کے لیے عورت کے استعمال کے خلاف قرارداد

منظور کروائی۔ کوثر فردوس صاحبہ نے اس طرف توجہ دلائی کہ نصاب میں وراثت کے معاملات کے بارے میں میڈیا اپنا کردار ادا کرے اور عورت کے وراثت سے متعلق دیگر ملکوں کے قوانین کا بھی مطالعہ کیا جائے۔

خواتین سے متعلق مختلف NGOs، دفاتر، جیل کے علاوہ دارالامان کے دورے بھی کیے اور وہاں موجود خواتین کو درپیش مسائل کو اجاگر کیا، اور دارالامان میں آنے والی خواتین کی وجوہات معلوم کیں۔

توانا اسکول پروجیکٹ کے معائنے کے لیے ڈاکٹر کوثر فردوس نے خیبر پختونخوا کے 5 اضلاع کے 15 اسکولوں کا دورہ کیا۔ اس پروجیکٹ سے تعلیم کے گرتے ہوئے معیار کو سنجیدگی سے لیتے ہوئے کوثر فردوس صاحبہ نے ایک مفصل رپورٹ مرتب کر کے کمیٹی میں پیش کی۔ اس معاملے کی انکوائری کے لیے ایک سب کمیٹی بنائی گئی۔ توانا اسکول پروجیکٹ ویمن ڈیولپمنٹ کمیٹی کا پروجیکٹ تھا۔ جس میں پاکستان بیت المال سے اربوں روپے کی رقم ادا کی جاتی تھی۔ ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ کی مفصل تحریری رپورٹ میں نشاندہی کی گئی کہ عملاً یہ منصوبہ تعلیم کے معیار کو گرانے کا باعث بن رہا ہے۔

قائمہ کمیٹی برائے کلچر، اسپورٹس، یوتھ اسپیشل ایجوکیشن

کھیل، ثقافت و تعلیم سے متعلق اس کمیٹی کی 39 میٹنگز میں شرکت کی۔ ہاکی اور کرکٹ ٹیم کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے تجاویز پیش کیں۔ ہاکی اور کرکٹ بورڈ کے دساتیر پر استفسار کیا۔ میچ فکسنگ کے الزامات کی بناء پر کھلاڑیوں کی اخلاقی تربیت مؤثر بنانے کی طرف توجہ دلائی۔ کھلاڑیوں کی حفاظت کے مؤثر انتظام اور عالمی سطح پر پاکستان کے امیج کو بہتر بنانے کے لیے تجاویز پیش کیں۔ باقی صوبوں کی بہتری کے ساتھ ساتھ بلوچستان کو کبھی نظرانداز نہیں کیا۔ اور بلوچستان کے منصوبوں کے لیے وفاق سے مالی امداد دیے جانے کی سفارش کی۔ پاکستان کرکٹ بورڈ کی آڈٹ رپورٹ کا جائزہ لیا اور کرکٹ بورڈ کے دستور کی تدوینِ نو پر عملدرآمد شروع کروایا۔ ہاکی فیڈریشن کی کارکردگی کا جائزہ لیتے ہوئے ڈاکٹر کوثر فردوس

صاحبہ نے بے ضابطگیوں کی نشاندہی کی اور ایسے کرپٹ ملازمین کو ملازمت سے نکال دیا گیا۔

کمیٹی برائے ٹورازم

ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ نے ٹورازم کمیٹی میں رہتے ہوئے ناردرن ایریاز کی ٹوٹی پھوٹی سڑکوں کی جانب توجہ دلائی اور ہوائی سروس پر انحصار کرنے کے بجائے سڑکوں کی تعمیر ومرمت پر زور دیا۔ سیاحوں کے لیے بہتر ہوٹلوں کی فراہمی، موجودہ ہوٹلوں کی بہتر کارکردگی اور تشہیری مہم کو بہتر بنانے کی جانب توجہ دلائی۔

قائمہ کمیٹی برائے پاپولیشن اینڈ ڈیولپمنٹ

پاپولیشن پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ کمیٹی کی 8 میٹنگز میں شرکت کی، اس کمیٹی کی رکن ہوتے ہوئے زلزلہ متاثرین کی آبادکاری پر بھرپور توجہ دی۔ اس کمیٹی سے متعلق رپورٹ کا بھی جائزہ لیتی رہیں۔ اس کمیٹی کے ساتھ ساتھ اسپیشل ایجوکیشن کی میٹنگز میں بھی شرکت کی۔

ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ سینیٹ کے اجلاسوں میں باقاعدگی سے شرکت کرتی تھیں۔ قائمہ کمیٹیوں کے ساتھ ساتھ سینیٹ کے اجلاسوں میں بھی بروقت شرکت کی۔ بجٹ اجلاسوں میں بھی تقاریر کیں، غربت کے خاتمے، مہنگائی، بے روزگاری، ملکی معاشی صورتحال پر تقاریر بھی کیں اور تجاویز بھی پیش کیں۔

محترمہ عافیہ ضیاء

تعارف:

محترمہ عافیہ ضیاء صاحبہ خواتین کی مخصوص نشستوں پر چھ سال 2012۔2006ء سینیٹ کی رکن صوبہ خیبر پختونخوا سے منتخب ہوئیں۔ ان کا تعلق ضلع کوہاٹ سے ہے۔ انہوں نے فرنٹیئر کالج پشاور سے بی اے کرنے کے بعد پشاور یونیورسٹی سے نفسیات میں ایم ایس سی کیا۔ جماعت اسلامی حلقہ خواتین کی جانب سے دیگر اہم ذمہ داریوں پر بھی فائز رہیں۔

سوالات	220
تحاریکِ التواء	36
تحاریکِ استحقاق	X
قراردادیں	101
توجہ دلاؤ نوٹسز	38
بلز/ ترمیمی بلز	5
بلز میں ترامیم	X

سینیٹ میں کارکردگی

محترمہ عافیہ ضیاء کی سینیٹ کارکردگی کا جائزہ لیا جائے تو انہوں نے 2006-2012ء کے دوران چھ سالہ کارکردگی میں 220 سوالات جمع کرائے۔ جن میں PIA میں بڑھتا ہوا خسارہ، ریلوے خسارہ، مہنگائی، بے روزگاری، نئے ڈیمز کی تعمیر، سرکاری اسپتالوں کی حالت زار، زلزلہ متاثرین، ماحولیات، صحت، تعلیم، دہشت گردی، انسانی اسمگلنگ، میڈیا، جیلوں کی صورتحال، آئی ڈی پیز کی دوبارہ آبادکاری، لاپتا افراد، ڈاکٹر عافیہ صدیقی، لوڈشیڈنگ،

صاف پانی کی فراہمی سمیت کئی امور شامل تھے۔کئی ایسے امور جنہیں عموماً نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔مثلاً ناقص اور ملاوٹ شدہ اشیائے خوردنی کی فروخت، غیر معیاری اور جعلی ادویات، سیکورٹی پر مامور خواتین کے مسائل اور منشیات کے خلاف آگاہی مہم سمیت متعدد ایسے پہلو تھے جنہیں سوالات کے ذریعہ اجاگر کیا گیا۔

محترمہ عافیہ ضیاء صاحبہ کی جانب سے توجہ مبذول کرانے کے نوٹسز کی تعداد 38 ہے۔ جن میں اہم مقامی، قومی اور بین الاقوامی مسائل کا احاطہ کیا گیا۔ان مسائل میں ناموسِ رسالتؐ، ڈرون حملے، پیٹرولیم مصنوعات کی بڑھتی ہوئی قیمتیں، حجاب پہننے پر 14 اساتذہ کو اسکول سے نکالے جانے سے متعلق نوٹسز سمیت دیگر اہم موضوعات شامل ہیں۔

فوری نوعیت کے ایسے مسائل جن پر محترمہ عافیہ ضیاء صاحبہ نے تحاریکِ التواء جمع کروائیں، ان کی تعداد 36 ہے۔ان تحاریک کے موضوعات میں مقامی، قومی اور بین الاقوامی ایشوز شامل ہیں، جن میں جامعہ حفصہ اور لال مسجد کی صورتحال، پاک بھارت کشیدہ تعلقات، کراچی میں بجلی کا بدترین بحران، قبائلی علاقوں میں بدامنی، میڈیا پالیسی، ملازمت پیشہ خواتین کو ہراساں کرنا، لبنان پر اسرائیل کی جارحانہ کارروائیاں، ریمنڈ ڈیوس کی رہائی، کراچی میں معصوم شہریوں کی ٹارگٹ کلنگ شامل ہیں۔محترمہ عافیہ ضیاء پریس کی آزادی پر یقین رکھتی ہیں اور ہر مشکل گھڑی میں صحافیوں کا ساتھ بھی دیا۔انہوں نے صحافیوں کو آئے روز دھمکیاں دینے اور جیوز نیوز کے صحافی ولی بابر کے قتل پر بھی ایوان میں تحاریک التواء جمع کرائی۔

اس کے علاوہ کئی اہم امور ایسے تھے، جن کی طرف قراردادوں کے ذریعے توجہ دلائی گئی۔محترمہ عافیہ ضیاء صاحبہ نے ایوان میں 101 قراردادیں جمع کرائیں اور ان کے ذریعے بے حیائی، فحاشی کی روک تھام، سرکاری اسپتالوں اور وفاق کے تحت چلنے والے اسپتالوں میں سہولیات کا فقدان، تعلیمی اداروں میں موبائل فون اور کیمرہ فون پر پابندی سمیت اہم امور کے حوالے سے عملی اقدامات تجویز کیے۔

محترمہ عافیہ ضیاء صاحبہ نے سینیٹ میں 5 بلز قانون سازی کے لیے جمع کروائے۔ان بلز کے موضوعات میں نادار اقرباء کی کفالت کا بل، معذور افراد کی فلاح و بہبود کا بل،

صحافیوں کے تحفظ اور فلاح و بہبود کا بل، پاکستان بھر میں خودکشیوں اور مالی حالات کے سدِ باب کے لیے سماجی تحفظ کونسل کے قیام کا دستور (ترمیمی) بل، اشیائے خورونوش کی قیمتوں کو کنٹرول کرنے کا بل شامل ہیں۔

محترمہ عافیہ ضیاء صاحبہ نے بطور سینیٹر فعال کردار ادا کیا۔سینیٹ میں تقاریر کے ذریعے مختلف موضوعات پر اظہار خیال کیا۔جن موضوعات پر انہوں نے سینیٹ میں تقاریر کیں ان میں امن و امان، باجوڑ میں دارالعلوم پر بمباری، جامعہ حفصہ و لال مسجد، بجٹ، 12 مئی کو چیف جسٹس کی کراچی آمد پر قتل و غارت گری، عدلیہ بحران سمیت کئی دیگر اہم موضوعات شامل ہیں۔

ناموسِ رسالتؐ کے قانون کو ختم کرنے پر انہوں نے سینیٹ میں تحریکِ التوا جمع کرائی، لیکن سیشن نے اسے Kill کر دیا، لہٰذا انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر پر اس موضوع کو اٹھایا اور بھرپور طریقے سے بات کی جس کے نتیجے میں مختلف پارٹیز سے تعلق رکھنے والے سینیٹرز نے اٹھ کر ان کی تائید کی۔اسی طرح عافیہ صدیقی کے بارے میں بھی وزیرِاعظم کی موجودگی میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی۔

قائمہ کمیٹیوں سے متعلق کارکردگی

محترمہ عافیہ ضیاء صاحبہ پانچ قائمہ کمیٹیوں کی رکن رہی ہیں۔جن میں قائمہ کمیٹی برائے مذہبی امور، حج، زکوٰۃ وعشر اور اقلیتیں، قائمہ کمیٹی برائے سماجی بہبود وخصوصی تعلیم، قائمہ کمیٹی برائے ترقی خواتین، کھیل اور امورِ نوجوانان سے متعلق قائمہ کمیٹی اور قائمہ کمیٹی برائے اطلاعات ونشریات شامل ہیں۔

قائمہ کمیٹی برائے مذہبی امور، حج، زکوٰۃ وعشر اور اقلیتیں

اس کمیٹی کی رکن ہوتے ہوئے عافیہ ضیاء صاحبہ نے PIA سے حج کرایوں میں کمی کی سفارش کی۔حاجیوں کی تربیت کے لیے خاطر خواہ انتظام اور حاجیوں کے لیے قریب ترین

اور سستی رہائش گاہوں کی فراہمی کی طرف توجہ دلائی۔ عافیہ ضیاء صاحبہ نے محسوس کیا کہ حج کے موقع پر بھیجے جانے والے پاکستانی ڈاکٹرز اور ان کے عملے کا رویہ حاجیوں کے ساتھ نامناسب ہے، انہوں نے ڈاکٹرز کا رویہ درست کرنے کے لیے ان کی اخلاقی تربیت پر توجہ دینے کی سفارش کی، اور یہ تجویز بھی دی کہ ملائیشیا میں حاجی کیمپ کی طرز پر یہاں پاکستان میں بھی بہترین انتظامات ہونے چاہئیں۔

قائمہ کمیٹی برائے سماجی بہبود اور خصوصی تعلیم

اس کمیٹی کی رکن رہتے ہوئے محترمہ عافیہ ضیاء صاحبہ نے صوبوں کے اندر موجود خصوصی افراد کے اداروں کی حالتِ زار کی جانب توجہ دلائی۔ ان اداروں کی ابتر حالت کو بہتر کرنے کے لیے ان کے فنڈز میں اضافے کی سفارش کی اور وہاں پر تعینات عملہ کی مناسب تربیت کے انتظام کی تجویز دی۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں کروڑوں روپے کی لاگت سے تعمیر ہونے والی خصوصی افراد کی عمارت انتظامیہ کی سستی اور عدم دلچسپی کی وجہ سے خالی پڑی تھی، اس پر محترمہ عافیہ ضیاء صاحبہ نے سختی سے اس بات کا نوٹس لیا۔

قائمہ کمیٹی برائے اطلاعات ونشریات

محترمہ عافیہ ضیاء صاحبہ کو اس بات کا بخوبی علم تھا کہ قومیں اپنی ثقافت سے پہچانی جاتی ہیں۔ جس قوم کی ثقافت مر جائے وہ قوم دنیا میں اپنا مقام کھو دیتی ہے۔ انہوں نے اس کمیٹی میں متعدد بار میڈیا پر دکھائی جانے والی فحاشی اور بے حیائی کو فروغ دینے کے خلاف سختی سے بات کی۔ ڈراموں میں جو کلچر دکھایا جا رہا ہے وہ ہمارا نہیں ہے، بلکہ پڑوسی ملک سے لے کر اختیار کیا گیا ہے اور میڈیا کی وجہ سے دوسرے ممالک کا کلچر ہمارے نفوذ کر رہا ہے۔ اشتہارات کے ذریعے سے خواتین کا جس طریقے سے استحصال کیا جا رہا ہے وہ قابل مذمت ہے۔ انہوں نے اس کمیٹی میں ڈراموں میں اصلاحی پہلو اور مسائل کو اجاگر کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ کیبل آپریٹرز کو اس کمیٹی کی میٹنگ میں

بلایا گیا، ان سے کہا گیا کہ وہ انڈین ڈراموں اور فلموں کو فوری طور پر بند کر دیں اور انگریزی فلمیں جو کسی لحاظ سے دیکھنے کے قابل نہیں ہیں، انہیں بھی فوری طور پر بند کیا جائے۔

قائمہ کمیٹی برائے ترقی خواتین

محترمہ عافیہ ضیاء صاحبہ 2010ء میں اس کمیٹی کی ممبر بنیں، اس محدود عرصہ کے دوران انہوں نے اپنے ضلع کے کرائسس سینٹر کا دورہ کیا اور وہاں کے مسائل نوٹ کر کے کمیٹی میں پیش کیے تاکہ ان مسائل کے حل کے لیے کچھ بہتر اقدامات کیے جاسکیں۔ خواتین کو درپیش مسائل کا تفصیلی جائزہ لیا اس کے حل کے لیے کمیٹی میں سفارشات پیش کیں اور خواتین کی ترقی کے لیے عملی اقدامات پر زور دیا۔

قائمہ کمیٹی برائے کھیل اور امورِ نوجوانان

اس کمیٹی کی ممبر کے طور پر محترمہ عافیہ ضیاء نے نوجوانوں سے ملاقاتیں کیں، ان کے مسائل سنے۔ خیبر پختونخوا کے چند اضلاع میں یوتھ انٹرن شپ پروگرام کے تحت کچھ لوگوں کو اعزازیہ نہ ملنے پر احتجاج کیا گیا تو انہوں نے ان لوگوں کے حق میں آواز اٹھائی، اس مسئلے کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس پر ذیلی کمیٹی بنا دی گئی اور محترمہ عافیہ ضیاء اس کی ممبر بنیں۔ انہوں نے اس ضمن میں چاروں صوبوں کا دورہ کیا اور ایسے Internees جنہیں پچھلے 8 ماہ سے تنخواہیں نہیں ملی تھیں ان کو ان کا حق دلوایا اور ان کی شکایات کا ازالہ کیا۔ انہوں نے تقریباً 29 طالب علموں کو ان کی تعلیم کے لیے فنڈ ریلیز کروا کے دیا۔ 32 بچیوں کی شادی کے لیے فنڈ دلوایا۔ 12 مریضوں کو اسپتال سے مفت آپریشن کی سہولت دلوائی۔ 25 افراد کو روزگار کے لیے فنڈ دلوایا اور اس جیسے کئی خدمتی امور انجام دیے۔ کتب سے دلچسپی رکھنے والی سینیٹر نے تقریباً 500 کتابیں لوگوں کو تحفتاً دیں۔ سینیٹ میں ان کی بے لوث کارکردگی کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

اراکینِ قومی اسمبلی

(2002 - 2007)

محترمہ ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی

محترمہ عائشہ منور

محترمہ عنایت بیگم

محترمہ رضیہ عزیز

محترمہ بلقیس سیف

محترمہ جمیلہ احمد

ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی

ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی صاحبہ صوبہ پنجاب سے خواتین کے لیے مخصوص نشست این اے -301 سے رکنِ قومی اسمبلی منتخب ہوئیں۔ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے گریجویشن اور پھر بلوچستان یونیورسٹی سے اسلامک اسٹڈیز میں پوسٹ گریجویشن امتیازی نمبروں سے کیا اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔ پنجاب یونیورسٹی سے ''اسلام کا خاندانی نظام اور موجودہ دَور کے چیلنجز'' کے موضوع پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے علاوہ تعلیم، عورت اور خاندان کی بہتری کے حوالے سے اپنی کاوشوں پر بے شمار ملکی اور بین الاقوامی ایوارڈز حاصل کیے۔ اس سلسلے میں بیجنگ پلس فائیو ویمن ورلڈ کانفرنس منعقدہ امریکا میں شرکت کی۔ مقامی کالج میں تدریسی فرائض بھی انجام دیتی رہیں۔ ابتدا ہی سے مختلف تحریکی ذمہ داریاں ادا کرتی رہیں۔ اس کے علاوہ انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین (IMWU)، بزمِ اقبال، الخدمت فاؤنڈیشن سمیت دیگر فلاحی اور رفاہی تنظیموں سے بھی منسلک رہیں۔ اس وقت جماعتِ اسلامی کے ویمن اینڈ فیملی کمیشن کی صدر ہیں۔ بے شمار ملکی و بین الاقوامی سطح پر ہونے والی کانفرنسز میں شرکت کی۔ بین الاقوامی دورہَ جات میں آذربائیجان، ملائیشیا، ترکی، انڈونیشیا، برطانیہ، ایران اور امریکا شامل ہیں۔

سوالات	685
تحاریکِ التواء	118
تحاریکِ استحقاق	3
قراردادیں	150
توجہ دلاؤ نوٹسز	71

بِلز/ ترمیمی بِلز	11
بِلز میں ترامیم	6

قومی اسمبلی میں کارکردگی

پانچ سالہ رکنیت کے عرصے میں ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی نے کُل 685 سوالات جمع کروائے، جن کے ذریعے خواتین اور بچوں کی فلاح کے اقدامات بالخصوص صحت وتعلیم کے حوالے سے اقدامات اور پروجیکٹس سے متعلق استفسارات کے علاوہ تعلیم، سماجی بہبود، انصاف، ووٹر لسٹوں میں بے بنیاد اندراجات اور تیل وگیس، کرایوں اور اشیائے خوردونوش کے نرخوں میں اضافے سے متعلق تفصیلات طلب کی گئیں۔ سمیحہ راحیل قاضی صاحبہ کی دلچسپی سوال جمع کروانے کے بعد ختم نہیں ہو جاتی تھی بلکہ اپنے طور پر اس معاملے پر ممکن حد تک آگاہی حاصل کرنا اور اجاگر کردہ مسئلہ کے حوالے سے کسی حل کے لیے مسلسل کوشش کرنا اور کرتے رہنا سمیحہ راحیل صاحبہ کا بنیادی وصف رہا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے اٹھائے ہوئے کئی سوالات پورے ایوان کا مسئلہ بن گئے۔ اور متعدد اہم امور پر عام بحث ہوئی۔ اس کے علاوہ بعض حوالوں سے نہ صرف حکومت نے پیش رفت کی یقین دہانی کروائی بلکہ بعض صورتوں میں اس کے ثمرات بھی نظر آئے۔ اس طرح دیگر کے علاوہ زلزلہ زدہ علاقوں میں تعلیم وصحت کی سہولیات کی بحالی، معذور بچوں کے لیے تعلیمی اداروں کے قیام کو عمل میں لایا گیا۔ متبادل توانائی کے منصوبوں کے بورڈ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ بجلی چوری کو روکنے کے اقدامات کیے گئے۔ ووٹر لسٹوں میں بے ضابطگی پر کیے گئے سوالات کے نتیجے میں دو کروڑ ووٹرز کے غائب ہونے کا نوٹس لیا گیا اور ایوان میں بحث بھی کی گئی اور کئی اہم امور پر پیش رفت نظر آئی۔

اہم مسائل کو اجاگر کرنے اور ان کو حل کرنے کی جدوجہد کے دوران 71 توجہ مبذول کرانے کے نوٹسز بھی جمع کروائے گئے۔ اس ذریعے سے اجاگر کردہ مسائل میں جبری لاپتہ افراد، زلزلہ زدہ علاقوں میں مفت بیج، سستی کھاد اور سستے مکانات کی فراہمی، باحجاب خواتین

کے لیے سرکاری اداروں میں مشکلات، سیلاب اور طوفانی بارشوں سے ہونے والے نقصان کے ازالے، پی آئی اے کی ایئر ہوسٹس اور لیڈی پولیس کی یونیفارم میں تبدیلی کا مسئلہ، مہنگائی، امن و امان، ثقافتی امور اور CEDAW سے متعلق پاکستانی قوم کے تحفظات کو UNO میں اٹھانے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ انہی مسائل میں بین الاقوامی سطح پر توہینِ رسالت مآب ﷺ کی مذموم کوششیں بھی اجاگر کی گئیں۔ توجہ مبذول کرانے کا یہ نوٹس ملک بھر میں تحفظِ ناموس رسالت ﷺ کی تحریک کا نقطۂ آغاز بنا۔ زلزلہ زدہ علاقوں میں کسانوں کو ریلیف پیکج دینے کا اعلان ہوا۔ پردے کے قرآنی حکم کی تضحیک اور استہزاء پر مبنی اسٹیج ڈرامے پر احتجاج کے نتیجے میں اس ڈرامے پر پابندی لگائی گئی اور شکر کے نرخوں میں اضافے کا نوٹس لے کر صورتحال کی بہتری کے اقدامات کیے گئے۔

ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی کی طرف سے جمع کروائی گئی تحاریکِ التواء کی تعداد 118 ہے۔ تحاریکِ التواء کا مقصد فوری نوعیت کے عوامی مسائل کو اجاگر کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے سانحہ لال مسجد، شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن، حدود آرڈیننس، ڈاکٹر عبدالقدیر کی نظر بندی، وانا آپریشن، نوابزادہ اکبر بگٹی کی شہادت، مدارس و مساجد کے خلاف حکومتی آپریشن، ریلوے حادثات، پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے، اسٹیل مل کی غیر شفاف نجکاری اور کراچی میں متعصب لسانی جماعت کی دہشت گردی جیسے اہم اور فوری امور کو ان تحاریک کے ذریعے ایوان اور عوام کے سامنے لایا گیا۔

ان مسائل کے ساتھ ساتھ اہم مقامی مسائل کے حل کے لیے بھی تحاریک التواء داخل کروائی گئی جن میں جامعہ حفصہ کی طالبات کا مسئلہ، سانحہ نشتر پارک، پیمرا آرڈیننس کے خلاف، غیر اخلاقی اور غیر مہذب میراتھن ریس، ان تمام مسائل پر گہری نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ انہوں نے صحافی برادری کا بھی بھرپور ساتھ دیا۔ اسلام آباد اور وزیرستان میں صحافیوں کے قتل کے خلاف بھی تحریکِ التواء جمع کرائی۔ سمیحہ راحیل قاضی نے نہ صرف مقامی اور قومی مسائل پر توجہ دی، بلکہ بین الاقوامی مسائل کو بھی اپنی جدوجہد کا مرکز بنایا۔ تحفظِ ناموسِ رسالت، مسجد اقصیٰ کی کھدائی، لبنان وفلسطین کے حالات، افغانستان پر امریکی بمباری،

عراق میں پاکستانی فوج بھیجنے کی مخالفت جیسے اہم توجہ طلب مسائل کے حل کے لیے تحریکِ التواء جمع کرائی۔

جماعتِ اسلامی کے ارکان نے خود کو ہمیشہ عوام ہی میں سے خیال کیا ہے۔اس لیے انہوں نے اپنی ذات کے لیے کسی اضافی عزت کا مطالبہ کبھی نہیں کیا۔یہی وجہ ہے کہ ان کی طرف سے استحقاق کی تحریک شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آئی ہے۔تاہم ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی نے استحقاق کی تین تحاریک جمع کروائیں جن کا مقصد ذاتی نہیں، بلکہ اجتماعی تھا۔ان میں سے ایک میں قرار دیا گیا کہ قرآن وسنت اور دستورِ پاکستان کے خلاف حدود آرڈیننس میں ترمیم، دستورِ پاکستان اور اسلام سے وابستگی رکھنے والے اراکین کی توہین ہے۔اسی طرح فنانس بل کے ذریعے متعدد قوانین میں اہم تبدیلیوں کو مقنّنہ کی حق تلفی قرار دیا گیا۔ایک اور ایسی ہی تحریک میں اس بات پر احتجاج کیا گیا کہ سیاسی نمائندگان کی ایک تصویری فہرست میں باحجاب خواتین کو دانستہ شامل ہی نہیں کیا گیا تھا۔

150 کی تعداد میں سمیحہ راحیل قاضی کی جمع کرائی گئیں قراردادوں میں خواتین کو درپیش مسائل، ان کے لیے کام، سفر اور علاج معالجے کی ناکافی سہولیات، عورت کو اشتہاری مقاصد کے لیے استعمال کرنے، ذرائع ابلاغ اور انٹرنیٹ کیفے کلچر کی کڑی نگرانی اور میڈیا کے غیر اسلامی رجحانات کے علاوہ دیگر کئی امور ایسے تھے جن کا تعلق عوام کے حقیقی مسائل سے تھا، ان میں سرکاری ملازمین کے لیے دسمبر 2001ء سے قبل کے سلیکشن گریڈ اور موواوور (Move Over) کی سہولیات کی بحالی، کالا ڈھاکا، ضلع مانسہرہ میں متاثرین تربیلا ڈیم کی آبادکاری اور بقایا جات کی ادائیگی، تعلیمی اداروں میں یکساں نظام اور نصاب رائج کرنے اور میڈیا کے ذریعے درست دینی تعلیمات کو عام کرنے پر زور دیا گیا۔سمیحہ راحیل قاضی کی جدوجہد صرف قراردادیں جمع کروا کر رک نہیں گئی بلکہ انہوں نے ایک متوازن طریقہ کار اپناتے ہوئے ان پر عملدرآمد کو یقینی بنایا۔متعدد قراردادوں پر ایوان میں غور وفکر کے بعد باقاعدہ کارروائی بھی کی گئی۔

ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی کو یہ احساس رہا کہ دیرپا اور اصل تبدیلی کی کنجی بہتر قانون سازی

ہے۔اس لیے انہوں نے اس جانب خصوصی توجہ دی۔ان کے جمع کرائے گئے بلز کی تعداد 11 ہے، جو تمام خواتین کے حقوق سے متعلق ہیں۔ان کے عنوانات یہ ہیں۔خواتین کی وراثت (ترمیمی بل)، ملازمت پیشہ خواتین کی بہبود کا بل، خواتین کے تحفظ کو یقینی بنانے کا بل، خواتین کی ترقی وفلاح کا بل، خواتین کے معاشی استحکام کا بل، حدود آرڈیننس کی تنسیخ کا بل، ویمن پروٹیکشن ایکٹ کی تنسیخ کا بل، عورت کی تکریم کا بل، ملازمت پیشہ خواتین کے تحفظ کے لیے تصریحات وضع کرنے کا بل، خاندان کے ادارے کے استحکام کا بل، دیہی عورت کی ترقی اور بہبود کا بل، انتقالِ خون سے متعلق بیماریوں کی روک تھام کا بل۔ان میں بیشتر بل منظور ہو کر کمیٹی میں چلے گئے، کئی بلوں پر کمیٹی میں بحث کی گئی۔آخر الذکر بل پر قائمہ کمیٹی میں بحث کے بعد اسے حکومتی بل کے طور پر adopt کر لیا گیا اور اس موضوع پر حکومتی سطح پر قانون سازی کا وعدہ کیا گیا۔

ان کے علاوہ سمیحہ راحیل صاحبہ نے حکومت کی طرف سے متعارف کرائے گئے متعدد بلز میں ترامیم بھی پیش کیں۔جن میں خواتین کو وراثت دینے کا بل، پیمرا کا ترمیمی بل، فیڈرل پبلک سروس کمیشن میں ترمیم کا بل وغیرہ۔سمیحہ راحیل کی جانب سے جو شقیں بلوں کی ترمیم کے لیے داخل کی گئیں ان میں سے کئی شقوں کو منظور کر لیا گیا۔18 دیگر بلز میں مختلف ارکان کے ساتھ شریکِ رکن کے طور پر شامل رہیں۔

مختلف شعبہ جات سے متعلق کارکردگی

اسمبلی رکنیت کے دوران ڈاکٹر سمیحہ راحیل صاحبہ نے مختلف شعبہ جات میں فعال کارکردگی دکھائی۔ان میں ایک مذہبی امور، حج اور اقلیتوں کا شعبہ تھا۔انہوں نے وزیر مذہبی امور اور وزارت کے اہم ذمہ داران کے علاوہ عوام اور دیگر متعلقہ افراد اور اداروں سے بھی مستقل اور مؤثر رابطہ برقرار رکھا، جس کے نتیجے میں حج کے انتظامات، عازمین کی شکایات، خواتین حجاج کے لیے ساتر لباس کی تیاری، حج ٹور آپریٹرز اور وزارت کے درمیان مفاہمت جیسے اہم اور پیچیدہ مسائل کے حل میں کردار ادا کیا۔انہوں نے نہ صرف اقلیتوں کی مذہبی

آزادی اور تحفظ کے لیے آواز اٹھائی بلکہ عملی طور پر بھی اس وقت ان کے شانہ بشانہ احتجاج میں حصہ لیا جب عیسائی اقلیت کے لیے فاطمہ ولاز اسلام آباد کے پراجیکٹ کے لیے رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔

دوسرا اہم موضوع جس کے لیے سمیحہ راحیل قاضی صاحبہ نے ایوان کے اندر اور باہر انتھک محنت کی، وہ تعلیم کا ہے۔ انہوں نے پلاننگ کمیشن، ورلڈ بنک، یونیسیف سمیت ہر دستیاب فورم پر تعلیم وصحت کے شعبہ جات میں بہتری کے لیے قابلِ عمل تجاویز دیں۔ اسی طرح زلزلہ زدہ علاقوں میں بھی تعلیمی عمل کی بحالی کے لیے تفصیلی سفارشات وزیر تعلیم کو پیش کیں۔ اس کے علاوہ مزدوروں، ملازمت پیشہ افراد، خواتین بچوں اور خصوصی افراد سمیت معاشرے کے نظرانداز کردہ اور محروم طبقات کے لیے اجتماعی اور انفرادی حیثیت میں کوششیں کیں جو اس ہمہ جہتی جدوجہد کا حصہ ہیں۔

سمیحہ راحیل قاضی صاحبہ نے کسانوں کو بیج اور کھاد کی فراہمی اور زلزلہ زدہ علاقوں میں زراعت پیشہ افراد کی امداد کے لیے اقدامات کیے۔ انہوں نے خود کو چند شعبوں تک محدود نہیں رکھا بلکہ بیان کیے گئے شعبوں کے ساتھ ساتھ دیگر شعبے مثلاً صحت، سماجی بہبود اور خصوصی افراد کے مسائل کو حل کرنے میں بھی مؤثر کردار ادا کیا۔

مجالسِ قائمہ میں کارکردگی

ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی اگرچہ صرف کابینہ امور اور حکومتی یقین دہانیوں سے متعلق مجالسِ قائمہ کی رکن تھیں، قائمہ کمیٹیوں کے علاوہ مصالحتی کمیٹیوں کی بھی رکن رہیں۔ ERRA کونسل اور لینڈ مافیا کے تدارک کے لیے جو ذیلی کمیٹیاں تشکیل دی گئیں ان کی بھی رکن رہیں۔

قائمہ کمیٹی برائے کابینہ سیکرٹیریٹ

اس کمیٹی کے رکن کے طور پر قانون سازی کے عمل میں بھرپور حصہ لیتے ہوئے سمیحہ راحیل صاحبہ نے زیر بحث آنے والے متعدد مسوداتِ قانون کو بہتر بنانے کے لیے تجاویز اور

ترامیم پیش کیں، اس کے علاوہ مختلف حکومتی اداروں کی کارکردگی، قیمتوں کے استحکام، پبلک سروس کمیشن کے اختیارات، پاکستان پرنٹنگ پریس کی کارکردگی اور ملازمین کے مسائل اجاگر کرنے میں ان کا کردار نمایاں رہا۔

حکومتی یقین دہانیوں سے متعلق مجلسِ قائمہ

اسٹینڈنگ کمیٹی آف گورنمنٹ ایشورنسز میں وہ امور زیر بحث آتے ہیں، جن کے متعلق کوئی یقین دہانی حکومت کا کوئی فرد ایوان میں کرا چکا ہوتا ہے۔ اس طرح حکومت کے عمل کو ان کے قول کے مطابق بنانے کے لیے یہ کمیٹی اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ اس کمیٹی کی رکن کی حیثیت سے بھی ڈاکٹر سمیحہ راحیل کی کارکردگی ہمہ جہتی ہے، لیکن یہاں بھی خواتین کے تحفظ و تقدس اور ملازمین کے حقوق کو بنیادی اہمیت حاصل رہی۔ بجلی کی فراہمی، ٹیلی فون اور موبائل نیٹ ورکس کی کارکردگی، ہاؤسنگ اسکیمز میں جاری بدعنوانی، خواتین پولیس اور ایئر ہوسٹز کے یونیفارم میں مناسب تبدیلی، پولیس کی کارکردگی، مغربی تہذیب کی بالادستی کے اثرات، اردو زبان کی ترویج، پی ٹی سی ایل کی کارکردگی جیسے کئی معاملات ایسے ہیں جن کے حوالے سے ان کی کوشش کی نتیجے میں بہتری دیکھنے میں آئی۔

پیمرا آرڈیننس

پاکستان کی آئینی تاریخ میں یہ پہلی کمیٹی ہے جسے سترہویں ترمیم کے ذریعے آئین کا حصہ بنایا گیا۔ اس کمیٹی کے قیام کا مقصد میڈیا کو کنٹرول کرنا تھا۔ اس سلسلے میں جو بل پیش کیے گئے ان میں بھی ڈاکٹر سمیحہ راحیل نے اپنی ترامیم شامل کیں اور اس بات پر زور دیا کہ جو چینلز اخلاقی حدود پار کر رہے ہیں اس سے ہماری اسلامی اقدار پر بُرا اثر پڑ رہا ہے، ان کے لیے ایسے قوانین بنائے جائیں جس سے ان بُرے اثرات کو روکا جا سکے۔

کشمیر کمیٹی

زلزلے کے بعد کی صورتحال میں بہتری کے لیے سمیحہ راحیل صاحبہ نے کشمیر کمیٹی کو زلزلہ زدہ کشمیری علاقے میں بحالی اور تعمیرنو کے جامع عمل کے لیے تجاویز دیں۔ انہوں نے خاص طور پر بچوں کی نگہداشت اور فوری دیکھ بھال کا نظام بنانے پر زور دیا تاکہ مصیبت کے شکار بچوں کو ان کے عزیزوں تک پہنچانے کا انتظام ہو سکے اور انہیں ان کے خاندان اور شناخت سے محروم نہ کیا جائے۔ انہوں نے بجٹ اجلاسوں میں فعال کردار ادا کیا اور تقریباً دو ہزار سے زائد کٹوتی کی تحریکیں داخل کیں۔

ڈاکٹر سمیحہ راحیل کی کوششوں کے نتیجے میں پارلیمنٹ ہاؤس بلڈنگ پر درج کلمۂ طیبہ کی عبارت کو رات کے وقت روشن اور نمایاں رکھنے کا انتظام کیا گیا۔ ڈاکٹر سمیحہ راحیل نے اپنی محنت اور جدوجہد سے ایک نمایاں مقام حاصل کیا۔ ترکی کے وزیراعظم کے دورۂ پاکستان کے موقع پر پاکستان کی طرف سے اسپیکر کے ساتھ شرکت کی۔

اپنی متحرک، صلح جُو اور بامقصد جدوجہد کی وجہ سے انہوں نے ایوان کے علاوہ میڈیا اور عوامی حلقوں میں بھی بہت احترام اور پذیرائی حاصل کی۔

محترمہ عائشہ منور

محترمہ عائشہ منور حلقہ این اے 316 (صوبہ سندھ) سے رکن اسمبلی منتخب ہوئیں۔ انہوں نے اسلامیہ کالج کراچی سے گریجویشن کیا۔ 1994ء میں سیکرٹری لیڈیز ونگ (قیمّہ) پاکستان کا منصب سنبھالا، اور 2002ء تک مسلسل نو سال اس منصب پر فائز رہیں، جو جماعت اسلامی میں خواتین کی سطح پر اعلیٰ ترین عہدہ ہے۔ 2002ء سے 2007ء تک قومی اسمبلی میں جماعت اسلامی خواتین کی پارلیمانی لیڈر بھی رہیں۔

سوالات	524
تحاریکِ التواء	64
تحاریکِ استحقاق	X
قراردادیں	364
توجہ دلاؤ نوٹسز	43
بلز/ترمیمی بلز	4
بلز میں ترامیم	X

قومی اسمبلی میں کارکردگی

قومی اسمبلی میں محترمہ عائشہ منور کی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انہوں نے پانچ سالوں کے دوران 524 سوالات جمع کروائے جن میں خواتین کے لیے مہر، وراثت اور کفالت کے حقوق کے لیے اقدامات، بڑے شہروں میں خواتین کے لیے بہتر ٹرانسپورٹ کی سہولت، ہوائی سفر میں خواتین کے احترام اور آرام کے اقدامات، مہنگائی، اغوا

برائے تاوان کی بڑھتی ہوئی وارداتیں، تعلیمی وصحت کی سہولیات سمیت کئی امور شامل تھے۔ کئی ایسے امور جن کی طرف عام طور پر کم توجہ ہوتی ہے۔ مثلاً نجی تعلیمی اداروں میں فیس کے اصول، زرعی تحقیق کے اداروں میں موجود سہولیات، تفریحی مقامات پر آنے والوں کی جان مال اور آبرو کی حفاظت، عطائی ڈاکٹروں کے خلاف کارروائی، CNG کی قیمتوں کی مانیٹرنگ، پاک ایگریکلچر ریسرچ سینٹر میں سائنٹفک آفیسرز کی قابلیت، محکمہ ماحولیات، وزارتِ تعلیم، وزارتِ سماجی بہبود، CEDAW کی مرتب کردہ رپورٹ کی پارلیمنٹ میں پیشی، صاف پانی کی فراہمی، کہوٹہ ریسرچ لیبارٹری پر تجارتی پابندیاں، جعلی شناختی کارڈز پر پلاٹوں کی منتقلی، یوریا کھاد کی قیمتوں میں اضافہ سمیت متعدد ایسے پہلو تھے جنہیں سوالات کے ذریعے اجاگر کیا گیا۔

محترمہ عائشہ منور کی طرف سے جمع کرائے گئے توجہ مبذول کرانے کے نوٹسز کی تعداد 43 ہے، جن میں دورانِ زچگی کثرتِ اموات، اشیائے خوردونوش کی قیمتوں میں اضافہ، بلوچستان میں نقص امن کے واقعات، لوڈشیڈنگ، تربیلا ڈیم کے متاثرین کی شکایات، متاثرینِ زلزلہ کو معاوضوں کی عدم ادائیگی، انڈین فلم سازوں کو پاکستان میں فلم سازی کی اجازت وغیرہ کے علاوہ پہلی مرتبہ اراکینِ پارلیمنٹ کے ساتھ آنے والے ڈرائیورز کے حق میں آواز بلند کی گئی اور مطالبہ کیا گیا کہ ان کے لیے سایہ دار اور آرام دہ جگہ کا اہتمام کیا جائے۔

فوری نوعیت کے ایسے مسائل جن پر عائشہ منور صاحبہ نے تحاریک التواء جمع کروائیں، ان کی تعداد 64 رہی۔ مقامی وقومی مسائل کے ساتھ ساتھ اہم بین الاقوامی مسائل بھی ان کی توجہ کا مرکز رہے۔ اہم قومی مسائل جو تحریک التوا کے ذریعہ اجاگر کیے گئے ان میں میڈیا، امن عامہ، تعلیمی پالیسی، کرپشن، اقربا پروری، پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ، زلزلہ زدہ علاقوں میں امدادی کام، نصاب کی تبدیلی، اسٹیل مل کی نجکاری وغیرہ شامل ہیں۔ وہ اہم مقامی مسائل جن کے لیے تحریک التوا پیش کی گئی ان میں ٹرین حادثہ، ملیر دھماکا، باجوڑ درگئی بمباری، جامعہ حفصہ، صحافیوں کا ساتھ دینا بھی ان کی ترجیحات میں شامل رہا، لہٰذا ایک صحافی کے اغواء پر مضطرب ہوتے ہوئے ایوان میں تحریک التوا پیش کی۔ جن بین الاقوامی مسائل پر

محترمہ عائشہ منور نے تحاریک التوا جمع کروائیں ان میں تحفظِ ناموسِ رسالت، مسجد اقصیٰ کی کھدائی کی مذموم صہیونی کوشش وغیرہ شامل ہیں۔

اس کے علاوہ بیسیوں اہم امور ایسے تھے جن کی طرف قراردادوں کے ذریعے توجہ دلائی گئی۔ ایسی قراردادوں کی کُل تعداد 364 ہے اور ان کے ذریعے جیل میں قیدی خواتین اور بچوں کی فلاح کے لیے اقدامات، حقوقِ نسواں کے لیے قانون سازی، بیت المال سے ضرورت مند خواتین کی کفالت، مہر، عدت اور رضاعت کے اخراجات، استحصالی رسوم کے خاتمے، ملازمت پیشہ خواتین کے بچوں کی دیکھ بھال اور تحفظ کے اقدامات تجویز کرنے کے علاوہ میڈیا، سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ، قومی اداروں کے کردار، تعلیمی امور، سستے اور فوری انصاف، کنٹریکٹ ملازمین کی مستقلی، گداگری کا خاتمہ، بے روزگاری الاؤنس، جعلی ادویات کی شکایات پر کارروائی، اغواء کی بڑھتی ہوئی وارداتوں سمیت اہم امور کے حوالے سے عملی اقدامات تجویز کیے گئے۔

محترمہ عائشہ منور نے بطور پرائیویٹ ممبر 4 بلز قانون سازی کے لیے جمع کروائے۔ ان بلز کا مقصد ملازمت پیشہ خواتین کے لیے بہتر ماحول کی فراہمی، عائلی قوانین میں ترمیم کے ذریعے نکاح وطلاق کی رجسٹریشن کے نظام کو فعال اور مؤثر بنانا، خواتین کی بہبود کے لیے اقدامات کرنا اور نادار اقرباء کی کفالت کا نظام قائم کرنا تھا۔ اس کے علاوہ انہوں نے دیگر اراکین اسمبلی کے ساتھ مل کر متعدد دیگر بلز بھی قانون سازی کے لیے پیش کیے، جن میں بزرگ شہریوں کی فلاح و بہبود کا بل، قانون حدِ قذف کا ترمیمی بل، عائلی عدالتیں (ترمیمی) بل، آغا خان تعلیمی بورڈ (تنسیخ) بل، نصاب، نصابی کتب اور تعلیمی معیارات (ترمیمی بل، مزدور قوانین (ترمیمی) بل شامل ہیں۔

مختلف شعبہ جات سے متعلق امور

پارلیمنٹ کے ہر رکن کو اپنے ذاتی کوٹہ پر چند افراد کو حج پر بھیجنے کی سہولت میسر تھی۔ محترمہ عائشہ منور نے اس سہولت کو اپنے لیے یا اپنے خاندان کے لیے استعمال کرنے کی

بجائے بعض ملازمین یا ایسے نادار افراد کے لیے استعمال کیا جو حج کی شدید خواہش رکھتے تھے اور پاکستان کی عام آبادی میں رہتے تھے، بے وسیلہ لوگ تھے اور خدا کے دربار میں حاضری کی قانونی اجازت کے طلبگار تھے۔ بطور رکنِ اسمبلی انہوں نے لاپتہ افراد کے لواحقین کی جدوجہد میں بھی عملی شرکت کی اور اسلام آباد میں جب مسیحی قوم کے افراد کو دارالحکومت کے ترقیاتی ادارے نے بے گھر کر دیا تو ان کی جدوجہد میں بھی شریک رہیں۔

معاشرے کے پسے ہوئے طبقات کے حقوق عائشہ منور کی ترجیحات میں رہے۔ بجٹ اجلاسوں میں ہر سال انہوں نے مزدوروں کے حقوق کے لیے آواز اٹھائی۔ اسی طرح جب خواتین کے لیے ملازمت کے اوقات میں اضافے کے لیے قانون سازی کی گئی تو عائشہ منور نے اسے استحصالی قدم قرار دیتے ہوئے اسے خاندان، بچوں اور خود خواتین کے تحفظ کے لیے تباہ کن قرار دیا۔ جب روشن خیالی کے نام پر جاری تنگ نظری کے اظہار کے طور پر پی آئی اے نے ایک ایئر ہوسٹس کو پردہ کرنے کی پاداش میں ملازمت سے معطل کر دیا تو عائشہ منور نے دو مرتبہ PIA کے چیئرمین سے ملاقات کی اور اس عفت مآب خاتون کو ملازمت پر بحال کروایا۔

عائشہ منور نے اسمبلی کے ضرورت مند ملازمین جو مالی استطاعت نہیں رکھتے تھے۔ اِن میں سے کئی افراد کی ذاتی طور پر مدد کی۔ عوام سے موصولہ درخواستوں پر ان کی مدد کے لیے متعلقہ افراد اور اداروں سے رابطے کیے۔ بعض مریضوں کے علاج معالجے کا اہتمام کیا اور خواتین کی صحت کے حوالے سے اہم امور پر توجہ دلائی۔

اپنے کاموں کی انجام دہی میں عائشہ منور نے متعلقہ شعبوں میں کام کرنے والے افراد اور تحقیقی اداروں سے مؤثر رابطہ یقینی بنایا۔ اس طرح زراعت، صحت، تعلیم اور سماجی بہبود کے حوالے سے اصل صورتحال سے براہ راست آگاہی حاصل کی اور ماہرین کی آراء کی روشنی میں صورت حال کی بہتری کے لیے قابل عمل تجاویز متعلقہ محکموں تک پہنچائیں۔

قائمہ کمیٹیوں میں کارکردگی

محترمہ عائشہ منور تعلیم، بہبود آبادی اور سماجی بہبود و خصوصی تعلیم کی مجالسِ قائمہ کی

رکن تھیں۔ ان میں سے ہر ایک کے حوالے سے ان کی نمایاں سرگرمیوں کا ذکر ذیل میں موجود ہے۔

مجلسِ قائمہ برائے تعلیم

اس کمیٹی میں عائشہ منور صاحبہ کو بیک وقت نظری اور عملی پہلو سے جدوجہد کرنی تھی۔ انہوں نے ایک طرف تو حکومت کی ترجیحات، تعلیمی اہداف اور سوچ پر اظہار خیال کیا اور واضح کیا کہ قومی روایت اور مذہبی اقدار سے انحراف نہ صرف افرادِ معاشرہ کو انفرادی حیثیت میں نقصان پہنچائے گا بلکہ قومی سطح پر بھی انتشار، تعصب اور گروہ بندی کو ہوا دے گا۔ اس حوالے سے انہوں نے جہاں کمیٹی کے دیگر ارکان اور وزیر تعلیم سے مسلسل رابطہ رکھا، وہاں ایک ممتاز ماہر تعلیم کے ذریعے قومی نصاب کے مطلوبہ خدوخال پر ایک پریزنٹیشن کا بھی اہتمام کیا۔ انہوں نے نصابی کتب میں کی جانے والی تبدیلیوں پر تحقیقی اسلوب میں کام کیا اور کمیٹی ارکان کو اس کے اثرات سے خبردار کرنے کے لیے اس کے متعلقہ حصے کمیٹی کے سامنے پیش کیے۔

اس عرصے کے دوران قومی تعلیمی پالیسی کی تیاری جاری تھی جس میں قومی اسمبلی کی مجلسِ قائمہ کا کوئی حصہ نہ تھا۔ عائشہ منور نے اس پر نہ صرف احتجاج کیا بلکہ یہ پیشکش بھی کی کہ وہ نظریۂ پاکستان سے ہم آہنگ تعلیمی پالیسی تیار کر کے دے سکتی ہیں۔ اسی طرح جب جماعت نہم اور دہم کا امتحان مشترکہ طور پر لینے کا فیصلہ ہوا تو عائشہ منور نے متعلقہ افراد اور اداروں سے مشاورت اور معاونت کے بعد اس حوالے سے ایک دستاویز تیار کی اور کمیٹی میں جمع کرائی۔ انہوں نے اساتذہ کی تربیت، تعلیمی اداروں میں طلبہ یونین کی بحالی اور اردو کو ذریعۂ تعلیم بنانے کے لیے بھی بھرپور اور مسلسل آواز اٹھائی۔ انہوں نے بیرونِ ملک پی ایچ ڈیز کو واپس وطن لانے اور ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے کی حکمت عملی پر HEC کی تائید کی۔ تمام اداروں کو آئین کے مطابق بنانا اور ان کا نظام آئین کے تحت کرنا ان کی جدوجہد کا خاص حصہ رہا۔ دستور کے آرٹیکل 2 اور 2 (الف) کے حوالے سے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی اسلام کے تابع بنانے کے لیے تعلیمی پالیسی وضع کی جائے گی۔ اس

آرٹیکل کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے محترمہ عائشہ منور نے تعلیمی کمیٹی میں استفسار کیا اور اس بات پر سختی سے زور دیا کہ قومی تعلیمی پالیسی اس آرٹیکل کی روشنی میں بنائی جائے۔

عائشہ منور نے قومی تعلیمی پالیسی، اسلام کے نظریۂ تعلیم، قومی نصاب اور طریقۂ امتحان کے حوالے سے تعلیمی شعبے کے مختلف ذمہ داران اور عہدیداروں سے ملاقاتیں کیں۔ ان میں وزیر تعلیم، وفاقی سیکرٹری، جوائنٹ سیکرٹری، HEC کے سیکرٹری، نصابی ونگ، مدرسہ ونگ، ایڈمن ونگ اور پراجیکٹ ونگ کے ذمہ داران اور وفاقی تعلیمی بورڈ کے اہم عہدیداران شامل ہیں۔

انہوں نے وزارتِ تعلیم کی کارکردگی اور پلاننگ کا جائزہ لینے کے لیے مختلف اداروں کے دورے کیے۔ ان کی کارکردگی سے متعلق معلومات حاصل کیں، بہتری کے لیے تجاویز دیں اور اس کے ساتھ ساتھ دین سے ہم آہنگ عمل تدریس کے مختلف پہلو بھی اجاگر کیے۔ ان میں وزارتِ تعلیم کے مختلف شعبے، وفاقی تعلیمی بورڈ، ہائر ایجوکیشن کمیشن اور 12 سے زائد گرلز کالج شامل تھے۔ ان دوروں اور دیگر ملاقاتوں کے دوران انہوں نے بڑی تعداد میں قرآن پاک کے باترجمہ نسخے اور دین کے اسلامی تصور پر لکھی گئی کتب تحفتاً تقسیم کیں۔ ایک سرکاری گرلز کالج میں ٹھنڈے پانی کا اہتمام کرایا اور متعدد اداروں کی لائبریریز کو کتب ہدیہ کیں۔ قائمہ کمیٹی برائے تعلیم کے ایک اجلاس میں جامعہ حفصہ کے حادثے پر اختلافی نوٹ تحریر کروایا اور اجلاس سے واک آؤٹ کیا۔

مجلسِ قائمہ برائے سماجی بہبود

اس کمیٹی میں بھی عائشہ منور صاحبہ نے فعال کردار ادا کرتے ہوئے پاکستان بیت المال کے ذرائع آمدن، ترجیحات اور امدادی عمل کو بہتر بنانے کی متعدد تجاویز دیں اور عملی طور پر سرگرمی کا اظہار کیا۔ کام کرنے کے اپنے مخصوص انداز کے تحت یہاں بھی انہوں نے سرکاری رپورٹس اور زبانی جمع خرچ پر انحصار نہ کیا اور سوشل ویلفیئر کے مختلف شعبہ جات اور اداروں کا جائزہ از خود لینے کے لیے اسلام آباد، کراچی، لاہور، کوئٹہ، راولپنڈی، لاڑکانہ، سکھر، سانگھڑ، ٹھٹھہ، حیدرآباد اور پشاور میں قائم مختلف دفاتر کے دورے کیے اور ذمہ داران سے ملاقاتوں

کے علاوہ ان کی کارکردگی کا جائزہ بھی لیا۔ ان دوروں کے دوران خواتین کے لیے قائم دارالامان، سوشیوا کنامک سینٹرز اور ذہنی و جسمانی معذوری کے شکار افراد کے لیے قائم اداروں کا جائزہ لیا گیا اور ایک تفصیلی رپورٹ مرتب کر کے کمیٹی میں پیش کی۔ کراچی کے یتیم اور بے سہارا بچوں کے سینٹرز کی صورتحال کی رپورٹ خاتون وزیر زبیدہ جلال صاحبہ کو پیش کر کے وہاں کے مسائل کو حل کرانے کی کوشش کی اور اس ضرورت کو حکومت کے ایوانوں تک پہنچایا۔ اس رپورٹ کو چیئرپرسن کمیٹی بشریٰ رحمٰن اور ممبران کمیٹی وزیر بہبود آبادی زبیدہ جلال، اسپیکر قومی اسمبلی چوہدری امیر حسین، اسمبلی کے اداروں اور دیگر تمام اداروں کو برائے آگاہی بھیجا گیا اور یہ رپورٹ ریکارڈ کا حصہ ہے۔ مجلسِ قائمہ برائے سماجی بہبود کے تحت معذور بچوں کے لیے امدادی فنڈ برائے ادارہ جات پاکستان بیت المال سے آتا ہے، اور یہی ادارہ NGOs کو رجسٹرڈ کرتا ہے اور امداد فراہم کرتا ہے۔ عائشہ منور صاحبہ نے اس ادارے کے مرکزی سینٹر اسلام آباد اور اس کی شاخ کراچی کا دورہ کیا اور اس کی معلومات حاصل کیں اور مسائل کمیٹی میٹنگ میں رکھے۔ بعض فوری حل طلب مسائل مثلاً کراچی میں دارالاطفال کی شکستہ عمارت کے حوالے سے براہ راست سماجی بہبود کے وفاقی وزیر سے ملاقات کی اور بعدازاں خطوط کے ذریعے بار بار یاد دہانی کرائی۔

مجلسِ قائمہ برائے بہبودِ آبادی

اس اسٹینڈنگ کمیٹی میں بھی محترمہ عائشہ منور نے دو محاذوں پر کام کیا۔ انہوں نے بہبود آبادی کی اس تعبیر کی شدید مخالفت کی جس کے تحت معاشی و سماجی مسائل کی جڑ آبادی کو قرار دیا گیا ہے۔ انہوں نے بار بار اس بات پر زور دیا کہ مسائل کی بنیاد ناانصافی اور کچھ افراد کی ہوس ہے، جس نے معاشروں میں محرومی اور انتشار پیدا کر رکھا ہے۔ اس حوالے سے فیملی پلاننگ کے نام پر آبادی کم کرنے والے دیگر معاشروں کی طرف توجہ دلائی گئی جو ایک طرف تو خاندان کا ادارہ تباہ ہونے کی وجہ سے اخلاقی پستی کا شکار ہیں اور دوسری طرف افرادی قوت کی شدید کمی کی وجہ سے زندگی کے معمولات متاثر ہو رہے ہیں۔ عائشہ منور صاحبہ نے ماہرین

طب کے تعاون سے ایک ریسرچ رپورٹ بھی تیار کروائی۔ مانع حمل ادویات (Oral Contraceptive Pills "OCP") کے نقصانات، جس کا مقصد خواتین کی صحت پر مانع حمل ادویات کے مضر اثرات کو واضح کرنا تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے وزارت کے تحت مختلف اداروں اور پراجیکٹس کے ملازمین کے استحصال اور بدانتظامی پر بھی آواز اٹھائی۔ اس حوالے سے انہوں نے لیڈی ہیلتھ ورکرز کے ماہانہ اجلاس میں شرکت کر کے ان کے مسائل سے براہِ راست آگاہی حاصل کی۔

انہوں نے اسلام آباد، لاہور اور کراچی کے فیملی ویلفیئر سینٹرز کا تفصیلی دورہ کیا۔ کراچی میں بہبودِ آبادی کے مراکز کا سروے کرایا اور ان دوروں اور سروے کی رپورٹس کمیٹی میں پیش کیں۔

اس ضمن میں انہوں نے قرآنِ مجید کے علاوہ بہبود آبادی کے نام پر عالمی سازش کو واضح کرنے والی کتب اور پمفلٹس بھی تقسیم کیے تاکہ ان کا پیغام صرف وقتی ثابت نہ ہو، بلکہ دیرپا اثرات کا حامل ہو۔

اسمبلی اراکین کو ملنے والے فرسٹ کلاس کے ٹکٹس کو بھی وہ اکانومی کلاس کے ٹکٹس میں تبدیل کرالیتی تھیں تاکہ قومی خزانے پر کم بوجھ پڑے۔ مختلف غیر ملکی دوروں پر جاتے وئے حکومت کی جانب سے اخراجات کے لیے جو زرمبادلہ دیا جاتا انہیں ناگزیر اخراجات میں استعمال کرنے کے بعد بقیہ رقم ہمیشہ متعلقہ ادارے کو واپسی کی پیشکش کی اور قبول نہ کیے جانے پر مجبور افراد پر خرچ کر دیتیں۔ اکثر سرکاری تقریبات میں ذمہ داران کی توجہ طعام کے وسیع اہتمام پر اٹھنے والے کثیر اخراجات کی طرف دلا کر سادگی اختیار کرنے پر زور دیتیں۔

قومی اسمبلی کی جانب سے اراکین اسمبلی کو مفت ادویات اور علاج کی سہولت میسر تھی، لیکن محترمہ عائشہ منور نے اس سہولت سے کبھی فائدہ نہیں اٹھایا۔ اس معاملے میں بھی ان کا ریکارڈ شفاف ہے۔ یہ بات ریکارڈ سے ثابت ہے کہ محترمہ عائشہ منور نے کبھی اپنے اور اپنے گھر والوں کے لیے یہ سہولت حاصل نہیں کی۔

محترمہ عنایت بیگم

تعارف:

محترمہ عنایت بیگم خواتین کی مخصوص نشست NA-328 سے قومی اسمبلی کی رکن منتخب ہوئیں۔ جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والی یہ رکنِ پارلیمنٹ ڈسٹرکٹ پشاور کی بھی کونسلر رہ چکی ہیں۔ انہوں نے پشاور یونیورسٹی سے پوسٹ گریجویٹ کی ڈگری حاصل کی۔ قومی اسمبلی میں قائمہ کمیٹی برائے پاپولیشن اینڈ ویلفیئر کی رکن رہیں اور قائمہ کمیٹی برائے سیاحت کی رکن رہیں۔

سوالات	1035
تحاریکِ التواء	5
تحاریکِ استحقاق	X
قراردادیں	181
توجہ دلاؤ نوٹسز	8
بلز/ ترمیمی بلز	3
بلز میں ترامیم	1

قومی اسمبلی میں کارکردگی

پانچ سالہ رکنیت کے عرصے میں محترمہ عنایت بیگم نے کُل 1035 سوالات جمع کرائے۔ جس کے ذریعے انہوں نے تعلیم، نظامِ زکوٰۃ، پاکستان بیت المال، سوئی گیس کی فراہمی اور بہبود آبادی کے ضمن میں استفسارات کیے اور ان مسائل سے متعلق تفصیلات طلب کیں۔

انہوں نے سوالات کے ذریعے تقریباً ہر شعبہ کے مسائل کو اپنا موضوع بنایا اور مسئلہ کی اہمیت کو اجاگر کیا۔

اہم مسائل کو اجاگر کرنے اور ان کے حل کی جدوجہد کے سلسلے میں 8 توجہ مبذول کرانے کے نوٹسز جمع کرائے، ان نوٹسز کے ذریعے اہم ایشوز مثلاً بڑھتی ہوئی فحاشی و عریانی، مہنگائی، بے روزگاری، لینڈ مافیا، زلزلہ ریلیف میں سست روی، صوبہ خیبر پختونخواہ میں سیلاب پر توجہ دلانے کے ساتھ ساتھ اہم ملّی و دینی مسئلے تحفظِ ناموسِ رسالتؐ پر بھی نوٹسز جمع کرائے، جس کے نتیجے میں ناموسِ رسالتؐ، بڑھتی ہوئی مہنگائی اور سیلاب سے متعلق مسائل پر ایوان میں بحث ہوئی۔

محترمہ عنایت بیگم کی طرف سے ایوان میں تحاریک التوا بھی جمع کرائی گئیں ان کے ذریعے جو فوری نوعیت کے مسائل اجاگر کیے گئے وہ مہنگائی، بدامنی، ناموسِ رسالتؐ، پشاور کے سیلاب متاثرین کی بحالی، ہزارہ ڈویژن کے زلزلہ متاثرین، پشاور کے نواحی علاقے میں گیس سپلائی جیسے مقامی مسائل کے ساتھ ساتھ امریکا میں صدارتی امیدوار کے شرانگیز بیان پر احتجاج جیسے اہم ایشوز بھی شامل ہیں۔

محترمہ عنایت بیگم کی جانب سے کُل 181 قراردادیں ایوان میں جمع کرائی گئیں جن کے سرفہرست موضوعات نظامِ تعلیم کی بہتری، یکساں نظامِ تعلیم کا نفاذ، اسلامی ثقافت، اسلامی نظام، صحت، مہنگائی اور فون سرچارج رہے۔

ایوان کی بنیادی ذمہ داری چونکہ قانون سازی ہے اس ضمن میں محترمہ عنایت بیگم نے تین پرائیویٹ بلز جمع کرائے، جن میں عائلی قوانین ترمیمی بل، HIV Aids کنٹرول بل، ہیپاٹائٹس کنٹرول بل شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومتی فنانس بل میں ترامیم بھی جمع کرائیں۔

مختلف شعبہ جات سے متعلق کارکردگی

محترمہ عنایت بیگم نے پارلیمنٹ کی طرف سے دی گئی کسی بھی سہولت کو اپنی ذات یا اپنے گھر والوں کے لیے استعمال نہیں کیا، حج کی سعادت بھی عوام کے پیسوں پر حاصل کرنا

گوارا نہ کیا۔ حج کے کوٹے پر 10 افراد کو اور اس کے علاوہ 7 افراد کو حج پر بھیجا۔

تعلیم کے شعبے میں جو اہم امور سرانجام دیے ان میں بچوں کو اسکول میں داخلہ دلوایا۔ بیت المال سے طلبہ کے لیے وظیفہ مقرر کروایا اور کچھ کو ملازمتیں بھی دلوائیں۔

مزدوروں اور ملازمین کے حقوق کے سلسلے میں بجٹ بحث میں جمعہ کی تعطیل اور ملازمت کے اوقات کار نہ بڑھانے کے حق میں تقریر کی اور ترامیم بھی جمع کروائیں۔

زراعت کے شعبے میں اہم مسئلہ گدون امازئی کے کھیتوں کی سیرابی کے لیے حکومت کو بجٹ اجلاس میں تجاویز پیش کیں اور وقتاً فوقتاً ایوان میں زراعت کی بہتری کے لیے آواز اٹھائی۔

صحت کے شعبے پر بھی ان کی خصوصی توجہ رہی، ضلع صوابی کے بیسک ہیلتھ یونٹ (BHU) میں کنویں کے ذریعے فراہمی آب کی سہولت بہم پہنچائی۔ یہ کام انہوں نے اپنے مخصوص ترقیاتی فنڈز کے ذریعے کیا۔ اس کے علاوہ کچھ مریضوں کا علاج کروایا اور دو ڈاکٹرز کے تبادلے کی درخواست پر ان کے تبادلے کروائے۔

مجالسِ قائمہ میں کارکردگی

محترمہ عنایت بیگم بہبود آبادی اور سیاحت کی قائمہ کمیٹیوں کی ممبر تھیں اور ان اجلاسوں میں باقاعدگی سے شریک رہیں۔

قائمہ کمیٹی برائے بہبود آبادی

انہوں نے بہبود آبادی سے متعلق محکموں اور اداروں کے دورے کیے۔ وہاں کے مسائل اور ضروریات کا جائزہ لینے کے بعد کمیٹی میں ان کے حل اور بہتری کے لیے تجاویز اور مشورے دیے، خاص طور پر صوابی بہبود آبادی سینٹر کا دورہ کیا۔ محترمہ عنایت بیگم نے صرف عام خواتین ہی نہیں، بلکہ قیدی خواتین کو بھی بھرپور توجہ دی جہاں عام خواتین کے مسائل کو حل کیا، وہیں قیدی خواتین کو بھی اہمیت دی۔ جیل میں قیدی خواتین کے مسائل اور ان کی حالتِ زار کا جائزہ لینے کے لیے جیل کا دورہ کیا۔

قائمہ کمیٹی برائے سیاحت

بلاشبہ پاکستان ایک خوبصورت ملک ہے۔ اس کی خوبصورتی اور حُسن قابل دید ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے باقی تمام شعبوں کی طرح یہ شعبہ بھی عدم توجہ کا شکار رہا۔ محترمہ عنایت بیگم قائمہ کمیٹی برائے سیاحت کی ممبر تھیں، اس لیے اس شعبہ کی حالت زار سے بخوبی واقف تھیں۔ اس شعبہ کی بہتری کے لیے انہوں نے کمیٹی میں مشورے دیے اور کئی مقامات کے بذاتِ خود دورے بھی کیے۔ اس کمیٹی کے اجلاسوں میں باقاعدگی سے شرکت کی۔ صوبہ خیبر پختونخوا کے وزیر سیاحت کے آفس کا دورہ کیا۔ سیکرٹری ٹورازم سے ملاقات کر کے مسائل و مشکلات معلوم کیں۔ اس سلسلے میں خاص کر Paithm سوات کا دورہ کیا۔

ان تمام سرگرمیوں کے علاوہ بجٹ اجلاس میں تقریر کی۔ کٹ موشنز جمع کروائیں۔ صدر پاکستان کے ایوانوں سے مشترکہ خطاب پر تقریر کی، ضمنی سوالات کیے۔ نیشنل ڈیفنس کالج کی ٹریننگ میں شرکت کی اور جب ضرورت پڑی تو اپنی پارلیمانی پارٹی کے فیصلوں کے مطابق واک آؤٹ میں حصہ لیا۔

محترمہ عنایت بیگم دورانِ اسمبلی بے حد فعال رہیں، انہوں نے اپنی قابلیت سے بہت سے شعبوں میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ اپنا تمام تر وقت ملک وقوم کی خدمت میں وقف کیا، جماعت اسلامی کی خواتین نے دورانِ رکن اسمبلی ہمیشہ عوام کا خیال کیا اور ان کی بہتری کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا۔

محترمہ رضیہ عزیز

رضیہ عزیز صاحبہ خیبر پختونخوا سے خواتین کی مخصوص نشست این اے 234 سے رکنِ قومی اسمبلی منتخب ہوئیں۔ جماعتِ اسلامی سے تعلق رکھنے والی ان خاتون رکنِ اسمبلی نے بلوچستان یونیورسٹی سے اسلامیات میں پوسٹ گریجویٹ کی ڈگری حاصل کی۔ محترمہ رضیہ عزیز پشاور میں خواتین کو لیگل ایڈ فراہم کرنے والی NGO کی صدر ہیں، اور قومی اسمبلی کی دو قائمہ کمیٹیوں کی رکن رہی ہیں۔

i- قائمہ کمیٹی برائے پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ

ii- قائمہ کمیٹی برائے ڈیفنس پروڈکشن کمیٹی

خیبر پختونخوا حکومت کی جانب سے CEDAW سے متعلق بنائی گئی فیڈرل کمیٹی GRAP کی ممبر بھی رہ چکی ہیں۔

سوالات	28
تحاریکِ التواء	5
تحاریکِ استحقاق	X
قراردادیں	30
توجہ دلاؤ نوٹسز	3
بلز/ ترمیمی بلز	1
بلز میں ترامیم	5

قومی اسمبلی میں کارکردگی

پانچ سالہ رکنیت کے عرصے میں محترمہ رضیہ عزیز نے کُل 28 سوالات جمع کرائے جن میں صحت، نجکاری، پیٹرولیم کی قیمت جیسے کئی اہم موضوعات شامل تھے۔ وہ اس بات کو بخوبی سمجھتی تھیں کہ انڈسٹری کو چلانے کے لیے بجلی کی فراہمی اشد ضروری ہے۔ اگر انڈسٹریز بند ہو گئیں تو بے روزگاری کے مسائل میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے انہوں نے ضلع کرک کو گیس اور بجلی کی فراہمی اور گوادر کے بارے میں استفسارات کیے گئے۔ جن میں سے بعض کے جوابات موصول ہوئے جبکہ انتھک محنت اور کاوشوں کے بعد ضلع کرک میں بجلی کی فراہمی ممکن ہوئی۔

اہم مسائل اور ایشوز کو اجاگر کرنے اور ایوان کی توجہ مبذول کرانے کے لیے تین نوٹسز جمع کرائے جبکہ دو نوٹسز میں محرک رہیں۔ جن امور پر توجہ دلاؤ نوٹسز جمع کرائے گئے ان میں ضلع کرک کو گیس اور بجلی کی فراہمی، بلوچستان کے گریڈ 22 کے وفاقی ملازمین کے دوبارہ بلوچستان میں تبادلے کو روکنے کے لیے نوٹس، تاکہ وفاق میں صوبے کی نمائندگی ختم نہ ہو اور صوبے کے افراد احساسِ محرومی کا شکار نہ ہوں۔ اس کے نتیجے میں ان افراد کا تبادلہ روکا گیا۔ محترمہ رضیہ عزیز صاحبہ اجوکا تھیٹر کے مسئلہ پر نوٹس میں بھی محرک رہیں۔ اس نوٹس پر یہ مسئلہ بین الاقوامی سطح پر میڈیا کی خبروں کا حصہ رہا۔

محترمہ رضیہ عزیز کی جانب سے فوری نوعیت کے مسائل پر 5 تحاریک التواء جمع کرائی گئیں جن میں اہم قومی مسائل مثلاً امن وامان، بلوچستان کا مسئلہ، نصابِ تعلیم، قبائلی علاقوں میں فوجی کارروائی، انتخابات میں دھاندلی، بلوچستان اور کراچی میں دھماکے، ٹرین حادثہ، سیلاب اور Disaster سمیت توہینِ رسالت جیسے بین الاقوامی مسئلے کو موضوع بنایا گیا۔

محترمہ رضیہ عزیز کی جانب سے کُل 30 قراردادیں جمع کرائی گئیں، جن میں اہم ایشوز مثلاً میڈیا، معاشی پالیسی، زکوٰۃ پالیسی اور خارجہ پالیسی کو موضوع بنایا گیا۔ عربی زبان کی اہمیت اور ترویج پر قرارداد ایوان میں زیرِغور لائی گئی۔

رضیہ عزیز صاحبہ نے زلزلہ اور اس کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال اور گوناگوں مسائل

کے حل کے لیے ایک پرائیویٹ بل جمع کروایا جس کا عنوان ''قدرتی آفات سے نمٹنے کا بل'' تھا، جو ایک بار مسترد ہوا پھر چھ ماہ بعد دوبارہ جمع کروایا گیا، یہ بل حکومت نے آرڈیننس کی شکل میں نافذ کیا۔ جس کے مطابق ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی نے کام شروع کر دیا۔

ایوان میں پیش ہونے والے سرکاری بلوں میں 5 ترامیم جمع کروائیں۔ ان بلوں میں فنانس بل، کسٹم ایکٹ 1969ء اور اسپیشل مجسٹریٹ کی تعیناتی جیسے اہم موضوعات شامل ہیں۔

مختلف شعبہ جات سے متعلق کارکردگی

محترمہ رضیہ عزیز صاحبہ یہ فہم رکھتی ہیں کہ اسلام کا بتایا ہوا طریقہ کار ہی معاشرے میں فلاح کا سبب بنتا ہے، اگر زکوٰۃ کی وصولی اور اس کا استعمال بہتر بنا لیا جائے تو غربت کا خاتمہ ممکن ہے۔ مذہبی امور کے شعبے میں غربت کے خاتمے کے لیے زکوٰۃ سے متعلق تجاویز بجٹ تقریر میں پیش کی گئیں۔ وزیراعظم نے اسی روز کمیٹی بنانے کا اعلان کیا۔ اقلیتی امور کے شعبے میں مستحق اقلیتی افراد کو کرسمس کے موقع پر بیت المال سے خصوصی امداد دلوائی گئی۔ تمام اقلیتوں کے سیمینارز "Peace Inter faith religion" میں بحیثیت گیسٹ اسپیکر شرکت کی۔ امن کے لیے تجاویز دیں، جنہیں بہت سراہا گیا۔ اس موقع پر میڈیا نے انٹرویو ریکارڈ کیا۔ زلزلہ زدگان کے لیے چرچ میں یومِ دعا کا پروگرام ہوا جس میں انہوں نے شرکت کی۔

تعلیمی امور میں انہوں نے فاٹا کے اسکولز کا دورہ کیا۔ انہیں ایجوکیشن افسر فاٹا نے آنے کی دعوت دی۔ انہیں تعلیمی سرگرمیوں کے حوالے سے بریفنگ دی گئی۔ خیبر پختونخوا کے حوالے سے انہیں لٹریسی سینٹرز کے قیام میں مدد فراہم کی۔ تعلیم کی مد میں خود بیس ہزار جبکہ پاکستان بیت المال سے 33 ہزار کی رقم فراہم کی۔ محترمہ رضیہ عزیز کو تعلیم کی اہمیت کا بخوبی اندازہ تھا، انہوں نے خواتین کی تعلیم وترقی کے لیے زبانی جمع خرچ کے بجائے عملی اقدامات کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے مستحق طالبات کو مختلف اداروں، میڈیکل کالجز، گرلز کالجز، ایجوکیشن

ڈپارٹمنٹ اور اسلامک اسٹڈیز ڈپارٹمنٹ میں داخلہ دلوایا تاکہ وہ ملک وقوم کی بہتر خدمت کر سکیں۔ کچھ افراد کو ملازمتیں دلوائیں جس کے لیے پرنسپل اسلامیہ کالج اور پرنسپل میڈیکل کالج سے ملاقات کر کے درخواستیں دی گئیں۔

زراعت کے مسئلہ پر بھی ان کی دلچسپی قابلِ دید تھی۔ زراعت کی کمیٹی میں مختلف مسائل مثلاً آٹے کی نقل وحمل پر پابندی، کولڈ اسٹوریج، سبزیوں اور پھلوں پر کیڑے مار ادویات کے مضرصحت اثرات کے بارے میں تجاویز دیں۔ بجٹ تقریر میں حکومت کو تجویز دی کہ ہزاروں ایکڑ اراضی رکھنے والے مالکان اگر ٹیکس ادا نہ کریں تو وہ زمین غریبوں میں تقسیم کر دی جائے۔

صحت کے شعبہ میں صحت کے سیکرٹری سے ملاقات کی۔ کام کی بہتری کے لیے انہیں تجاویز پیش کیں۔ پولیو ویکسینیشن کی مستقل مہم کے باوجود پولیو کیسز سامنے آنے پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ جبکہ ایک ڈاکٹر کے خلاف غلط انکوائری پر کیس کورٹ میں جانے سے پہلے دوبارہ انکوائری کرائی اور مسئلہ کو حل کیا گیا۔

سماجی بہبود کے شعبے میں صوبہ خیبر پختونخوا کے سماجی بہبود کے ڈائریکٹر اور سیکرٹری سے ملاقاتیں کیں، مسائل پر بات کی، کام کو بہتر بنانے کے لیے تجاویز پیش کیں۔ فاٹا اور کشمیر میں نابینا افراد کے لیے ادارے نہیں ہیں۔ اس پر نابینا افراد کی جانب سے ایک خط موصول ہوا اس مسئلہ کو اہمیت دیتے ہوئے محترمہ رضیہ عزیز صاحبہ نے وزیر سماجی بہبود کو خط لکھا اور اسمبلی میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی۔ پشاور میں معذور افراد کے ادارے کا دورہ کیا اور وہاں کے مسائل اور ضروریات کی تفصیل وزیر سماجی بہبود کو پیش کی۔

قائمہ کمیٹیوں میں کارکردگی

قائمہ کمیٹی برائے پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ

جماعتِ اسلامی کی اراکین پارلیمنٹ نے ہمیشہ اس بات کا احساس کیا ہے کہ قومی اسمبلی کے اجلاسوں اور کمیٹی میٹنگز میں عوام کا بے تحاشہ پیسہ صَرف ہوتا ہے، اس بات کا احساس

کرتے ہوئے محترمہ رضیہ عزیز صاحبہ مکمل تیاری کے ساتھ کمیٹی کے اجلاسوں میں شرکت کرتی تھیں۔ اس کمیٹی کی ممبر ہوتے ہوئے انہوں نے ہائی وے سے متعلق اس شعبے کی بہتری کے لیے تجاویز دیں۔ پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ (P.W.D) کی کارکردگی پر تجاویز اور مشورے دیے۔ Shedule of rates سے متعلق تجویز دی گئی کہ آئٹم کی بنیاد پر rates طے کیے جائیں جو تسلیم کر لی گئی۔ کالا باغ ڈیم کے حوالے سے مسائل پر چیئرمین واپڈا سے تفصیلی بات کی اور تجاویز پیش کیں۔ پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف اکنامک ڈیولپمنٹ کے قیام سے متعلق بِل میں دس ترامیم پیش کی گئیں جو منظور ہوئیں۔ پلاننگ اور ڈیولپمنٹ کے حوالے سے اس کمیٹی میں مختلف تجاویز دی گئیں جنہیں سراہا گیا اور مختلف امور پر سوالات کیے۔ انہوں نے گومل ڈیم پر Delay کا سختی سے نوٹس لینے کا مطالبہ کیا، اس کے علاوہ بھاری گاڑیوں کی آمدورفت سے اربوں روپے سے تعمیر کردہ سڑک کی ٹوٹ پھوٹ کو بچانے کے لیے وزن کرنے والے مشین لگانے کا مطالبہ کیا جو منظور بھی ہوا اور اس پر عملدرآمد بھی ہوا۔

قائمہ کمیٹی برائے ڈیفنس پروڈکشن

محترمہ رضیہ عزیز صاحبہ زمینی حقائق کا جائزہ لینے کے بعد تجاویز دیتی تھیں۔ انہوں نے کامرہ بیس کا دورہ کیا اور اہم امور پر تجاویز دیں۔ ایٹمی پروگرام سے متعلق ایک یادداشت جرنل قدوائی کو پیش کی۔

محترمہ رضیہ عزیز صاحبہ بجٹ اجلاسوں میں بھی بھرپور حصہ لیتی تھیں، بجٹ اجلاس میں تقاریر بھی کرتی تھیں اور بحث میں بھی بھرپور حصہ لیتی تھیں۔ کٹ موشنز جمع کرائے اور فنانس بِل میں ترامیم بھی پیش کیں۔ انہوں نے ایوان میں فعال کردار ادا کیا۔ بجٹ پر گہری نظر اور حکومتی پالیسیز کے مضمرات کو بہت باریک بینی سے سمجھنے کے بعد عملی تجاویز دیں۔ ایوان میں ہونے والی صدر پاکستان کی تقریر پر جوابی تقریر کی۔ ضمنی سوالات بھی کیے، ڈیساسٹر مینجمنٹ بِل مسترد ہونے پر دو پریس کانفرنسز کیں۔ یہ بِل انتہائی اہمیت کا حامل تھا چونکہ اپوزیشن کی جانب سے پیش کیا گیا تھا اس بناء پر مسترد کر دیا گیا۔ اپوزیشن میں بیٹھ کر کسی بِل کو پاس کروانا

تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔مشرف دَور کی اس اسمبلی نے اپوزیشن کو یکسر نظر انداز کیا ہوا تھا۔ان سب کے باوجود جماعتِ اسلامی کی خواتین اراکین پارلیمنٹ نے قوم کی بے لوث خدمت کی اور عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ڈیزاسٹر مینجمنٹ بِل انتہائی اہم تھا اور اس کی اہمیت کا اندازہ اس طرح لگایا جاسکتا ہے کہ رضیہ عزیز صاحبہ کی اس کاوش کو حکومت نے اپنے نام سے منسوب کرلیا۔رضیہ عزیز صاحبہ کا پیش کردہ بِل حکومت نے اپنے نام سے پیش کر کے منظور کرلیا۔

رضیہ عزیز صاحبہ نے ڈیفنس کمیٹی میں رہتے ہوئے دو اہم فیصلوں میں مرکزی کردار ادا کیا، ان کے زور دینے پر 25 اسٹوڈنٹس کو ٹریننگ پر بھیجا گیا اور جہاز F-16 خود بنانے کی ٹیکنالوجی حاصل کی گئی۔اسلحہ انڈسٹری کو فروغ دینے کے لیے اسلحہ کی نمائش لگانے کا مطالبہ کیا جو منظور کرلیا گیا اور اسلحہ کی کامیاب نمائش بھی لگائی گئی۔رضیہ عزیز صاحبہ نے اسمبلی اور اسمبلی سے باہر منفرد کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور ان کی کارکردگی کو مؤثر طبقہ میں کافی سراہا گیا۔

محترمہ بلقیس سیف

بلقیس سیف صاحبہ بلوچستان سے قومی اسمبلی کے لیے مخصوص نشست این اے 332 سے قومی اسمبلی کی رکنیت کے لیے نامزد کی گئیں۔ان کا تعلق کوئٹہ سے ہے اور بلوچستان یونیورسٹی سے اسلامک اسٹڈیز میں پوسٹ گریجویٹ کی ڈگری حاصل کی۔ویمن ایڈ ٹرسٹ کوئٹہ اور ایجوکیشن اینڈ ویلفیئر سوسائٹی کی صدر ہیں۔اس کے علاوہ ورکنگ ویمن ویلفیئر آرگنائزیشن کی ممبر رہیں۔قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے انفارمیشن ٹیکنالوجی اور ٹیلی کمیونکیشن سے منسلک تھیں۔دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والی بلقیس سیف قومی اسمبلی کے ایوان میں فعال کردار ادا کرتی رہیں۔

سوالات	765
تحاریکِ التواء	100
تحاریکِ استحقاق	X
قراردادیں	105
توجہ دلاؤ نوٹسز	45
بلز/ ترمیمی بلز	1
بلز میں ترامیم	X

قومی اسمبلی میں کارکردگی

پانچ سال کے دوران محترمہ بلقیس سیف نے 765 سوالات جمع کروائے۔سوالات کے ذریعے جہاں حکومتی کارکردگی کی طرف توجہ دلائی گئی اور معلومات حاصل کی گئیں، وہاں

اس ذریعے کو کئی ایسی تجاویز پیش کرنے کے لیے بھی استعمال کیا گیا جن کی طرف اس سے قبل مقتدر حلقے مناسب توجہ دینے میں ناکام رہے تھے۔اس حوالے سے خواتین سے متعلق امور، بالخصوص بلوچستان میں خواتین کے لیے عمومی تعلیم کے لیے مواقع اور میڈیکل کالج کا قیام، مخلوط تعلیمی عمل میں خواتین کے لیے موجود مشکلات، نظام و نصاب تعلیم کی خامیاں، خصوصی بچوں کی تعلیم، مختلف مصنوعات بالخصوص پیٹرولیم مصنوعات پر بے تحاشہ ٹیکس لگانے کی حکمت عملی، بلوچستان اور پورے ملک میں انڈسٹری کی ترقی، ملازمین کے مسائل، ریلوے کی کارکردگی، پانی کی عدم فراہمی، بیت المال کے مسائل، سرکاری اساتذہ کو درپیش صورتحال جیسے امور اہم رہے۔اگرچہ عمومی رجحان کے مطابق یہ سوالات صدا بصحرا ثابت ہوئے، لیکن بعض صورتوں میں ان کے مثبت نتائج بھی نظر آئے۔ان میں خاص طور پر زلزلہ زدہ علاقوں میں زرعی قرضے معاف کرنے اور زلزلہ زدگان کی امداد پہلے سے اعلان کردہ پچیس ہزار روپے فی خاندان کی رقم کو بڑھا کر ایک لاکھ پچھتر ہزار (1,75,000) روپے کرنے کا اعلان کیا گیا۔اسی طرح خصوصی افراد کے تعلیمی اداروں کی تعداد اور معیار میں اضافے کا یقین دلایا گیا اور قومی اداروں کی مایوس کن کارکردگی متعدد مرتبہ ایوان میں بحث کا موضوع بنی۔

اسی طرح 45 توجہ مبذول کرانے کے نوٹسز کے ذریعے بلقیس سیف صاحبہ نے جن مسائل کی نشاندہی کی، ان میں خواتین کے خلاف جرائم، میڈیا کے ہاتھوں خواتین کے استحصال، خواتین کے لیے ٹرانسپورٹ کے بہتر انتظامات اور جائے ملازمت پر بچوں کی نگہداشت کے مراکز کے قیام جیسے امور کے علاوہ مہنگائی، میڈیکل کی ناکافی سہولیات، لاپتا افراد، کرپشن، میرٹ کی خلاف ورزی، قومی حادثات، بلوچستان میں خشک سالی، پیٹرول کی قیمت میں اضافہ، چینی کا بحران، پی آئی اے کے ملازمین کا مسئلہ، ماحول کا تحفظ، صاف پانی کی فراہمی اور توہینِ رسالت و قرآن کے واقعات شامل ہیں۔اسی طرح بلوچستان میں پانی کے مسائل کے حل کی طرف پیش رفت میں ان نوٹسز نے بھی اہم کردار ادا کیا۔کوئٹہ میں واٹر سپلائی کا نظام اور پانی کے نئے قابل استعمال کی دریافت بھی انہی اقدامات کا حصہ تھے۔

محترمہ بلقیس سیف نے تحاریک التواء کو بروقت اور مؤثر انداز میں استعمال کیا اور قومی

نوعیت کے ان تمام مسائل کو زیر بحث لانے کی بھرپور کوشش کی جن کے حوالے سے ملک کے اہم ترین پالیسی ساز ادارے کی مجموعی سوچ اور قومی لائحہ عمل کو فطری طور پر زیادہ توجہ ملی، جن میں گوادر کی زمین کی غیر منصفانہ تقسیم، بلوچستان میں فوج کشی، امن و امان اور سلامتی کی صورتحال، قومی مالیاتی ایوارڈ (N.F.C) میں بلوچستان کی رائلٹی، زرعی قرضے، صوبے میں خشک سالی اور سیلاب کی آفات وغیرہ شامل رہے۔اس کے علاوہ قومی و بین الاقوامی نوعیت کے موضوعات مثلاً افغانستان پر امریکا اور اس کے حلیف ممالک کا حملہ، امریکی جنگ میں پاکستان کا کردار، ڈرون حملے، سانحہ نشتر پارک کراچی سمیت علماء کو نشانہ بنانے کی کارروائیاں، سانحہ لال مسجد و جامعہ حفصہ، صحافیوں کی سلامتی اور صحت و تعلیم کی ناقص صورتحال بھی ان موضوعات کی فہرست میں شامل ہیں جنہیں بلقیس سیف نے تحاریکِ التواء کے ذریعے اجاگر کرنے کی جدوجہد کی، ان کی پیش کردہ تحاریکِ التواء کی کُل تعداد 100 رہی۔

اسی طرح اہم قومی مسائل کو اجاگر کرنے اور ان کو حل کرنے کے لیے مثبت تجاویز دینے کا ایک ذریعہ قراردادیں بھی ہیں، بلقیس سیف صاحبہ نے 105 قراردادیں جمع کروائیں جن کے موضوعات زندگی کے تقریباً تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہیں۔ان میں سے یکساں تعلیمی نظام، عربی اور اردو زبان کی ترویج، مہنگائی اور بے روزگاری کا خاتمہ، آئین اور قانون پر عملدرآمد کو یقینی بنانا، امن و امان کی صورتحال، دیہی علاقوں میں صحت وصفائی کی سہولیات کی فراہمی سے متعلق قراردادیں ایوان میں زیر بحث آئیں۔ان میں سے ہر موضوع پر ایوان کے مختلف اراکین نے اظہارِ خیال کیا اور حکومت نے مسائل کے حل کی پیش رفت کا وعدہ کیا۔

پتنگ بازی میں دھاتی ڈور کے استعمال اور پتنگ بازی و بسنت سے وابستہ قباحتوں اور انسانی جانوں کے ضیاع نے ملک بھر میں بے چینی پیدا کی اور اس پر قابو پانے کی مختلف صورتیں ناکام رہیں تو بلقیس سیف صاحبہ نے پتنگ بازی کے امتناع کا ایک جامع بل قومی اسمبلی میں پیش کیا جس میں اس عمل کے مختلف پہلوؤں کے حوالے سے جامع و مؤثر تجاویز پیش کیں۔اس کے علاوہ بلقیس سیف صاحبہ دیگر کئی بلز میں شریک رہیں۔

مختلف شعبہ جات سے متعلق کارکردگی

بلقیس سیف صاحبہ کی اب تک پیش کی گئی کارکردگی سے واضح ہوتا ہے کہ اگرچہ ان کی دلچسپی قومی و بین الاقوامی امور میں بھی موجود تھی، لیکن انہوں نے بلوچستان کی تعمیر و ترقی کو اپنا خصوصی ہدف بنا رکھا تھا۔ اس حوالے سے مختلف محکموں اور اداروں سے ان کے براہِ راست رابطے اور جہدِ مسلسل جاری رہی۔ ان کے نزدیک خواتین کا اہم ترین مسئلہ ان کی صحت ہے۔ اس لیے بلقیس سیف صاحبہ نے اس جانب خصوصی توجہ دی۔ کوئٹہ کے سول اسپتال میں سرجری کے لیے درکار بنیادی آلات کی فراہمی کے ساتھ ساتھ غریب مریضوں کو دواؤں کی مفت فراہمی کے لیے ثمر آور کوششیں کی گئیں۔ ہیپا ٹائٹس سی (کالا یرقان) کے مریضوں کے مفت علاج کے لیے جاری مہم میں براہ راست حصہ لیا اور وزیر صحت سے ملاقات کر کے اس جانب توجہ دلائی۔ ان کوششوں کے نتیجے میں حکومت نے ہیپا ٹائٹس کے علاج معالجے کے لیے خصوصی اقدامات کیے۔ اسی طرح ایڈز کے موذی مرض سے تحفظ اور بچاؤ کے تربیتی کورسز کے شرکاء اور منتظمین سے ملاقاتیں کیں۔ عملی مسائل سے آگاہ کیا۔ انہوں نے ہر سطح پر اس جانب بھی توجہ دلائی کہ اس مرض و دیگر جسمانی و اخلاقی امراض کی اصل وجہ وہ ثقافت اور طرزِ معاشرت ہے جس میں نہ صرف ہوس کو کئی طرح سے بڑھایا جا رہا ہے، بلکہ مذہبی اور معاشرتی اقدار سے تجاوز کرتے ہوئے مرد و زن کے اختلاط کے زیادہ سے زیادہ مواقع بھی فراہم کیے جا رہے ہیں۔ خواتین کی صحت کو بلقیس سیف صاحبہ کی تقاریر اور گفتگوؤں میں بھی نمایاں حیثیت حاصل رہی۔

اسی طرح سماجی بہبود کے ادارے بھی محترمہ بلقیس سیف کی خصوصی توجہ کا مرکز رہے۔ انہوں نے نادار اور حالات سے مجبور خواتین کے لیے قائم سماجی بہبود کے مختلف اداروں کا دورہ کیا۔ ان میں درکار سہولیات، خاص طور پر اساتذہ کی تعیناتی کی طرف توجہ دلائی۔ مختلف اداروں کی حالتِ زار کی طرف متعلقہ وزیر کو متوجہ کیا، بیت المال کے ذمہ داران سے ملاقاتیں کر کے انہیں اس جانب بھی متوجہ کیا کہ وہ کسی خاتون کا وظیفہ محض بیوہ ہونے کی بنیاد پر مقرر نہ کریں، بلکہ ہر طرح کی غریب اور بے کس خواتین کو مناسب پڑتال کے بعد امداد کی

فراہمی کا اہتمام کریں۔ بلقیس سیف صاحبہ نے خواتین کی جیل اور حوالات کے دورے بھی کیے اور ان کے ماحول اور سہولیات کی عدم دستیابی پر آواز اٹھائی۔ انہوں نے ڈسٹرکٹ جیل کوئٹہ میں خواتین کی اپنے عزیزوں سے ملاقات کے بہتر اور محفوظ ماحول کے لیے الگ میٹنگ روم بھی تعمیر کروایا۔

خصوصی افراد کے لیے بلوچستان میں قائم اداروں کی تعداد اور معیار میں اضافے اور ان کے لیے ملازمتوں میں مقررہ کوٹہ بڑھانے کے ساتھ ساتھ انہوں نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ اعلیٰ تعلیمی قابلیت کے حامل خصوصی افراد کو تلاش کر کے انہیں مناسب ملازمتیں آفر کی جائیں۔

بلوچستان میں زرعی شعبے کی ترقی اور سیلاب و خشک سالی کے بعد اس کی بحالی کے لیے بھی بلقیس سیف صاحبہ کی کوششیں قابل ذکر ہیں۔ انہوں نے متاثرہ کسانوں کی بھرپور نمائندگی کرتے ہوئے ان کے لیے خصوصی پیکج اور مراعات کا مطالبہ کیا۔ بلوچستان میں پھلوں کی پیداوار بڑھانے اور اس شعبے کو مستحکم بنیادوں پر پھلوں کو محفوظ بنانے اور باقاعدہ پیکنگ کے بعد برآمدات کے لیے درکار ڈھانچہ (Infrastructure) اور سہولیات فراہم کرنے کا مطالبہ بھی ان کی تجاویز میں بار بار دہرایا گیا۔

مزدوروں اور ملازمت پیشہ افراد کے حقوق کے لیے آواز بلند کرتے ہوئے محترمہ بلقیس سیف نے کم از کم تنخواہ کو ایک تولہ سونے کے برابر کرنے کی تجویز دی تاکہ مزدوروں کی تنخواہ میں مہنگائی کے تناسب سے اضافہ ہوتا رہے۔ اسی طرح انہوں نے ملازمت پیشہ خواتین کے لیے مناسب اوقاتِ کار، ذرائع آمدورفت اور جائے ملازمت پر بچوں کی نگہداشت کے مراکز کے قیام پر زور دیا۔

دیگر اراکین کی طرح تعلیم، مذہبی امور اور حج بلقیس سیف صاحبہ کی ترجیحات میں بھی شامل رہے۔ انہوں نے مختلف تعلیمی اداروں کے دورے کیے اور ان کی حالتِ زار کی طرف متعلقہ افراد اور اداروں کی توجہ دلائی۔ حج کرایوں میں کمی اور حج سے متعلق امور میں شفافیت کے لیے انہوں نے ہر ممکن کوشش کی۔

مجالسِ قائمہ میں کارکردگی

محترمہ بلقیس سیف انفارمیشن ٹیکنالوجی اور ہاؤسنگ اینڈ ورکس سے متعلق مجالسِ قائمہ کی رکن تھیں۔

انفارمیشن ٹیکنالوجی کی اسٹینڈنگ کمیٹی کی رکن کی حیثیت سے جہاں انہوں نے پی ٹی سی ایل، سی ٹی آئی اور ٹی آئی پی جیسے اہم قومی اداروں کی نجکاری اور اس کے لیے اختیار کیے گئے غیر شفاف عمل پر سخت ردِعمل اپنایا اور مسلسل احتجاج کیا، وہاں وزارتِ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے تحت مختلف اداروں کے ملازمین کے حقوق کے لیے بھی ہر ممکن کوشش کی اور ان اداروں میں بدعنوانی، اقرباپروری اور بے قاعدگیوں کا پردہ چاک کیا۔ جناح ایونیو پر فحش اشتہارات لگنے پر قائمہ کمیٹی میں بات کی اور ان فحش اشتہارات کو جناح ایونیو سے ہٹوا دیا گیا جو فحاشی اور عریانیت کا باعث بن رہے تھے۔

ہاؤسنگ اور ورکس کی قائمہ کمیٹی میں فعال کردار ادا کرتے ہوئے محترمہ بلقیس سیف نے اساتذہ کے لیے مکان کے کرائے کی تنخواہ کے ساتھ ادائیگی، سرکاری ملازمین کے ہاؤسنگ رینٹ الاؤنس میں اضافے اور کم لاگت کے فلیٹس تیار کر کے مالکانہ حقوق کے ساتھ ملازمین کو قسطوں پر فراہم کرنے کی تجویز پیش کی اور دیگر ارکان کی مدد سے انہیں منظور کروایا۔ اسلام آباد میں سرکاری ملازمین کے لیے تعمیر شدہ مکانات میں سے ایک بڑی تعداد غیر متعلقہ عناصر کے قبضے میں ہے، ان مکانات کو واگزار کروانے اور مستحق ملازمین کو سرکاری مکان کی سہولت کی فراہمی کے لیے بلقیس سیف صاحبہ کی تجویز کو منظور کیا گیا۔

بلقیس سیف صاحبہ کی تجویز پر فیڈرل لاجز اور ایم پی اے ہاسٹلز کے کرایوں میں اضافہ کیا گیا۔ سرکاری منصوبہ جات کی رفتار اور شفافیت برقرار رکھنے کے لیے انہوں نے مختلف منصوبوں پر مسلسل نظر رکھی اور بروقت اور معیاری کام نہ کرنے پر جرمانے اور لائسنس کینسل کرنے کا مطالبہ کیا۔ دورانِ ملازمت وفات پا جانے والے سرکاری ملازمین کی بیواؤں یا اولاد میں سے کسی ایک کو ملازمت فراہم کرنے کی پالیسی میں بھی بلقیس سیف صاحبہ کی کوششیں شامل رہیں۔

محترمہ جمیلہ احمد

جمیلہ احمد صوبہ خیبر پختونخوا سے خواتین کے لیے مخصوص نشست این اے 326 سے قومی اسمبلی کی رکن تھیں۔ پاکستان کے سب سے بڑے صوبے بلوچستان کے شہر کوئٹہ میں پیدا ہوئیں اور کوئٹہ گورنمنٹ گرلز کالج سے بی اے کیا۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد ازدواجی زندگی کا آغاز سوات سے کیا۔

جماعتِ اسلامی سے تعلق رکھنے والی خواتین رکنِ پارلیمنٹ کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ وہ تعلیمی میدان میں بھی کسی سے کم نہیں تھیں۔ محترمہ جمیلہ احمد نے گرلز کالج کوئٹہ سے حسنِ کارکردگی ایوارڈ بھی حاصل کیا تھا۔ 38 سال کی عمر میں رکنِ پارلیمنٹ بن گئیں، لہٰذا ینگ پارلیمنٹرین فورم کی ممبر بھی رہیں۔ جمیلہ احمد صاحبہ نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں میں فعال رہیں۔ وہ ایجوکیشنل ویلفیئر سوسائٹی کی نائب صدر رہیں اور کوہستان ڈویلپمنٹ پروجیکٹ کی نائب صدر رہ چکی ہیں۔

جمیلہ احمد صاحبہ کو قومی اسمبلی کی دو قائمہ کمیٹیوں کی رکنیت حاصل تھی۔ قائمہ کمیٹی برائے اقلیت اور قائمہ کمیٹی برائے ویمن ڈویلپمنٹ سوشل ویلفیئر اور اسپیشل ایجوکیشن۔

سوالات	609
تحاریکِ التواء	87
تحاریکِ استحقاق	1
قراردادیں	335
توجہ دلاؤ نوٹسز	69
بلز/ ترمیمی بلز	2
بلز میں ترامیم	X

قومی اسمبلی میں کارکردگی

محترمہ جمیلہ احمد نے اسمبلی کی رکنیت کے دوران کُل 609 سوالات جمع کروائے جومختلف موضوعات سے تعلق رکھتے تھے۔ان میں جہاں خواتین کے مسائل،قومی سوچ اور ثقافتی اقدار میں تبدیلی کی کوششیں اور غیر اسلامی فرسودہ روایات شامل تھیں وہاں تعلیم،سماجی بہبود،صحت، مہنگائی اور خارجہ پالیسی جیسےقومی معاملات بھی موجود تھے۔اس کے علاوہ انہوں نے سوالات کے ذریعے مختلف علاقوں کے عوام کو درپیش مسائل،ترقیاتی عمل اور حکومتی شعبہ جات کی کارکردگی کوبھی زیر بحث لانے اوران کی طرف توجہ دلانے کے لیے سوالات کواستعمال کیا۔جمیلہ احمد نے نہ صرف خواتین سے متعلقہ امور پرتوجہ مبذول کروائی، بلکہ دیگر اہم توجہ طلب مسائل کی طرف بھی پیش قدمی کی۔انہوں نے نہ صرف خواتین منسٹری سے متعلق بلکہ تمام منسٹریز سے متعلق سوالات کیے جن میں ترقیاتی اسکیمیں،تعلیم، بیت المال،معذوروں کی بہبود،سڑکوں کی تعمیر،پانی،صحت،خارجہ پالیسی،سیف گیمز وغیرہ سے متعلق سوالات اٹھائے۔

اسی طرح جمیلہ احمد صاحبہ کے جمع کرائے گئے توجہ مبذول کرانے کے نوٹسز کی تعداد 69 رہی۔ان میں تحفظِ ناموسِ رسالت،لال مسجد آپریشن،زلزلہ زدگان کے مسائل،آٹے اور چینی کا بحران،مہنگائی،فحاشی،عریانی،مالاکنڈ روڈ کی تعمیر اور دیگر اہم قومی وعوامی مسائل کواجاگر کیا گیا۔

ایسے واقعات جوفوری اورعوامی اہمیت کے حامل تھے اور جن کے لیے ایوان کی فوری توجہ ضروری تھی انہیں تحریکِ التواء کے ذریعے سامنے لانے کی کوشش کی گئی۔محترمہ جمیلہ احمد کی طرف سے 87 مختلف واقعات کے حوالے سے تحریکِ التواء جمع کرائی گئیں۔ان امور میں مختلف دہشت گردی کے واقعات،نواب اکبر بگٹی کی شہادت، مدارس ومساجد کے خلاف حکومتی کارروائی، 12 مئی 2007ء کے سانحہ کراچی سمیت اہم قومی مسائل،مسجد اقصیٰ کی کھدائی،توہین آمیز خاکوں کے ذریعے شانِ رسالت مآبؐ میں گستاخی جیسے بین الاقوامی امور اور مقامی نوعیت کے اہم مسائل شامل تھے۔

ایوان میں جمیلہ احمد صاحبہ کی جمع کرائی گئی قراردادوں کی کُل تعداد 335 رہی،جن میں خواتین کی بہبود،سوات کے مقامی مسائل اور زلزلہ زدگان کے مسائل سرفہرست رہے۔

محترمہ جمیلہ احمد نے مجموعۂ ضابطہ دیوانی 1908ء میں ترمیم کا بل 2006ء قومی اسمبلی

میں جمع کرایا۔اس بِل میں نہ صرف سود کے گناہِ عظیم سے چھٹکارے کے لیے قانون سازی کی کوشش کی گئی ہے بلکہ شریعت مطہرہ کے مطابق متبادل اور قابل عمل صورت بھی متعین کردی گئی ہے۔آپ نے بجٹ اجلاسوں میں بھی باقاعدہ شرکت کی۔ بجٹ پر تقاریر کیں اور بڑھتی ہوئی مہنگائی پر قابو پانے کے لیے مفید مشورے اور تجاویز بھی دیں۔

مختلف شعبہ جات سے متعلق کارکردگی

محترمہ جمیلہ احمد جماعتِ اسلامی کی خواتین ارکان پارلیمنٹ کی معاونت کے لیے قائم کردہ سیکریٹریٹ کی نگراں بھی تھیں اور ان کے فرائض میں ملک بھر سے موصول شدہ درخواستوں کووصول کرنا،ان کے حوالے سے ممکنہ کارروائی کے لیے متعلقہ فرد تک پہنچانا،تمام اراکین کے پارلیمانی امور میں معاونت اوراس کا ریکارڈ رکھنے کا اہتمام شامل تھا۔

اس کے باوجود جن شعبوں پر جمیلہ احمد صاحبہ ذاتی توجہ دے پائیں ان میں مذہبی امور، حج اور اقلیتی امور سرفہرست ہیں۔انہوں نے جہاں متعدد عازمینِ حج کو ذاتی کاوشوں کے نتیجے میں حج پر بھیجا وہاں بہت سے دوسروں کو دفتری امور اور سرکاری پیچیدگیوں کے حوالے سے رہنمائی اور معاونت فراہم کی۔اسی طرح مختلف اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے متعدد افراد کی درخواستیں وظائف کے اجراء کے لیے متعلقہ شعبے میں بھجوائیں۔

اپنی دیگر ساتھی اراکین کی طرح تعلیم محترمہ جمیلہ احمد کی بھی دلچسپی کا موضوع رہی۔ انہوں نے سوات کے مختلف اسکولز کا دورہ کیا اور متعدد اسکولز کوفرنیچر فراہم کرنے کے علاوہ کئی اداروں میں خواتین اساتذہ کا انتظام بھی کروایا،سوات کے گرلز اور بوائز کالجز کی نشستوں میں اضافہ کروایا اور کئی طلبہ وطالبات کے تعلیمی مسائل حل کرنے میں بھی مدد دی۔

اپنی بے لوث اور انتھک محنت کے نتیجے میں جمیلہ احمد صاحبہ نے کئی مزدوروں اور ملازمین کوبھی ان کے حقوق دلوائے۔کئی افراد کوان کی ملازمتوں پر بحال کروایا، مستحق افراد کو بیت المال سے مدد دلوائی،خواتین اساتذہ کوقریب کے تعلیمی اداروں میں نوکریوں پر بحال کروایا، صحت کے شعبے میں خواتین کو ملازمتیں دلوائیں اور نادار افراد کے علاج معالجے کے لیے اخراجات فراہم کرنے میں مدد کی۔اسی عرصے کے دوران جب سوات کے بعض علاقوں میں

باؤلے کتوں کے کاٹنے سے کئی گھرانے متاثر ہوئے تو جمیلہ احمد صاحبہ ہی کی کوششوں سے مطلوبہ ویکسین کا فوری انتظام ہوسکا۔ ان کی خدمات میں متعدد افراد کو بیرونِ ملک ملازمت دلوانا، ریٹائرڈ فوجیوں کے مسائل حل کروانا، معذوروں کے لیے ماہانہ وظائف کا اہتمام کروانا بھی شامل ہے۔ سوات کے مواصلاتی نظام کو جدید خطوط پر استوار کرنے کے لیے سوات بحرین میں وائرلیس سسٹم اسلام آباد سے فوری شروع کروایا گیا۔

گویا جمیلہ احمد صاحبہ نے اپنے لیے انفرادی عوامی مسائل کے حل کا میدان چُنا اور مسلسل محنت سے بالآخر ان میں سے متعدد کو حل بھی کروایا۔

قائمہ کمیٹی میں کارکردگی

محترمہ جمیلہ احمد اقلیتوں اور ترقیٔ خواتین سے متعلق مجالسِ قائمہ کی رکن رہیں۔ ان دونوں شعبوں کے حوالے سے بھی جمیلہ احمد صاحبہ نے بھرپور کردار ادا کیا اور اقلیتوں اور خواتین کو درپیش مسائل کو نہ صرف اجاگر کیا، بلکہ ان کے لیے عملی جدوجہد بھی کی۔ ان میں سے بعض کا تذکرہ آچکا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے اقلیتوں کے وظائف کی تقسیم میں بدعنوانی پر آواز اٹھائی اور سوات میں ویمن سینٹر کے قیام کی جدوجہد کی۔ انہوں نے خاص طور پر مصیبت زدہ خواتین کے لیے قائم کرائسس سینٹرز کی طرف توجہ دی اور مختلف مراکز کا دورہ کر کے ان کے طریقہ کار، ماحول اور حکمتِ عملی کو بہتر بنانے کے لیے کوششیں کیں۔ خاص طور پر اسلام آباد کے کرائسس سینٹر میں درسِ قرآن کی پندرہ روزہ نشست کا اہتمام کرایا تاکہ حالات کی ستم ظریفی کا شکار خواتین کو نہ صرف اطمینانِ قلب نصیب ہو بلکہ زندگی کا درست لائحہ عمل بھی معلوم ہو۔

آپ نے بطور ممبر قومی اسمبلی نیشنل ڈیفنس کالج میں چھ ہفتوں کی ورکشاپ مکمل کی۔ جماعتِ اسلامی کی خواتین رکنِ پارلیمنٹ نے احساسِ ذمہ داری کا مظاہرہ کیا اور پارلیمنٹ کے تمام اجلاسوں میں شرکت کی۔

جماعتِ اسلامی کے عمومی مزاج اور تربیت کے مطابق ہر جگہ دین کی حقانیت کو بیان کرنا اور اس مقصد کے لیے اپنے کردار و عمل کے علاوہ اسلامک لٹریچر کو ہتھیار بنانا، جمیلہ احمد صاحبہ کی جدوجہد کا بھی لازمی حصہ رہا۔

جماعتِ اسلامی خواتین اراکینِ صوبائی اسمبلی

(2002 - 2007)

صوبہ پنجاب	محترمہ طاہرہ منیر
صوبہ سندھ	محترمہ کلثوم نظامانی
صوبہ بلوچستان	محترمہ ثمینہ سعید
صوبہ خیبر پختونخوا	محترمہ شگفتہ ناز
	محترمہ زبیدہ اقبال
	محترمہ صابرہ شاکر
	محترمہ آفتاب شبیر
	محترمہ فوزیہ فرخ
	محترمہ نرگس زین

پنجاب اسمبلی

محترمہ طاہرہ منیر

تعارف:

محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ خواتین کی مخصوص نشستوں پر ممبر پنجاب اسمبلی منتخب ہوئیں۔ انہوں نے لاہور کالج برائے خواتین سے بی ایس سی کیا اور پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے انگلش کیا۔ محترمہ طاہرہ منیر سعودی عرب میں پاکستان انٹر سائنس کالج کی پرنسپل بھی رہ چکی ہیں۔ دیگر ذمہ داریوں میں لاہور کی نائب ناظمہ بھی رہ چکی ہیں۔

سوالات	219
تحاریکِ التواء	45
تحاریکِ استحقاق	10
قراردادیں	128
توجہ دلاؤ نوٹسز	39
بلز/ ترمیمی بلز	8
بلز میں ترامیم	4

پنجاب اسمبلی میں کارکردگی

بطور رکن صوبائی اسمبلی پانچ سالوں کے دوران طاہرہ منیر صاحبہ نے کُل 219 سوالات جمع کرائے۔ ان سوالات کا موضوع زیادہ تر معاشرے کے نظرانداز کردہ طبقہ کو بنایا گیا۔ خواتین کو درپیش مسائل کے بارے میں استفسارات کیے گئے۔ اہم ایشوز جنہیں سوالات کے ذریعہ اجاگر کیا گیا ان میں لوکل ٹرانسپورٹ اور خواتین کے مسائل، پنجاب اسمبلی کی

عمارت میں خواتین کے لیے علیحدہ کیفے ٹیریا کا قیام، اسلامی معاشرے کی اخلاقیات کو محفوظ رکھنے کے لیے اضلاع کے درمیان چلنے والی کوچز میں ٹی وی اور وی سی آر کے ذریعے انڈین فلمیں چلانے پر پابندی، چوک یتیم خانہ لاہور پر ٹریفک سگنلز کی تنصیب، اوور ہیڈ برج تعمیر کرنے سے متعلق اور فزیکل ٹریننگ انسٹرکٹرز کی خالی اسامیوں اور بھرتی سے متعلق تفصیل معلوم کرنا شامل ہے۔

اسی طرح محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ کے جمع کرائے گئے، توجہ مبذول کرانے کے نوٹسز کی تعداد 39 رہی۔ اہم ایشوز جن پر ایوان کو متوجہ کیا گیا، ان میں سبزہ زار لاہور میں چھ سالہ بچی کا قتل، مریدکے میں بچوں کے گردے نکال کر ان کا بے رحمانہ قتل، پنجروال لاہور کے 28 سالہ نوجوان کا بہیمانہ قتل، کمالیہ سینٹر میں امیدوار کا قتل، نوجوانوں، بچوں اور لڑکیوں کے قتل کی سنگین وارداتوں کی طرف ارکانِ اسمبلی کی توجہ مبذول کرائی۔

فوری اور عوامی اہمیت کے ایسے واقعات جن کے لیے ایوان کی فوری توجہ ضروری تھی، انہیں تحریکِ التواء کے ذریعے اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی۔ محترمہ طاہرہ منیر نے 45 تحاریکِ التواء جمع کرائیں، جن میں قومی مسائل کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی اور مقامی مسائل کو اجاگر کیا گیا۔ اہم قومی ایشوز میں نصابِ تعلیم میں تبدیلی، نماز کی ادائیگی کے طریقے کو نصاب سے خارج کرنے اور چھٹی جماعت کے طلبہ کو ہندو اور بودھ مت مذاہب کے بارے میں تعلیم دینے پر، فحش سی ڈیز کی فروخت کی روک تھام، میڈیا پر غیر اخلاقی اشتہارات، رمضان المبارک میں ٹی وی کا قبلہ درست کرنے پر، اشیائے ضروری کی قیمتوں میں اضافے اور جشن بہاراں کے نام پر پتنگ بازی میں قیمتی جانوں کے ضیاع جیسے اہم موضوعات شامل کیے۔

بین الاقوامی مسائل بھی ان کی توجہ کا مرکز رہے۔ ان میں گوانتانا موبے کے سیاسی قیدیوں کے ساتھ ناروا سلوک اور رسولِ کریمؐ کی شان کے خلاف گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کو اجاگر کیا گیا۔ اہم مقامی مسائل میں ایف سی کالج کی نجکاری اور اسے امریکن چرچ کے حوالے کرنا، شیخوپورہ کی ارشاد بی بی کو بازار میں گھسیٹنے کا غیر انسانی واقعہ، پنجاب یونیورسٹی

کیمپس اور ہوسٹل کے درمیان نہر پر بنے پلوں کو مسمار کرنا، لاہور کالج یونیورسٹی میں کیٹ واک شو میں مردوں کا داخلہ اور بے حیائی، کاشتکار کی بیٹیوں سے سرِعام زیادتی کا واقعہ، لاہور میں ٹرکوں کی ہڑتال کے باعث مارکیٹوں میں اشیائے صَرف کی قلت کو تحریکِ التواء کے ذریعے اجاگر کیا گیا۔ ان موضوعات کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ طاہرہ منیر صاحبہ کا مرکزِ نگاہ صرف خواتین نہ تھیں، بلکہ خواتین کے ساتھ ساتھ معاشرے کے دیگر مسائل بھی ان کی توجہ کا مرکز تھے۔ ماحول کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کے لیے ان کی بے پناہ کوششیں نظرانداز نہیں کی جاسکتیں۔

پنجاب اسمبلی کے 5 سالوں کے دوران طاہرہ منیر صاحبہ نے کُل 10 تحاریکِ استحقاق جمع کروائیں۔ ان تحاریکِ کا مقصد ذاتی نہیں، بلکہ اجتماعی تھا اور قومی مفاد میں تحاریک پیش کی گئی تھیں۔ حکومت کی جانب سے مختلف سالانہ رپورٹس کو اسمبلی میں پیش کرنا لازمی ہوتا ہے ان رپورٹس کو اسمبلی میں پیش نہ کیے جانے پر طاہرہ منیر صاحبہ نے ایوان کے استحقاق میں یہ تحاریک پیش کیں ان میں Punjab Development of Cities act 1976 کے سیکشن 35 کے مطابق سالانہ رپورٹ برائے سال The principles of policy 2004 کی صوبائی سالانہ رپورٹ، The punjab office of ombudsman act 1997 کے تحت سالانہ رپورٹ سال 2003ء اور پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ برائے سال 2004ء اسمبلی میں پیش نہ ہونے پر تحاریکِ استحقاق جمع کرائی گئی۔

محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ نے پنجاب اسمبلی میں کُل 128 قراردادیں جمع کرائیں جن میں تمام تھانوں میں خواتین پولیس افسران کے تقرر کو یقینی بنانا، مقدمات اور فریقین میں صلح کے لیے لڑکیوں کو بدل کے طور پر دینے کی رسم ’’اگی‘‘ کے خاتمہ کے لیے قانون سازی کرنا، قومی شناختی کارڈ کے جلد اجراء، نوجوانوں میں ون ویلنگ کے رجحان کو ختم کرنے کے لیے قانون سازی کرنے، ڈبے میں پیک غیر معیاری دودھ پر پابندی لگانے اور پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کو آغا خان بورڈ کے تحت لانے کے منصوبہ کو موضوع بنایا گیا۔ طاہرہ منیر صاحبہ کا جذبہ صرف قراردادیں جمع کرانے تک محدود نہ تھا، بلکہ انہوں نے ان قراردادوں پر عملدرآمد کروانے

کے لیے بھی جدوجہد جاری رکھی۔ متعدد قراردادوں پر ایوان میں غور وفکر کے بعد باقاعدہ کارروائی بھی کی گئی۔ طاہرہ منیر کی پیش کردہ قراردادوں میں سے جو ایوان میں زیرِغور آئیں وہ یہ ہیں، قرآن پاک کی طباعت طے شدہ معیار کے مطابق کی جائے، غیر معیاری کاغذ پر طبع شدہ قرآن پاک کے نسخے بیرونِ ملک برآمد نہ کیے جائیں۔ یہ حکومت سابقہ حکومتوں کی طرز پر اراکین اسمبلی کو Justice of Peace نامزد کرے، اور اردو کو سرکاری زبان کی حیثیت دی جائے۔

قانون سازی کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ نے کُل 8 پرائیویٹ بلز پنجاب اسمبلی میں جمع کروائے۔ یہ بل زیادہ تر خواتین کی بہتری اور ان کے مفاد میں جمع کروائے گئے بل کے موضوعات کچھ اس طرح ہیں۔

- ☆ اردو کو سرکاری زبان کی حیثیت دینے کا بل
- ☆ خواتین کو حقِ وراثت سے متعلق خواتین کے تحفظ کا بل
- ☆ جہیز اور شادی کے تحائف پر پابندی کا بل
- ☆ خواتین صوبہ پنجاب کی بہبود وفلاح کا بل
- ☆ غیر اخلاقی اشتہارات کی ممانعت کا بل
- ☆ نادار اقرباء کی کفالت کا بل
- ☆ پتنگ بازی پر پابندی کا قانون وضع کرنے کا بل
- ☆ پبلک ٹرانسپورٹ میں خواتین مسافروں کے تحفظ کو یقینی بنانے کا بل

پبلک ٹرانسپورٹ کا بل ایوان میں بحث کے لیے پیش ہوا، لیکن وزیر قانون یہ کہہ کر رد کر دیا کہ خواتین کو پہلے ہی سہولتیں دی جارہی ہیں، بقیہ بل پیش کرنے کی اسپیکر نے اجازت نہیں دی۔

طاہرہ منیر صاحبہ کی جدوجہد صرف اپنے بلز جمع کرانے تک محدود نہ تھی، بلکہ حکومتی بلز پر بھی کڑی نگاہ رکھتی تھیں۔ انہوں نے 4 حکومتی بلز میں ترامیم پیش کیں جن میں نیو مری ڈیولپمنٹ اتھارٹی بل 2003ء میں ترمیم منظور کی گئی۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن بل

2003ء میں ترمیم کی سفارش کمیٹی کو بھیج دی گئی۔ پنجاب کنزیومر پروٹیکشن بل 2004ء میں پیش کی گئی ترمیم منظور کرلی گئی۔ طاہرہ منیر صاحبہ کا کوآپریٹو سوسائٹیز ترمیمی بل 2005ء ایجنڈے پر آیا، لیکن ڈسپوز آف کر دیا گیا۔

مختلف شعبہ جات سے متعلق کارکردگی:

جن شعبوں پر محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ نے ذاتی توجہ دی، ان کی بھی ایک طویل فہرست ہے۔

جماعتِ اسلامی کی اراکینِ اسمبلی قوم کی طرف سے دیے گئے مینڈیٹ کا بھرپور احترام کرتی تھیں۔ آرام وسکون کا خیال دل میں لائے بغیر کُل وقتی جدوجہد کا حصہ رہیں۔

مختلف شعبہ جات سے متعلق طاہرہ منیر صاحبہ کی کارکردگی کچھ اس طرح ہے۔

مذہبی امور

طاہرہ منیر صاحبہ کو اس بات کا مکمل احساس تھا کہ مذہب سے دوری معاشرے کو جرائم کی طرف لے جاتی ہے۔ انہوں نے معاشرے کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لیے ایوان میں تقاریر کیں اور جرائم میں کمی کے لیے یہ تجویز دی کہ مجرموں کو اسلامی قوانین کے مطابق سزائیں دی جائیں۔

تعلیم

اس شعبہ میں اہم ایشوز پر تحاریکِ التواء جمع کرائیں گئیں، جن میں طلبہ کو ہندو اور بودھ مت کی تعلیم دینے کے خلاف اور بچیوں کے لیے پرائمری تعلیم لازمی کرنے کے لیے اقدامات اٹھانے پر زور دیا۔ وزیرِاعلیٰ کے ایماء پر 9 سرکاری اسکولوں کا دورہ کیا اور وہاں اہم سہولیات کے فقدان پر رپورٹ تیار کرکے پنجاب کے تعلیمی سیکریٹریٹ میں جمع کروائی۔ انہوں نے تقاریر میں ایسے تعلیمی نصاب کی مذمت کی جو طلبہ میں حب الوطنی اور نظریۂ پاکستان کی اہمیت کو کم کرتا ہو، مزید یہ کہ انہوں نے کنٹریکٹ اساتذہ کو مستقل کرنے کے لیے تجویز پیش کی اور

سوالات کے ذریعے طالبات کے لیے نئے گرلز کالج کے قیام پر زور دیا گیا۔

مزدور اور ملازمت پیشہ افراد

طاہرہ منیر صاحبہ نے مزدور اور ملازمت پیشہ افراد کے حقوق کے لیے ایوان میں آواز اٹھائی۔ مزدوروں کی کم سے کم تنخواہ پانچ ہزار مقرر کرنے پر زور دیا۔ یاد رہے کہ اس دور میں مزدور انتہائی غربت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ محترمہ نے مزدوروں اور ملازمت پیشہ افراد کی تنخواہ بڑھانے کے ساتھ ساتھ ان کے کام کے لیے آسودہ اور خوشگوار ماحول فراہم کرنے کا بھی مطالبہ کیا۔ ملازمت پیشہ خواتین کے بچوں کے لیے جائز ملازمت پر چائلڈ کیئر سینٹر قائم کرنے اور خواتین کو ان کے گھروں سے قریب مقام پر ملازمت دینے کے لیے قرارداد جمع کروائی۔ اس کے علاوہ صوبے کے سرکاری ملازمین کو 750 روپے ماہانہ کمپیوٹر الاؤنس جلد از جلد دینے کے لیے اقدامات کرنے پر زور دیا۔

زراعت

طاہرہ منیر صاحبہ نے زراعت کے شعبے میں درپیش مسائل کے سلسلے میں اپنی تقاریر کے ذریعے ان کے حل کے لیے تجاویز پیش کیں۔ انہیں اس بات کا مکمل احساس تھا کہ پاکستان کے زرعی مسائل کو حل کیے بغیر ترقی ناممکن ہے۔ انہوں نے زراعت اور زراعت پر مبنی صنعتوں پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت پر زور دیا۔ کسانوں کو بجلی، کھاد، بیج اور ڈیزل رعایتی نرخوں پر فراہم کرنے، کھاد پر سبسڈی دینے کے بجائے کھاد کے کارخانے لگانے پر چھوٹ دینے کی سفارش کی اور بجلی کے نرخ کسانوں کے لیے نصف کرنے کی سفارش بھی کی۔ زراعت کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس کا بجٹ بڑھانے پر زور دیا اور زراعت کے لیے بمشکل 1.0% بجٹ رکھنے کی مذمت کی اور اسے بڑھانے کی سفارش کی۔ کسانوں کو بیج مافیا کے حوالے کرنے کی بھی مذمت کی۔

صحت

صحت جیسے بنیادی مسئلہ کے حل اور اس شعبہ کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے طاہرہ منیر صاحبہ نے مؤثر تجاویز پیش کیں اور اس ضمن میں سوالات بھی جمع کرائے۔ انہوں نے صحت کے بجٹ کو 3 گنا بڑھانے کا مطالبہ کیا اور اس بات پر زور دیا کہ اسپتالوں میں ڈاکٹرز کی کمی کو دور کرنے کے لیے فوری اقدامات کیے جائیں۔ دواؤں کی قیمتوں کو کم کیا جائے، جبکہ پڑوسی ممالک میں دوائیں سستی فراہم کی جاتی ہیں۔ طاہرہ منیر صاحبہ نے صحت کے حوالے سے اپنی قرارداد میں یہ تجویز دی ہے کہ اسپتالوں کے قیام اور مریضوں کو بہتر سہولیات فراہم کرنے کے لیے حکومت بیت المال میں مختص رقم کو استعمال کرے۔

سماجی بہبود، خصوصی افراد

انٹرنیشنل مینٹل ہیلتھ فاؤنڈیشن کی رپورٹ کے مطابق 2020ء تک ذہنی امراض، دل کی بیماری کے بعد سب سے زیادہ ہوں گے۔ اس رپورٹ کی روشنی میں طاہرہ منیر صاحبہ نے حکومتِ پنجاب کی توجہ اس جانب مبذول کرانے کے لیے سوالات جمع کرائے کہ آیا حکومت شہروں میں ذہنی امراض کے اسپتال کھولنے کے لیے تیار ہے؟ ایک قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ معذور طلبہ کے لیے بیت المال سے کم از کم 4% رقم و وظائف کی مد سے مختص کی جائے، اپنی تقریر میں انہوں نے زلزلہ سے متاثرہ افراد کی زبوں حالی کی طرف حکومت کی توجہ مبذول کروائی۔

طاہرہ منیر صاحبہ نے خواتین کی فلاح کا بل اسمبلی میں پیش کیا، جبکہ خواتین کی فلاح و ترقی کے لیے بجٹ میں مختص رقم ناکافی ہونے پر حکومت کی توجہ اس جانب مبذول کروائی۔

قائمہ کمیٹی میں کارکردگی

محترمہ طاہرہ منیر قائمہ کمیٹی برائے Excise & Taxation کی رکن رہی ہیں۔ جس کے چار سال میں صرف دو اجلاس ہوئے۔ پہلے اجلاس میں چیئرپرسن کا چناؤ جبکہ دوسرے

میں ایک بل پر غور کیا گیا جو پانچ مرلہ گھروں کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دینے کے لیے تھا، اس کی منظوری دی گئی۔

خصوصی کمیٹی برائے گھریلو تشدد بل

گھریلو تشدد کا بل جس خصوصی کمیٹی کو غور و خوص کے لیے بھیجا گیا۔ طاہرہ منیر صاحبہ اس کمیٹی کی ممبر بنائی گئیں۔ جماعتِ اسلامی کے تمام اراکین اسمبلی نے اس بل کی مخالفت کی۔ کیونکہ اس کی بعض شقیں آئینِ پاکستان سے متصادم تھیں۔ لہٰذا یہ بل مسترد ہو گیا اور دوبارہ ہاؤس میں پیش نہ ہو سکا۔

خصوصی کمیٹی برائے صحت

طاہرہ منیر صاحبہ صحت سے متعلق خصوصی کمیٹی کی ممبر بھی بنائی گئیں۔ میو اسپتال میں معصوم بچوں کے گردے نکالنے کے واقعہ کی تحقیق کے لیے بنائی گئی کمیٹی کی ممبر رہیں۔

بجٹ اجلاسوں میں کارکردگی

تمام بجٹ اجلاسوں میں طاہرہ منیر صاحبہ نے بھرپور شرکت کی۔ تقریباً 16 بجٹ تقاریر کیں اور اپنی تجاویز پیش کیں۔ جبکہ کُل 33 کٹ موشنز جمع کرائیں۔

پنجاب اسمبلی میں ممبران نے تقریباً 65 پرائیویٹ بلز پیش کیے، جن میں سے 50 بل اپوزیشن ارکان کے تھے۔ اکثریت کو حکومت نے مسترد کر دیا، بلکہ تقریباً 30 بلز ایوان میں متعارف کرنے کی اجازت ہی نہ دی۔ طاہرہ منیر صاحبہ نے خواتین سے متعلق بلز جمع کرائے جس میں صرف ایک بل ایجنڈا پر لایا گیا۔

اس صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے جبکہ حکومت اپوزیشن کی جانب سے کسی بل کو منظور کرنے کے حق میں نہ تھی، جماعتِ اسلامی کی خواتین نے اس ضمن میں اپنی کاوشیں جاری رکھیں اور قانون سازی کے عمل میں بھرپور کردار ادا کرتی رہیں۔

سندھ اسمبلی

محترمہ کلثوم نظامانی

کلثوم نظامانی صاحبہ انتخابات 2002ء میں خواتین کی مخصوص نشستوں پر رکن سندھ اسمبلی منتخب ہوئیں۔ ان کا تعلق حیدرآباد سندھ سے ہے۔ انہوں نے سندھ یونیورسٹی جامشورو سے ماس کمیونیکیشن میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی، ویمن ڈیولپمنٹ کمیٹی کی ممبر بھی رہ چکی ہیں۔

سوالات	1680
تحاریکِ التواء	48
تحاریکِ استحقاق	9
قراردادیں	35
توجہ دلاؤ نوٹسز	X
بلز/ ترمیمی بلز	6
بلز میں ترامیم	3

سندھ اسمبلی میں کارکردگی

صوبہ سندھ کی اسمبلی میں جماعتِ اسمبلی کی واحد خاتون نمائندہ رہی ہیں۔ دورانِ اسمبلی کلثوم نظامانی صاحبہ نے سندھ اسمبلی میں کُل 1680 سوالات جمع کرائے، جن کے ذریعے انتہائی اہم ایشوز اور مسائل کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں۔ اہم ایشوز میں صحت، تعلیم، مہنگائی، ملک میں بڑھتی ہوئی کرپشن اور سندھ میں پانی کے مسئلہ پر سوالات اٹھائے گئے۔ ان سوالات کے نتیجے میں کچھ تعلیمی مسائل حل ہوئے۔ حیدرآباد میں صحت اور پانی کے

مسائل پر بھی توجہ دی گئی۔

کلثوم نظامانی صاحبہ نے تقریباً ہر اجلاس میں توجہ طلب اہم امور کے حوالے سے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی۔ انہوں نے کُل 48 تحاریکِ التواء جمع کرائیں۔ ان تحاریک کے ذریعے ایوان میں اہم قومی اور بین الاقوامی مسائل اجاگر کیے گئے، ان میں امن و امان کا مسئلہ، زراعت، تعلیم، پانی، کرپشن، صحت، بارش کی تباہ کاریاں، NFC ایوارڈ، گریٹر تھل کنال کا مسئلہ، کالا باغ ڈیم، قرآن کی بے حرمتی اور توہینِ رسالت سمیت کئی اہم معاملات ان تحاریک کے ذریعے ایوان کے سامنے لائے گئے۔

کلثوم نظامانی صاحبہ نے کُل 9 تحاریک استحقاق جمع کرائیں، جن میں کام کے دوران درپیش رکاوٹوں اور دورہ جات میں مشکلات پیش آنے کا مسئلہ اٹھایا گیا۔

محترمہ کلثوم نظامانی صاحبہ نے کُل 35 قراردادیں ایوان میں جمع کرائیں ان میں تعلیم، صحت، ٹرانسپورٹ کے مسائل، مہنگائی، زراعت، حدود آرڈیننس، بند اسکول سے متعلق قرارداد کی منظوری کے بعد 40 اسکول کھلوائے تھے۔ بند اسکولوں کے ایشو میں تین کروڑ کا کرپشن تھا جو اس قرارداد کے ذریعے سامنے آیا اور اسی وقت EDO کو معطل کروا دیا گیا۔ اس کے علاوہ واٹر ٹینکر مافیا کراچی کے خلاف بھی قرارداد منظور ہوئی۔ بند شوگر ملز کھلوانے پر قراردادیں پیش کی گئیں اور اس کے ذمہ دار کمشنر کو معطل کروا دیا گیا۔ قراردادوں کے ذریعے خواتین کو درپیش مسائل پر آواز اٹھائی گئی۔ ان کی بیشتر قراردادیں ایوان میں زیر بحث آئیں جن میں تعلیم، زراعت اور خواتین کے مسائل پر قراردادیں شامل ہیں۔ انہیں مزید غور وفکر کے لیے کمیٹیوں کے سپرد کیا گیا۔ جبکہ ایک قرارداد کے ذریعے اشیا ضروریہ کے نرخ مقرر کرنے کے لیے ایوان سے منظوری لی گئی۔

کلثوم نظامانی صاحبہ نے دیگر اراکین سندھ اسمبلی کے ساتھ مل کر چھ پرائیویٹ بلز ایوان میں جمع کرائے، ان بلز کے موضوعات میں کاروکاری، قرآن سے شادی، قانونِ وراثت، خواتین کے ساتھ زیادتی کے کیسز میں میڈیا کا کردار، اس کے علاوہ خواتین کے لیے ٹرانسپورٹ کے مسائل پر بھی بلز پیش کیے گئے، نظامانی صاحبہ نے حکومتی بلوں میں بھی ترامیم

پیش کیں جن میں تعلیم، خواتین اور خصوصی افراد سے متعلق بلز شامل ہیں۔

مختلف شعبہ جات سے متعلق کارکردگی

تعلیم کے شعبے میں بہتری کے لیے مختلف سوالات ایوان میں اٹھائے گئے اور تعلیم سے متعلق حکومتی بل میں ترمیم کے لیے سفارشات پیش کیں۔

کلثوم نظامانی صاحبہ نے مزدوروں اور ملازمین کے مسائل کو ایوان میں مختلف طریقوں سے اٹھایا گیا اور ان کے مسائل پر دیگر فورمز پر بھی بات رکھی۔ اسمبلی ملازمین کے حقوق کے لیے کام کیا، ان کی پروموشن کا مسئلہ حل کروایا۔

زراعت کے شعبہ میں انہوں نے ایوان میں کاشتکاروں کو سہولیات فراہم کرنے کے حوالے سے تقاریر کیں، ان کو درپیش مسائل کو اجاگر کیا، اجناس کی قیمتیں مقرر کروانے کی جدوجہد کی۔ بنجر زمینوں کے لیے آب رسانی اور پانی کے دیگر مسائل پر بات کی۔ صحت کے حوالے کے حوالے سے انہوں نے صحت کے مسائل کو انتہائی سنجیدگی سے لیتے ہوئے اسپتال کے دورے کیے وہاں میڈیکل سپرنٹنڈنٹ سے ملاقاتیں کیں، مسائل معلوم کیے اور ان کے حل کے لیے مؤثر تجاویز دیں۔ خصوصی افراد کے لیے ایوان میں قرارداد پیش کی جبکہ حکومتی بل میں خصوصی افراد کی فلاح و بہبود کے لیے ترامیم پیش کیں۔

قائمہ کمیٹیاں

کلثوم نظامانی صاحبہ دو قائمہ کمیٹیوں کی رکن رہیں۔

1- قائمہ کمیٹی برائے تعلیم

2- قائمہ کمیٹی برائے ترقی خواتین

کلثوم نظامانی صاحبہ نے قائمہ کمیٹی برائے تعلیم کے تمام اجلاسوں میں شرکت کی۔ شعبہ تعلیم میں ہونے والی بدعنوانیوں کی روک تھام کے لیے کوششیں کیں۔ تعلیمی مسائل کے حل کے لیے وزیر تعلیم سے ملاقات کی۔

قائمہ کمیٹی برائے ترقی وخواتین کے بھی تمام اجلاسوں میں شرکت کی۔ صنفی مسائل کے حوالے سے اٹھنے والے مسائل پر قرآن وسنت کی روشنی میں اور موجودہ حالات کے تناظر میں بات کی، اس سلسلے میں ہونے والی ورکشاپس میں بھی شرکت کی اور کمیٹی کی چیئرپرسن سے خصوصی طور پر ملاقات کی۔

کلثوم نظامانی صاحبہ نے تمام بجٹ اجلاسوں میں بھرپور شرکت کی اور تقاریر کیں۔ جہاں ضروری تھا، وہاں 300 سے زائد کٹ موشنز جمع کرائیں۔ فنانس بل پر بحث میں حصہ لیا۔ انہوں نے انتہائی محنت اور جدوجہد سے قومی مسائل کو حل کروانے کی بھرپور کوششیں کیں، بہت سے مسائل حل ہوئے۔ خواتین چیمبر میں نماز وقرآن کا اہتمام کروایا اور کتابوں اور تفہیم القرآن کا انتظام کروایا۔

بلوچستان اسمبلی

محترمہ ثمینہ سعید

محترمہ ثمینہ سعید صاحبہ انتخابات 2002ء میں خواتین کی مخصوص نشستوں پر بلوچستان اسمبلی کی رکن منتخب ہوئیں۔ گورنمنٹ گرلز کالج برائے خواتین گوجرانوالہ سے گریجویشن کیا۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم اے کی ڈگری حاصل کی، ایجوکیشن کالج فار ویمن سے بی ایڈ کیا۔ دورانِ تعلیم غیر نصابی سرگرمیوں میں شریک رہیں۔ 15 سال جامعۃ المحصنات انٹر گرلز کالج کوئٹہ کی پرنسپل رہیں۔ دو سال پاکستان نرسنگ کونسل کی رکن رہیں۔

سوالات	57
تحاریکِ التواء	21
تحاریکِ استحقاق	X
قراردادیں	25
توجہ دلاؤ نوٹسز	28
بلز/ ترمیمی بلز	2
بلز میں ترامیم	X

بلوچستان اسمبلی میں کارکردگی

بلوچستان اسمبلی میں جماعتِ اسلامی کی واحد ممبر تھیں جنہوں نے بھرپور نمائندگی کا فرض احسن طریقے سے نبھایا۔

ثمینہ سعید صاحبہ نے اہم ایشوز پر کُل 57 سوالات جمع کرائے، جن میں تعلیمی مسائل،

خواتین اساتذہ اور نرسنگ سے وابستہ خواتین کے مسائل، ٹرانسپورٹ اور خواتین مسافروں کی مشکلات گھروں میں کام کرنے والی خواتین کے مسائل، بلوچستان آپریشن، پولیس ڈپارٹمنٹ کے علاوہ NFC ایوارڈ کے مسئلے پر استفسارات کیے گئے، ان کی جدوجہد کے نتیجے میں خواتین کا ٹرانسپورٹ کا مسئلہ حل ہوا۔ جبکہ طالبات کے لیے علیحدہ ویمن یونیورسٹی کا قیام بھی عمل میں آیا۔

ایوان کی توجہ اہم ملکی مسائل کی جانب مبذول کرانے کے لیے کُل 28 توجہ دلاؤ نوٹسز جمع کرائے گئے۔ جن کے ذریعے مہنگائی، بے روزگاری، امن وامان کی صورتحال اور بلوچستان کے وسائل اور مسائل کو اجاگر کیا گیا۔

محترمہ ثمینہ سعید نے اپنے پانچ سالہ دور میں کُل 21 تحاریکِ التواء جمع کرائیں، جن کے ذریعہ مختلف مقامی قومی اور بین الاقوامی ایشوز کو اجاگر کیا گیا جیسے 12 مئی 2007ء کراچی کا سانحہ، رسول اللہؐ کی شان کے خلاف گستاخانہ خاکے، مدارس کے طلبہ وطالبات کے مسائل، بلوچستان آپریشن، سردار بگٹی کا قتل، بلوچستان گیس کی رائلٹی، NGOs، ٹریفک مسائل اور امن وامان کی صورتحال کو اجاگر کیا گیا۔

ثمینہ سعید صاحبہ نے مختلف موضوعات پر قراردادیں ایوان میں جمع کرائیں، جو اہم ایشوز اٹھائے گئے ان میں مدارس، خواتین ٹیچرز کے مسائل، میڈیا پر عریانی و بے حیائی، NFC ایوارڈ، گوادر اور بلوچستان میں آپریشن سرفہرست ہیں۔ یہ قراردادیں نہ صرف ایوان میں زیر بحث آئیں بلکہ خواتین پر تشدد، کرائسس مینجمنٹ، ہوم بیسڈ ورکر خواتین، دارالامان کے مسائل پر قراردادیں منظور بھی ہوئیں۔

ثمینہ سعید صاحبہ نے اس عرصے میں 2 پرائیویٹ بل جمع کرائے، وراثت اور ٹرانسپورٹ کے حوالے سے جو مختلف محکموں اور کمیٹیوں کو غور وخوص کے لیے ریفر کر دیے گئے۔ اسپیکر کی غیر موجودگی میں ایک دن کے لیے بطور اسپیکر بلوچستان اسمبلی فرائض انجام دیے۔

مختلف شعبہ جات میں کارکردگی

اقلیتی ممبر نے اسمبلی میں جب بھی حقوق کے لیے آواز اٹھائی تو ان کی حمایت کی گئی۔ حج کے موقع پر ماسٹر ٹرینرز خواتین سے حج کے تربیتی پروگرام رکھوائے۔

تعلیم

مختلف تعلیمی اداروں کے دورے کیے، خاص کر پرائمری ایجوکیشن کے مسائل کو اجاگر کرنے کی کوشش کی۔ انٹر اور گریجویشن کے اداروں سے رابطہ رکھا، اس سلسلے میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر اور گورنر صوبہ سے ملاقاتیں کیں۔ اپنے ترقیاتی فنڈز سے کئی مسائل حل کرائے۔

گھروں میں کشیدہ کاری کا کام کرنے والی خواتین کو بہتر معاوضہ دینے کے موضوع پر قرارداد منظور کروائیں، جس میں مڈل مین کے کردار کو ختم کرنے کا بھی مطالبہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ گھروں میں کام کرنے والی خواتین کے ٹرانسپورٹ کے مسائل حل کروائے گئے۔

کاشتکاروں کے مسائل پر اسمبلی میں آواز اٹھائی، انہیں بجلی کی فراہمی کے لیے کوششیں کیں، جبکہ ٹیوب ویل فراہم کیے گئے۔

صحت

اسپتالوں کی حالت زار پر بجٹ اجلاس میں بحث کی۔ خواتین نرسوں سے ان کے مسائل جاننے کے لیے ان کے ساتھ میٹنگ رکھی گئی۔ لیڈی ڈفرن اسپتال میں اپنے ترقیاتی فنڈ سے میڈیکل اسٹور قائم کیا، جس کے نتیجے میں اسپتال کی ماہانہ آمدنی میں 50 ہزار روپے کا اضافہ ہوا۔ محترمہ ثمینہ سعید دو سال تک پاکستان نرسنگ کونسل کی ممبر رہیں۔

خصوصی افراد کی تعلیم و تربیت کی طرف حکومت کو متوجہ کرنے کے لیے قرارداد پیش کی، جبکہ ان کی تعلیم اور انہیں وسائل کی فراہمی کے لیے محکمے سے بات کی گئی۔

قائمہ کمیٹیوں میں کارکردگی

سرکاری قواعد کی کمیٹی:۔ ثمینہ سعید صاحبہ کے مطالبے پر اس کا تعارفی اجلاس ہوا، جس میں شرکت کی۔

خصوصی کمیٹی صحت:۔ صحت کی اسپیشل کمیٹی میں ارکانِ اسمبلی کے علاج و معالجہ کے نکتے پر تمام سرکاری ملازمین کے لیے بھی ایسی ہی صحت کی سہولیات فراہم کی سفارش کی۔

اسپیشل کمیٹی:۔ غیر شرعی رسوم و رواج مثلاً ولور اور جہیز کے بارے میں قرآن و حدیث کے حوالے سے گفتگو رکھی اور ان رسومات کو ختم کرنے کی سفارش کی۔

بجٹ اجلاس میں کارکردگی:۔ تمام بجٹ اجلاسوں میں پوری تیاری اور تقابلی جائزہ بنا کر شرکت کی۔ بحث میں بھرپور حصہ لیا، اور اہم مسائل کے حل کے لیے تجاویز پیش کیں، جہاں خامیاں تھیں ان کی نشاندہی کی۔

خیبر پختونخوا اسمبلی

محترمہ شگفتہ ناز

تعارف:

محترمہ شگفتہ ناز صاحبہ خواتین کی مخصوص نشستوں پر ممبر خیبر پختونخوا اسمبلی منتخب ہوئیں، ان کا تعلق سرگودھا سے ہے۔ سرگودھا سے میٹرک کیا اور پشاور سے گریجویشن کیا۔ زمانہ طالب علمی میں اسلامی جمعیت طالبات سے وابستہ رہیں۔

سوالات	80
تحاریکِ التواء	7
تحاریکِ استحقاق	3
قراردادیں	62
توجہ دلاؤ نوٹسز	10
بلز/ ترمیمی بلز	4 مشترکہ
بلز میں ترامیم	X

خیبر پختونخوا اسمبلی میں کارکردگی

محترمہ شگفتہ ناز صاحبہ نے بطور رکن صوبائی اسمبلی پانچ سالوں کے دوران کُل 80 سوالات جمع کرائے۔ ان سوالات کے موضوعات میں صحت، تعلیم، خواتین، بلدیات، جیل سمیت کئی اہم ایشوز کو اٹھایا گیا جن میں موبائل آکسیجن سلنڈر کی عدم دستیابی، متاثرینِ تربیلا ڈیم کو امدادی رقوم کی عدم ادائیگی، ضلعی ناظم پشاور کو ملنے والے پروٹوکول کی تفصیلات، ہیلتھ انڈومنٹ فنڈ اور مرکز کے ذمہ صوبے کو واجب الادا قرضے کے بارے میں

استفسارات کیے گئے۔ مزید برآں شگفتہ ناز صاحبہ نے تعلیمی نصاب میں ہونے والی تبدیلیاں، ایئرپورٹ کے توسیعی پلان سے متاثر ہونے والے افراد کو معاوضے کی ادائیگی، نادرا کے دفتر میں خواتین کے لیے علیحدہ کاؤنٹر کی سہولت، بلدیاتی ناظمین کا حجروں میں اجلاس منعقد کرنے کی وجہ سے خواتین کونسلرز کی عدم شرکت، ہاسپٹلز میں ایمرجنسی سروس کی مفت فراہمی، طالبات کے امتحانی مراکز پر مردنگراں کا تقرر، برن یونٹ کا قیام سمیت جیل میں خواتین کو مفت قانونی امداد اور خوراک کی فراہمی جیسے اہم سوالات کو اجاگر کیا۔ محترمہ شگفتہ ناز صاحبہ نے ایوان میں کُل 10 توجہ دلاؤ نوٹسز جمع کرائے، جن کے ذریعے اہم ایشوز کی طرف ایوان کی توجہ مبذول کروائی گئی۔ جن میں یونیورسٹی فیسوں میں اضافہ کے خلاف، استعمال میں نہ آنے والے پیڈسٹرین برج کو اسکول کے سامنے نصب کرنے کے لیے، ڈاکٹرز ہاسپٹل میں مرد و خواتین کے رہائشی کمروں کو علیحدہ عمارتوں میں منتقل کرنے، اساتذہ کے غیر قانونی تبادلے، ٹی وی چینلز پر خواتین کو قومی لباس پہننے کی ہدایت جاری کی جائیں، محنت کشوں کی اجرت میں اضافہ اور خواتین اساتذہ کی کمی دور کرنے جیسے مسائل کے حل کے لیے ایوان کی توجہ مبذول کروائی گئی۔

اہم مقامی، قومی اور بین الاقوامی مسائل کو ایوان میں فوری بحث کے لیے پیش کرنے کے لیے شگفتہ ناز صاحبہ نے کل 7 تحاریکِ التواء جمع کرائیں۔ جن موضوعات پر تحاریکِ التواء جمع کروائیں ان میں پشاور ٹول پلازہ کی تعمیر روکنے کا مطالبہ، یہ تحریک ایوان میں منظور ہوئی اور اضافی ٹول پلازہ کی تعمیر روکنے کا حکم جاری کیا گیا۔ اس کے علاوہ امریکی قونصلیٹ کی جانب سے اسپیکر خیبر پختونخوا اسمبلی کو توہین آمیز خط لکھنے پر، پاسپورٹ سے مذہب کے کالم کے اخراج پر، سیکرٹری تعلیم کی تولیدی صحت کے معاہدے پر دستخط کرنے کے خلاف، نصابِ تعلیم سے نماز کا باب حذف کرنے پر، اٹک پُل سے آگے مسافروں کی باڈی سرچنگ اور بار بار تلاشی کے باعث ہونے والی پریشانی پر، توہینِ رسالت اور عامر چیمہ کی شہادت جیسے اہم ایشوز شامل ہیں۔

شگفتہ ناز صاحبہ نے کُل 3 تحاریکِ استحقاق جمع کرائیں یہ تحاریک مختلف مسائل سے

متعلق تھیں۔ جماعتِ اسلامی سے تعلق رکھنے والی کسی خاتون رکن نے ذاتی استحقاق کی تحریک جمع نہیں کرائی۔جن اجتماعی مسائل پر شگفتہ ناز صاحبہ نے تحریک استحقاق جمع کرائی ان میں ترقیاتی فنڈ ریلیز نہ ہونا، پشاور یونیورسٹی کے وائس چانسلر کا دعا کے دوران خواتین ایم پی ایز کے لیے اللھم اعوذ بک من فتنۃ النساء کے الفاظ استعمال کرنا اوران کی ترقیاتی اسکیموں میں سے شگفتہ ناز صاحبہ کے نام کو پس پشت ڈال کر دوسرے ممبر کا نام استعمال کرنا تھا۔

شگفتہ ناز صاحبہ نے پانچ سالوں کے دوران کُل 62 قراردادیں ایوان میں جمع کرائیں۔جن اہم ایشوز پر قراردادیں جمع کرائی گئیں ان میں سوات اور باجوڑ آپریشن، سانحہ لال مسجد، بسنت کے موقع پر ہونے والی ہلاکتیں، وزیرستان آپریشن اور امریکی بمباری، پاسپورٹ میں مذہب کے خانے کو شامل کرنے کا مطالبہ، عامر چیمہ کی شہادت، سلمان رُشدی کے خلاف، مرزا طاہر کی پھانسی، اسٹیل مل کی نجکاری، فوجی بجٹ میں کمی اور اسے ایوان میں پیش کرنے کا مطالبہ، NCSW کی سفارشات کی پارلیمنٹ سے منظوری، زلزلے سے متاثرہ علاقوں میں ہائر ایجوکیشن کا مفت انتظام کا مطالبہ، سرکاری گاڑیوں کی پیٹرول سے CNG پر منتقل کرنے کا مطالبہ، رمضان کے بابرکت مہینے میں سنیما گھروں کو بند رکھنے کا مطالبہ، فحش تصاویر کی فروخت پر پابندی، پیٹرول قیمتوں میں کمی، خواتین کی تصاویر والے سائن بورڈز پر پابندی، بند کارخانوں کو چالو کرنے، صوبہ بھر کی جیلوں میں لاوارث بے گناہ قیدی خواتین کو مفت قانونی امداد فراہم کرنے، نادرا کے ڈیٹا کو محفوظ بنانے کے لیے، پاسپورٹ آفس میں خواتین آفیسرز کی تعیناتی، نام نہاد عاملوں کے خلاف کارروائی، زندگی بچانے والی ادویات کی قیمتوں میں کمی کے لیے، عوامی مقامات پر خواتین کے لیے نماز کی جگہ اور وضو خانے کی تعمیر، نادرا میں خواتین کے لیے علیحدہ کاؤنٹر کا قیام، ڈرون حملوں کے خلاف، سورہ کی رسم ختم کرنے کے لیے قانون سازی کا مطالبہ شامل ہے۔ شگفتہ ناز کی کارکردگی اور موضوعات کا چناؤ اس بات کو ثابت کررہا ہے کہ وہ ایک اچھے اوراخلاقی عمدگی سے لبریز معاشرے کی تشکیل چاہتی ہیں اوراس تگ ودو میں دن رات مصروفِ عمل رہیں۔

محترمہ شگفتہ ناز نے دیگر اراکین کے ساتھ 4 پرائیویٹ بلز ایوان میں جمع کرائے۔ یہ

مختلف اراکین کے ساتھ مشترکہ طور پر پیش کیے گئے تھے۔

مختلف شعبہ جات میں کارکردگی

تعلیم:

شگفتہ ناز صاحبہ اس بات کی خواہاں تھیں کہ طالب علموں کو درسی کتب کے ساتھ ساتھ دینی معلومات بھی دی جائیں، اس سلسلے میں پشاور یونیورسٹی میں درسِ قرآن پر پابندی کے خلاف تحریکِ التواء جمع کرائی جس کے نتیجے میں ہائر ایجوکیشن کی اسپیشل کمیٹی تشکیل دی گئی۔ کمیٹی کی کارروائی کے باعث یونیورسٹی انتظامیہ نے پابندی کا نوٹیفکیشن واپس لے لیا۔

صحت:

صحت کے شعبے میں بھی شگفتہ ناز صاحبہ جانفشانی سے کردار ادا کرتی رہیں۔ ڈاکٹرز کی غفلت کو کبھی برداشت نہیں کرتی تھیں، ایک اسپتال میں موبائل آکسیجن سلنڈر کی عدم دستیابی اور ڈاکٹر کی غفلت کے باعث معصوم بچی کی ہلاکت پر سوال جمع کرایا جو تحقیقاتی کمیٹی کو ریفر کیا گیا۔ انکوائری کے نتیجے میں ڈاکٹر کی غفلت ثابت ہوگئی، اس ساری کارروائی کے باعث جس میں شگفتہ ناز صاحبہ نے ذاتی دلچسپی لی۔ دیگر اسپتالوں کی انتظامیہ نے آکسیجن سلنڈر کا انتظام کیا۔

قائمہ کمیٹیاں:

محترمہ شگفتہ ناز صاحبہ تین قائمہ کمیٹیوں کی رکن رہیں۔جن میں قائمہ کمیٹی برائے سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، قائمہ کمیٹی برائے ایڈمنسٹریشن ڈپارٹمنٹ، قائمہ کمیٹی برائے حج، اوقاف و مذہبی امور شامل ہیں۔

قائمہ کمیٹی برائے سائنس اینڈ ٹیکنالوجی:

اس شعبہ میں شگفتہ ناز صاحبہ بہتر اور دیرپا حل چاہتی تھیں اور قانون سازی اس کے لیے

ایک بہترین طریقہ ہے۔ اس طریقے کو اپناتے ہوئے انہوں نے نیٹ کیفے اور فرنٹیئر ایجوکیشنل ریگولیٹری اتھارٹی کے متعلق قانون سازی تجویز کی سفارش کی۔

بجٹ اجلاسوں میں کارکردگی:

شگفتہ ناز صاحبہ بجٹ اجلاس سے قبل اس سے متعلق بریفنگ میں شرکت کرتی تھیں اور مکمل تیاری کے ساتھ بجٹ اجلاس میں شرکت کرتی تھیں۔ بجٹ اجلاسوں کے دوران انہوں نے تین تقاریر کیں۔ اس کے علاوہ بجٹ پر سات بیانات مختلف ٹی وی چینلز اور اخبارات کو دیے اور اپنے تاثرات ریکارڈ کروائے۔

محترمہ شگفتہ ناز صاحبہ نے تقریباً ہر شعبہ میں ذاتی دلچسپی لی، عوام کو ریلیف پہنچانا انہوں نے اپنا نصب العین بنا لیا۔ جماعتِ اسلامی نے بہترین تربیت کے ذریعے اپنی خواتین کو اس قابل بنایا کہ وہ ہر شعبہ میں بہترین خدمات انجام دے سکیں اور دعوتِ دین پہنچانا ان کا شعار ہے۔

محترمہ زبیدہ اقبال

محترمہ زبیدہ خاتون صاحبہ عام انتخابات 2002ء میں خواتین کی مخصوص نشستوں پر رکن خیبر پختونخوا اسمبلی منتخب ہوئیں۔ انہوں نے پشاور یونیورسٹی سے عربی میں ایم اے کیا۔ اس کے علاوہ جماعتِ اسلامی حلقہ خواتین کی جانب سے مختلف ذمہ داریوں پر فائز رہیں۔

سوالات	25
تحاریکِ التواء	7
تحاریکِ استحقاق	X
قراردادیں	25
توجہ دلاؤ نوٹسز	8
بلز/ ترمیمی بلز	4 مشترکہ
بلز میں ترامیم	X

خیبر پختونخوا اسمبلی میں کارکردگی

محترمہ زبیدہ اقبال صاحبہ نے بطور رکنِ صوبائی اسمبلی پانچ سالوں کے دوران کُل 25 سوالات جمع کروائے، اِن 25 سوالات کے ذریعے مختلف اہم موضوعات کو ایوان میں زیرِ بحث لایا گیا جن میں میڈیکل کالجز میں نشستوں میں اضافہ اور رہائشی علاقوں میں قائم قالین بافی کے کارخانوں سے متعلق استفسارات کیے گئے۔

محترمہ زبیدہ اقبال صاحبہ نے توجہ دلاؤ نوٹسز کے ذریعے ایوان کی توجہ اہم امور کی

جانب مبذول کروائی۔ انہوں نے کُل 8 توجہ دلاؤ نوٹسز جمع کروائے جن کے ذریعے زلزلہ سے متاثرہ اسکولوں کی طالبات کا ٹرانسفر اور یونیورسٹی فیسوں میں اضافہ کو اجاگر کیا گیا۔

اہم قومی و بین الاقوامی مسائل کو ایوان میں فوری بحث کے لیے پیش کرنے کے لیے زبیدہ اقبال صاحبہ نے کُل 7 تحاریکِ التواء جمع کروائیں۔ اہم موضوعات میں طریقہ نماز کا نصاب سے اخراج، پشاور یونیورسٹی میں درسِ قرآن پر پابندی اور توہینِ رسالتؐ شامل ہیں۔

زبیدہ اقبال صاحبہ نے ان پانچ سالوں کے دوران اہم موضوعات پر کُل 25 قراردادیں جمع کرائیں جن کے ذریعے مختلف ایشوز کو اجاگر کیا گیا، ان میں جیل میں خواتین قیدیوں کے مسائل، طلبہ و طالبات کو امتحان سے قبل رول نمبرز ایشو کرنے میں تاخیر اور حج کرایوں میں اضافے کے ساتھ ساتھ اہم بین الاقوامی امور پر بھی قراردادیں جمع کروائیں جن میں گوانتاناموبے میں قرآن پاک کی بے حرمتی، سلمان رشدی اور امریکن قونصلیٹ کی صوبائی اسمبلی کے امور میں مداخلت جیسے اہم ایشوز کو موضوع بنایا گیا۔ ان کی کوششوں سے بیشتر قراردادیں ایوان میں زیرِغور آئیں جن میں لیبر لاز میں خواتین کے اوقات کار میں اضافے کے خلاف قراردادیں منظور ہوئیں۔ اس کے علاوہ انتخابی فہرستوں میں بے قاعدگیاں درست کرنے کے مطالبے اور فیصل مسجد میں اذانِ عصر پر پابندی کے خلاف قراردادیں زیرِغور آئیں، طلبہ کو رول نمبرز ایشو کرنے میں تاخیر پر کنٹرولر امتحانات کی برطرفی کا مطالبہ کیا گیا۔ اس قرارداد کے نتیجے میں انکوائری کی گئی اور کنٹرولر امتحانات کو برطرف کر دیا گیا۔ انہوں نے نہ صرف خواتین کی ترقی کے لیے کام کیا بلکہ دیگر شعبوں پر بھی اپنی گرفت رکھی۔

اسمبلیوں کا سب سے اہم کام قانون سازی ہے۔ زبیدہ اقبال صاحبہ نے خیبر پختونخوا اسمبلی میں دیگر ہم جماعت ممبران کے ساتھ مشترکہ طور پر چار پرائیویٹ بلز جمع کرائے۔

مختلف شعبہ جات میں کارکردگی

زبیدہ اقبال صاحبہ نے صحت، تعلیم اور سوشل ویلفیئر میں نمایاں خدمات انجام دیں۔

انہوں نے پشاور یونیورسٹی میں درسِ قرآن پر پابندی کے خلاف آواز اٹھائی جس کے نتیجے میں پابندی کا فیصلہ واپس لیا گیا۔ فرنٹیئر ویمن یونیورسٹی کی سینڈیکیٹ کی ممبر کی حیثیت سے سینڈیکیٹ کی میٹنگز میں شرکت کی۔ سوشل ویلفیئر اینڈ ویمن ڈیولپمنٹ ڈپارٹمنٹ کا دورہ کیا، ان سے سلائی مشینوں کے حصول کی بات کی، ورکنگ ویمن ہاسٹل اور کرائسز سینٹر کے مسائل پر بات کی۔

نوشہرہ میں ایک فیکٹری سے پھیلنے والی آلودگی پر آواز اٹھائی، جس کے نتیجے میں انکوائری کے بعد فیکٹری کو نوٹس دیا گیا کہ فوری طور پر فیکٹری کے فضلے کو ٹھکانے لگانے کا انتظام کیا جائے۔ بعدازاں ہائی کورٹ نے فیکٹری بند کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کیا۔

قائمہ کمیٹیوں میں کارکردگی

1- قائمہ کمیٹی برائے پاپولیشن ویلفیئر

زبیدہ اقبال صاحبہ نے اس کمیٹی کی رکن ہوتے ہوئے محکمہ میں ہونے والی بے ضابطگیوں پر استفسار کیا اور کرپشن کی نشاندہی کی۔ فنڈز کے حصول اور استعمال پر گہری نظر رکھتے ہوئے ڈونرز کے متعلق معلومات لیں اور کمیٹی ممبران کے ساتھ ڈونرز کی میٹنگ رکھوانے کی تجویز دی۔ اخلاقیات کا بھرپور خیال رکھتے ہوئے انہوں نے کالجوں میں بہبود آبادی اور فیملی پلاننگ پر تقریری مقابلے رکھوانے کی سختی سے مخالفت کی۔ اسی ضمن میں صوبائی وزیر بہبود آبادی سے ملاقات کی اور مسائل کی نشاندہی کی۔

2- قائمہ کمیٹی برائے اسکول اینڈ لٹریسی

زبیدہ اقبال صاحبہ اس کمیٹی کی بھی فعال ممبر تھیں۔ انہوں نے کمیٹی کے اجلاسوں میں بھرپور شرکت کی۔ میرٹ پر ہونے والی بھرتیوں اور تبادلوں کا ریکارڈ فراہم کرنے کا مطالبہ کیا۔ پرائمری سطح پر ناظرہ قرآن پڑھانے کی سفارش کی۔ اسکولوں کو درپیش مسائل معلوم کرنے اور زمینی حقائق کا جائزہ لینے کے لیے مختلف اسکولوں کے دورے کیے۔ طلبہ و

طالبات کی اخلاقی تربیت کے لیے اسکولوں میں درسِ قرآن کا اہتمام کیا گیا۔

قائمہ کمیٹیوں کے علاوہ انہوں نے مختلف شعبہ جات میں فعال کردار ادا کیا، خاص طور پر خواتین کو درپیش مسائل کا گہرائی سے جائزہ لیا۔ معاشرے کے ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والی خواتین کے مسائل سے آگاہی ان کا خاص ہدف رہا۔ زبیدہ اقبال صاحبہ نے جیلوں کا بھی دورہ کیا، قیدی خواتین کے مسائل اور مشکلات معلوم کیں اور انتظامیہ کو ان مسائل کے حل کی تاکید کی۔

محترمہ صابرہ شاکر

محترمہ صابرہ شاکر صاحبہ 2002ء کے عام انتخابات میں خواتین کی مخصوص نشستوں پر رکن خیبر پختونخوا اسمبلی منتخب ہوئیں۔ ابتدائی تعلیم بحرین سوات سے حاصل کی۔ ایم اے سیاسیات اور ایم اے اسلامیات کی ڈگریاں بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ سے حاصل کیں۔ 1998ء میں بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ سے ہی وکالت کی ڈگری بھی حاصل کی۔ صابرہ شاکر صاحبہ بلوچستان میں تین سال یوتھ ویلفیئر آرگنائزیشن کی چیئرپرسن رہیں۔ غیر نصابی سرگرمیوں میں بھی بہترین کارکردگی دکھائی۔ اس کے علاوہ صابرہ شاکر صاحبہ نے بلوچستان میں Pakistan Women Integrated Network کی بنیاد 2007ء میں رکھی اور اس نیٹ ورک کی چیئرپرسن بھی ہیں۔ اس کے علاوہ جماعتِ اسلامی حلقہ خواتین کی جانب سے بھی مختلف ذمہ داریوں پر فائز رہیں۔

سوالات	29
تحاریکِ التواء	21
تحاریکِ استحقاق	X
قراردادیں	10
توجہ دلاؤ نوٹسز	5
بلز/ ترمیمی بلز	4 مشترکہ
بلز میں ترامیم	X

خیبر پختونخوا اسمبلی میں کارکردگی

محترمہ صابرہ شاکر صاحبہ نے اسمبلی مدت کے دوران کُل 29 سوالات ایوان میں جمع کرائے۔ ان سوالات کے ذریعے صحت، تعلیم، ماحول، کھیل، سیاحت، تجارت اور خواتین کی ترقی کو موضوع بنایا گیا۔ انہوں نے کالام ہائیڈرل پاور، مفت درسی کتب کی فراہمی، ویمن ڈیولپمنٹ، سوشل ویلفیئر، محکمہ آب رسانی، ورکس اینڈ سروسز سمیت انفارمیشن ٹیکنالوجی سے منسلک اہم ایشوز کو ایوان میں اٹھایا۔

محترمہ صابرہ شاکر صاحبہ نے ایوان میں کُل 5 توجہ دلاؤ نوٹسز جمع کرائے۔ ایوان کی توجہ جن اہم ایشوز پر دلائی گئی ان میں PTC میں بے قاعدگیاں، ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ، صفائی کا خیال، خواتین ہاسٹل کی تعمیر اور محکمہ جنگلات سمیت کئی اہم موضوعات شامل تھے۔

محترمہ صابرہ شاکر صاحبہ نے ایوان میں کُل 21 تحاریکِ التواء جمع کرائیں۔ ان تحاریکِ التواء کے ذریعے اہم ایشوز ایوان کے سامنے لائے گئے، ان میں سڑکوں کی تعمیر و مرمت، وفاقی حکومت کی جانب سے نرسوں کی تنخواہوں کی عدم ادائیگی، آگ لگنے کی صورت میں متاثرین کو ریلیف فنڈ کی فراہمی ممکن بنائی جائے، اسکول کا پلاٹ، بحرین اسکول کا مسئلہ، سائنس کالجز کا قیام، متاثرینِ زلزلہ، خواتین MPAs کو اپنے ترقیاتی فنڈز خواتین کی فلاح و بہبود کے منصوبوں پر لگانے کا اختیار، آرٹس کے مضمون کی کلاسز سمیت صحت و تعلیم کے دیگر مسائل بھی شامل تھے۔

محترمہ صابرہ شاکر صاحبہ نے ایوان میں کُل 10 قراردادیں جمع کرائیں۔ جن اہم ایشوز کو ایوان کے سامنے رکھا گیا ان میں سب سے اہم مسئلہ شناختی کارڈز کے حصول میں مشکلات کا پیش آنا ہے۔ اس مسئلے کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے انہوں نے شناختی کارڈ آفس کے لیے بلڈنگ کی ضرورت پر قرارداد جمع کرائی، اس کے علاوہ سلمان رشدی کو سر کا خطاب ملنے کے خلاف، مادری زبان کو رائج کرنے کے لیے اور پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ ختم کرنے کے خلاف قرارداد جمع کرائی۔ دیگر کئی اہم معاملات پر قرارداد کے ذریعے ایوان کی توجہ حاصل کی گئی۔ تحصیل کالام میں کوٹہ سسٹم کے تحت میڈیکل کی سیٹ بڑھانے پر قرارداد جمع کرائی جو

منظور کر لی گئی۔

قانون سازی کے ضمن میں صابرہ شاکر صاحبہ چار پرائیویٹ بلز میں مشترکہ طور پر شامل رہیں۔ وہ نہ صرف پرائیویٹ بلز میں دلچسپی لیتی تھیں بلکہ حکومتی بلوں پر غور و فکر کرتی تھیں، انہوں نے حکومتی حسبہ بل میں طلاق کے حوالے سے ایک ترمیم جمع کرائی جسے بل میں شامل کر لیا گیا۔

مختلف شعبہ جات میں کارکردگی

محترمہ صابرہ شاکر صاحبہ نے تعلیم کے شعبہ میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ انہوں نے پشاور یونیورسٹی میں درسِ قرآن کی بحالی میں اپنا کردار ادا کیا، سوات اسکولوں کے دورے کیے اور وہاں کے EDO اور DDOs سے مسلسل رابطہ رکھا۔ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ، کرائسز سینٹر اور ویمن یونیورسٹی کے دورے کیے، وہاں کے مسائل سنے اور انہیں حل کرانے کی یقین دہانی کرائی۔ مسائل کو اجاگر کرنے کے لیے پریس کانفرنسز، اسکولوں کے پرنسپلز سے ملاقاتیں کیں۔ ویمن ہاسٹل کا دورہ کیا، وہاں درپیش مسائل سے آگاہی حاصل کی۔ اس کے علاوہ ریڈیو اسٹیشن کا دورہ بھی کیا۔

صحت کے شعبے میں محترمہ صابرہ شاکر صاحبہ نہایت فعال رہیں، انہوں نے NCHD کے چیف اور سیدو اسپتال کے MS سے ملاقاتیں کیں، مسائل سے آگاہی حاصل کی، اسکل ڈیولپمنٹ کے ادارے کا دورہ کیا اور کام کی تفصیلات لیں، LHWs کے ساتھ میٹنگ رکھ کر پولیو مہم کے لیے لائحہ عمل طے کیا۔ مالاکنڈ رورل سپورٹ پروگرام کے تمام فیلڈز کا دورہ کیا۔ بیسک ہیلتھ یونٹ (BHU) پر ڈاکٹر کی عدم دستیابی پر وہاں کا دورہ کیا اور DHO سے فوری طور پر ڈاکٹر تعینات کروایا۔

سماجی بہبود کے شعبے میں انہوں نے سوشل ویلفیئر ڈپارٹمنٹ، پاکستان بیت المال اور ڈسپلے سینٹرز کا دورہ کیا، وہاں کے مسائل معلوم کیے اور انہیں اسمبلی میں پیش کیا۔ اسمبلی میں تعمیر خیبر پختونخوا پروگرام پر تقریر کی اور تجویز دی کہ خواتین MPA اپنے ترقیاتی فنڈز سے

تحصیل کی سطح پر ہاسٹل بنوائیں، جسے پسند کیا گیا۔ اس کے علاوہ جیل ریفارم کمیٹی کی ممبر کی حیثیت سے میٹنگ میں تجاویز پیش کیں۔ خواتین MPAs کے لیے وزیراعلیٰ سے پک اینڈ ڈراپ کی سہولت حاصل کی۔ اس کے علاوہ کالام ہاسٹل کا دورہ کیا اور مسائل معلوم کیے۔

Malakand Rural Development Program (MRDP) کی کمیٹی کو پابند کیا گیا کہ اس پروگرام کے تحت ہر فیصلہ محترمہ صابرہ شاکر صاحبہ کی مشاورت سے کیا جائے گا۔ انہیں پبلک سیفٹی کمیشن خیبر پختونخوا کی چیئر پرسن بھی مقرر کیا گیا۔ نیشنل ڈیفنس کالج کی ورکشاپ میں بھی انہوں نے فعال کردار ادا کیا۔

قائمہ کمیٹیوں میں کارکردگی

1- قائمہ کمیٹی برائے پلاننگ اینڈ ڈیویلپمنٹ

اس قائمہ کمیٹی کی میٹنگز میں بھرپور تیاری کے ساتھ شرکت کرتی تھیں۔ اجلاس میں مؤثر تجویز پیش کی کہ مختلف ٹریننگ کورسز صرف لڑکیوں کے لیے مخصوص نہ کی جائیں، بلکہ لڑکوں کو بھی دی جائے۔ یہ تجویز کمیٹی نے منظور کر لی۔

2- Irrigation کمیٹی

اس کمیٹی کی صرف ایک میٹنگ ہوئی۔ کارکردگی کے لحاظ سے یہ کمیٹی غیر فعال رہی۔

صابرہ شاکر صاحبہ نے دورانِ اسمبلی انتہائی فعال کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ اپنی محنت اور جدوجہد سے مختلف شعبہ جات میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔

محترمہ آفتاب شبیر

محترمہ آفتاب شبیر صاحبہ 2002ء کے عام انتخابات میں خواتین کی مخصوص نشست پر ممبر خیبر پختونخوا اسمبلی منتخب ہوئیں۔ ان کا تعلق یونین کونسل بفہ تحصیل وضلع مانسہرہ سے ہے۔ ابتدائی تعلیم گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول گاندھیاں سے حاصل کی۔ پشاور یونیورسٹی سے گریجویشن کیا اور ایم اے اسلامیات کی ڈگری ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ سے حاصل کی۔ دورانِ تعلیم غیر نصابی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیتی رہیں اور نمایاں پوزیشن حاصل کیں۔ مختلف اوقات میں جماعتِ اسلامی حلقہ خواتین کی جانب سے مختلف ذمہ داریاں نبھاتی رہیں۔

سوالات	35
تحاریکِ التواء	X
تحاریکِ استحقاق	2
قراردادیں	13
توجہ دلاؤ نوٹسز	7
بلز/ ترمیمی بلز	4 مشترکہ
بلز میں ترامیم	X

خیبر پختونخوا اسمبلی میں کارکردگی

محترمہ آفتاب شبیر صاحبہ نے اسمبلی رکنیت کے دوران کُل 35 سوالات ایوان میں جمع کرائے۔ یہ سوالات مختلف شعبہ جات سے متعلق تھے جن میں اسمبلی ترجمان سے متعلق،

اسمال انڈسٹریز، گھریلو صنعت کی ترقی، سوشل ویلفیئر، محکمہ صحت، تعلیم، ایگریکلچر ریسرچ سینٹر بفہ میں خلافِ قانون بھرتیاں وتقرریاں شامل ہیں۔

آفتاب شبیر صاحبہ نے کُل 7 توجہ دلاؤ نوٹسز ایوان میں جمع کرائے اور اہم ایشوز پر ایوان کی توجہ مبذول کروائی گئی۔ مثلاً مانسہرہ ٹول پلازہ کی تعمیر، مانسہرہ لاری اڈہ کے ساتھ گزرنے والے برساتی نالے کا رُخ تبدیل کرانے، سڑک پر سلوپ (Slope) کی وجہ سے ہونے والے حادثات کی روک تھام کے لیے اسپیڈ بریکر بنانے وغیرہ جیسے مسائل پر توجہ مبذول کروائی گئی۔ ان نوٹسز پر حکومت نے کارروائی کی جس کے نتیجے میں نالے کا رُخ تبدیل کیا گیا اور Slope ختم کرنے کے لیے انڈر پاس تعمیر کیا گیا۔ بفہ اسکولز میں متاثرینِ زلزلہ کے لیے شیلٹرز کا انتظام کیا گیا۔

محترمہ آفتاب شبیر صاحبہ نے دو تحریکِ استحقاق جمع کرائیں۔ دونوں تحریکیں E.D.O کے خلاف ایوان میں پیش کی گئیں۔ زلزلہ زدگان کو تعلیم کی بہتر سہولیات فراہم کرنے کے لیے آفتاب شبیر صاحبہ نے EDO کو کتب فراہم کرنے کا پابند کیا تھا۔ EDO کے انکار پر ایوان میں تحریکِ استحقاق جمع کرائی۔

آفتاب شبیر صاحبہ نے کُل 13 قراردادیں ایوان میں جمع کرائیں، جن اہم ایشوز کو قراردادوں کے ذریعہ اجاگر کیا گیا ان میں بالاکوٹ میں عدالتی نظام کی بحالی، ملکی و بیرونِ ممالک سے ملنے والی امداد، بجلی، گیس وفون بلز کی معافی، پارلیمنٹ کو رپورٹ پیش کرنے، صوبے میں جعلی حکیم اور عطائیوں پر پابندی اور ہائی وے پر گنجان آبادیوں والے علاقے میں اسپیڈ بریکر کی تعمیر جیسے مسائل شامل ہیں۔ ان قراردادوں کے ذریعے گاندھیاں، بفہ، شنکیاری، ڈھوڈیال کو گیس کی فراہمی اور بیت المال سے بے سہارا خواتین کی کفالت کا مطالبہ بھی کیا گیا۔

مختلف شعبہ جات میں کارکردگی

تعلیم کے شعبہ میں خواتین ممبران خیبر پختونخوا اسمبلی نے مشترکہ جدوجہد سے پشاور

یونیورسٹی میں درسِ قرآن بحال کروایا۔ محترمہ آفتاب شبیر صاحبہ نے ضلع مانسہرہ کے گرلز اسکول اور بھیر کنڈ اسکول میں RWSSP کے ذریعہ نئے بیت الخلاء تعمیر کروائے، ہائر سیکنڈری اسکولز کی طالبات کے لیے شناختی کارڈز بنوائے، نادرا کی ٹیم کو اسکولوں میں بلوا کر یہ کام دو دن میں کیا، زراعت کے شعبہ میں انہوں نے بفہ ایگریکلچر ریسرچ سینٹر میں غیر قانونی تقرریوں پر استفسار کیا۔ انہوں نے صحت کے شعبہ میں DHQ اسپتال مانسہرہ کے ECG ٹیکنیشنز کی برطرفی آرڈر کے خلاف بات کی اور انہیں بحال کروایا۔

سماجی بہبود کے شعبہ میں انہوں نے بے سہارا اور مستحق خواتین کے لیے زکوٰۃ فنڈ سے 35 لاکھ روپے کی رقم لے کر دو ووکیشنل سینٹرز کرائے پر لے کر اس میں دو بیجز کی تعلیم مکمل کرائی۔ زکوٰۃ کے حصول میں خواتین کو درپیش مشکلات حل کروائیں۔ بفہ کے RHC اسپتال کی ناکارہ ایمبولینس کو Repair کروایا۔

بے سہارا اور مستحق خواتین کے لیے زکوٰۃ فنڈ سے دو ووکیشنل سینٹر کرائے پر لیے۔ سینٹر میں ٹریننگ لینے والی طالبات کو ماہانہ وظائف تقسیم کیے۔ کورس مکمل ہونے پر انہیں سٹیفکیٹ اور پانچ ہزار روپے اعزازیہ دیا گیا۔ دارالامان اور ڈسٹرکٹ جیل ایبٹ آباد کا دورہ کیا، وہاں خواتین میں تحائف تقسیم کیے اور انہیں درپیش مسائل سے آگاہی حاصل کی، اس کے علاوہ شاہراہِ ریشم پر مانسہرہ کے نزدیک ٹریفک کے مسئلے کو حل کرانے کے لیے نیشنل ہائی وے اتھارٹی سے بات کی۔

زلزلہ زدہ علاقوں کی بے سہارا خواتین کے لیے روزگار اسکیم متعارف کروائی اور اس ضمن میں سلائی سینٹرز کا قیام عمل میں لایا گیا، وہاں کے اسکولوں میں بیت الخلاء تعمیر کرائے۔ سلائی سینٹر سے فارغ ہونے والی خواتین میں مفت سلائی مشین تقسیم کیں اور ڈائریکٹر سوشل ویلفیئر ڈپارٹمنٹ سے سماجی مسائل کے حل کے لیے ملاقاتیں کیں۔ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین کے لیے بفہ میں شاملات کی زمین میں سے 10 کینال زمین حکومت کے نام کروادی تھی۔

قائمہ کمیٹیوں میں کارکردگی

محترمہ آفتاب شبیر صاحبہ خیبر پختونخوا اسمبلی میں دو قائمہ کمیٹیوں کی ممبر تھیں۔

1- قائمہ کمیٹی برائے پاپولیشن ویلفیئر

2- قائمہ کمیٹی برائے مائنز، منرلز، کامرس اینڈ ٹیکنیکل ایجوکیشن

قائمہ کمیٹی برائے پاپولیشن ویلفیئر

محترمہ آفتاب شبیر صاحبہ نے اس کمیٹی کی ممبر کی حیثیت سے ڈسٹرکٹ اسپتال مانسہرہ میں پاپولیشن ویلفیئر کے شعبے کے لیے آپریشن تھیٹر کی جگہ الاٹ کرائی، اور اس کی تعمیر کروائی۔ کمیٹی کے اجلاس میں میڈیا پر نشر ہونے والے فیملی پلاننگ کے اشتہارات پر اعتراضات اٹھائے اور بھرپور مذمت کی۔ بیسک ہیلتھ یونٹ (BHU) میں ادویات کی تعداد بڑھانے کی تجویز دی، جبکہ ڈسٹرکٹ اسپتال مانسہرہ میں Reproductive ہیلتھ یونٹ کے قیام کی تجویز پیش کی جو منظور کر لی گئی۔

قائمہ کمیٹی برائے مائنز، منرلز، کامرس اینڈ ٹیکنیکل ایجوکیشن

محترمہ آفتاب شبیر صاحبہ نے اس کمیٹی کے اجلاسوں میں شرکت کی اور اس محکمہ کی کارکردگی پر سوالات اٹھائے، استفسارات کیے، وضاحتیں طلب کیں اور اس ضمن میں مفید تجاویز دیں۔

محترمہ آفتاب شبیر صاحبہ اسمبلی کے تمام اجلاسوں میں بروقت شرکت کرتیں اور اہم موضوعات پر تقاریر بھی کرتی تھیں، انہوں نے بجٹ اجلاسوں میں بھی فعال کردار ادا کیا۔ بجٹ اجلاس میں تقاریر بھی کیں اور بریفنگ میں بھی شریک رہیں۔

محترمہ فوزیہ فرخ

محترمہ فوزیہ فرخ صاحبہ انتخابات 2002ء میں خواتین کی مخصوص نشستوں پر ممبر خیبر پختونخوا اسمبلی منتخب ہوئیں۔ ان کا تعلق صوبہ خیبر پختونخوا سے ہے۔ تعلیمی قابلیت گریجویشن ہے۔

سوالات	17
تحاریکِ التواء	1
تحاریکِ استحقاق	X
قراردادیں	25
توجہ دلاؤ نوٹسز	6
بلز/ ترمیمی بلز	4 مشترکہ
بلز میں ترامیم	X

صوبائی اسمبلی میں کارکردگی

محترمہ فوزیہ فرخ صاحبہ نے پانچ سالہ دورِ اسمبلی میں کُل 17 سوالات جمع کرائے۔ یہ سوالات لوکل گورنمنٹ ملازمین کی ترقی، اسکولوں کی مرمت، ڈسٹرکٹ اسپتال میں اسامیوں کی تعداد، ڈیرہ اسماعیل خان اسپتال میں مشینری کی سہولیات، صوابی اسپتال میں ڈینٹل یونٹ اور ملک میں ٹرانسپورٹ پالیسی کے حوالے سے پوچھے گئے سوالات کے مرکزی موضوعات میں تعلیم، صحت اور ماحول کو سرفہرست رکھا گیا۔

فوزیہ فرخ صاحبہ نے کُل 6 توجہ مبذول کرانے کے نوٹسز ایوان میں جمع کرائے۔ جن

اہم ایشوز پر ایوان کی توجہ مبذول کروائی گئی ان میں نوشہرہ کے لیے فائر بریگیڈ کی گاڑیوں کا حصول، کان کنوں کی اجرت میں اضافے کا مطالبہ، ناقص خوردنی اشیاء کی فروخت پر پابندی سمیت نوشہرہ کی سبزی منڈی میں لگنے والی آگ کے بعد بجلی کی بحالی اور ٹیکس معاف کرنے سے متعلق توجہ مبذول کرانے کے نوٹسز شامل ہیں۔

فوزیہ فرخ صاحبہ نے باجوڑ کے بے گناہ شہریوں کی ہلاکت پر ایک تحریکِ التواء بھی جمع کرائی۔ فوزیہ فرخ صاحبہ نے اسمبلی میں تحاریکِ استحقاق بھی جمع کرائیں جو اسمبلی اسکیم سے متعلق تھیں اور ایک تحریکِ استحقاق گورنمنٹ اسکول کے لیے پیش کی گئی۔ اکرم درانی صاحب سے اس سلسلے میں ملاقات کی اور اسکول کے لیے ڈبل اسٹوری بلڈنگ کی منظوری دے دی گئی۔ چیف منسٹر صاحب نے اس منصوبے کو ADP میں شامل کر لیا۔ گزشتہ پندرہ سالوں میں نوشہرہ کے لیے پہلی بار اتنا بڑا پراجیکٹ منظور ہوا، یہ اسکیم ایک کروڑ پچپن لاکھ کی تھی۔

فوزیہ فرخ صاحبہ نے جن موضوعات کو قرارداد کے ذریعے ایوان میں پیش کیا ان میں بسنت، غیرت کے نام پر قتل، وراثت، ہومیو پیتھک ڈاکٹرز کے مسائل، کار پارکنگ فیس معافی، زرعی ادویات کی فراہمی، پلاسٹک بیگز پر پابندی، پاسپورٹ آفس میں خواتین کی تصاویر لینے کے لیے خواتین اسٹاف کی تعیناتی، جیل خانہ جات میں مساجد کے اندر کانسٹیبل بطور علماء کرام بھرتی کیے جائیں، داخلہ فارم پر فیس معاف، سرکاری گاڑیوں کو CNG پر لانے کی قرارداد کے علاوہ ریل گاڑیوں میں خواتین کے لیے علیحدہ بوگیوں کا انتظام اور ایک کالج میں فزکس کی لیکچرار کی عدم دستیابی شامل ہیں۔ مزید قراردادیں جو ایوان میں پیش کی گئیں ان میں ایم اے کی کلاسز کی آغاز کا مطالبہ کیا گیا، واپڈا کی کارکردگی کے خلاف ایک قرارداد پیش کی گئی اور محکمہ گیس کی کارکردگی سے متعلق بھی قرارداد پیش کی گئی، بیشتر قراردادیں منظور کی گئیں، کئی قراردادیں ایوان میں زیرِ غور لائی گئیں اور بحث کا حصہ بنیں۔

مختلف شعبہ جات سے متعلق کارکردگی

محترمہ فوزیہ فرخ صاحبہ نے مختلف شعبہ جات میں فعال کردار ادا کیا۔ تعلیم کے شعبہ میں

انہوں نے پشاور یونیورسٹی میں درسِ قرآن پر پابندی کے خلاف ایوان میں تحریکِ التواء پیش کی، جس کے نتیجے میں ہائر ایجوکیشن کی ایک اسپیشل کمیٹی تشکیل دی گئی جس کی کارروائی کے نتیجے میں یونیورسٹی انتظامیہ نے اپنا نوٹیفکیشن واپس لے لیا۔ انہوں نے گورنمنٹ اسکول کے پرنسپل سے ملاقات کی اور اسکول کے مسائل معلوم کیے۔ ایک پرائمری اسکول کو اَپ گریڈ کر کے مڈل اسکول کروایا۔ اسکولوں میں الیکٹرک واٹر کولر اپنے فنڈ سے دیے۔ مڈل اسکول لال کُرتی کی مرمت کروائی، وہاں پانی کی فراہمی کا انتظام کیا، بجلی کا انتظام کیا، پنکھے اور ٹیوب لائٹس لگوائیں۔ کمپیوٹر روم بنوا کر دیا۔ پورے اسکول کی حالت مخدوش تھی، انتہائی محنت اور کاوشوں سے فوزیہ فرخ صاحبہ نے اس مخدوش عمارت کو ایک نئے اسکول میں بدل دیا اور اب وہ اسکول انگلش میڈیم اسکول کے طور پر کام کر رہا ہے۔

صحت کے شعبے میں مختلف مراکز کے دورے کیے، ان کے متعلق معلومات اکٹھی کیں، ان کے مسائل حل کیے۔ ڈسٹرکٹ نوشہرہ اسپتال میں ہینڈ پمپ لگوایا۔

آبادی کو درپیش بجلی کے سنگین مسائل حل کروائے، ڈیری کٹی خیل میں 2000kv کا ایک ٹرانسفارمر واپڈا کے فنڈ سے لگایا گیا۔ بجلی کے کھمبوں کی تعمیر و مرمت کروائی گئی۔ بجلی کے سینکڑوں کی تعداد میں غلط بلز کی تصحیح کروائی گئی۔ ضلع میں اور بہت سی جگہوں پر ٹرانسفارمر لگوائے گئے۔ کہیں اپنا فنڈ استعمال کیا اور کہیں حکومتی فنڈ سے ترقیاتی کام کروائے گئے۔

سوشل ویلفیئر کے شعبہ میں انہوں نے ووکیشنل سینٹرز کا دورہ کیا، ایبٹ آباد میں دارالامان کا دورہ کیا، ان کے مسائل معلوم کیے، ہنرمند خواتین سے ملاقاتیں کیں، سلائی مشینیں تقسیم کیں۔ مزدوروں کے مسائل معلوم کیے اور انہیں حل کرنے کی یقین دہانی کروائی، کئی افراد کو نوکریاں دلوائیں اور بہت سے ملازمین کو ان کی ملازمتوں پر بحال کروایا۔

قائمہ کمیٹیوں میں کارکردگی

محترمہ فوزیہ فرخ صاحبہ دو قائمہ کمیٹیوں کی رکن تھیں۔ دونوں کمیٹیوں میں فعال رہیں اور بروقت شرکت کرتی تھیں۔

1- قائمہ کمیٹی برائے مائنز، منرل اینڈ ٹیکنیکل ایجوکیشن

اس کمیٹی میں رہتے ہوئے انہوں نے فعال کردار ادا کیا اور تجویز دی کہ جن علاقوں کے قدرتی وسائل سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے وہاں کی پسماندگی دور کی جائے اور ترقیاتی کام کیے جائیں۔ حکومت کی جانب سے کارخانوں کو بند کرنے کے اقدام کی مخالفت کی اور تجویز دی کہ کارخانے بند نہ کیے جائیں، بلکہ معیار کو بہتر کرنے کے لیے لائحہ عمل ترتیب دیا جائے۔ نوشہرہ میں پیپر مل ختم کرنے پر سوال کیا اور تفصیلات حاصل کیں۔

2- قائمہ کمیٹی برائے پاپولیشن ویلفیئر

بطور رکن قائمہ کمیٹی برائے پاپولیشن ویلفیئر محترمہ فوزیہ فرخ صاحبہ نے اس شعبہ کو تفویض فنڈز کے بارے میں سوال کیا اور تجاویز پیش کیں کہ فلاحی سینٹرز میں بلڈ بنک کی سہولت فراہم کی جائے۔ دیہی علاقوں میں حاملہ خواتین کو ایمرجنسی کی صورت میں اسپتال پہنچانے کے مؤثر انتظام کیے جائیں، فلاحی مراکز کے لیے ذاتی عمارتیں بنائی جائیں۔ تاکہ کرایوں سے نجات مل سکے۔

فوزیہ فرخ صاحبہ نے تعلیم، صحت، خواتین اور سوشل ویلفیئر کے لیے ایوان میں مؤثر کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور دیگر شعبہ جات میں بھی فعال کردار ادا کیا۔

محترمہ نرگس زین

محترمہ نرگس زین صاحبہ عام انتخابات 2002ء میں خواتین کی مخصوص نشست سے رکن خیبر پختونخوا اسمبلی منتخب ہوئیں۔ ابتدائی تعلیم گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول کبل سے حاصل کی، دو سال اسکول کی جنرل سیکرٹری رہیں۔ غیر نصابی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اسپورٹس سے بھی وابستہ رہیں۔ انہوں نے گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج سیدو شریف سوات سے گریجویشن کیا۔ پشاور یونیورسٹی سے تاریخ میں ایم اے کیا۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے بی ایڈ کیا۔ 1998ء میں ایک پرائیویٹ گرلز ہائی اسکول کی وائس پرنسپل مقرر ہوئیں۔

صوبائی اسمبلی کی تین قائمہ کمیٹیوں کی ممبر رہیں۔

1- ماحولیات اینڈ مشنری
2- سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی
3- پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ

سوالات	51
تحاریکِ التواء	3
تحاریکِ استحقاق	X
قراردادیں	18
توجہ دلاؤ نوٹسز	7
بلز/ ترمیمی بلز	4 مشترکہ
بلز میں ترامیم	X

خیبر پختونخوا اسمبلی میں کارکردگی

محترمہ نرگس زین صاحبہ نے دورانِ اسمبلی کُل 51 سوالات جمع کرائے، ان سوالات کے ذریعہ دیگر شعبوں کے ساتھ ساتھ تعلیم کو بھرپور اہمیت دی گئی اور مختلف استفسارات کیے گئے۔ نیز ووکیشنل سینٹر کی عمارت کے بارے میں سوالات کیے گئے۔ محکمہ صحت کی کارکردگی، سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، زلزلہ متاثرین، افغان مہاجرین کے لیے قائم کردہ بنیادی مراکزِ صحت کی بندش پر سوالات کیے۔ ووکیشنل سینٹر کی اپنی عمارت کے بارے میں سوال جمع کرایا، جس پر وزیر سماجی بہبود نے ملاقات کی اور اس تجویز کو ADP (سالانہ ترقیاتی منصوبہ) میں شامل کیا۔

محترمہ نرگس زین صاحبہ نے 7 توجہ دلاؤ نوٹسز کے ذریعے جن اہم ایشوز کو اجاگر کیا اس میں کبل اسپتال میں لیڈی ڈاکٹر کی عدم موجودگی، ڈگری کالج سیدو شریف میں ہوم اکنامکس لیکچرار کی عدم دستیابی، ایک ٹیچنگ اسپتال کی خیبر ٹیچنگ اسپتال کے ساتھ الحاق شامل ہیں۔

محترمہ نرگس زین صاحبہ کی جانب سے تین تحاریکِ التواء بھی جمع کرائی گئیں جن میں اسٹیل مل کی نجکاری کے اہم قومی مسئلہ سے لے کر سرکاری اسکولز کے نصاب میں حساب اور سائنس کے مضامین انگریزی زبان میں کرنے اور نئے نصاب کی عدم دستیابی جیسے مقامی مسائل کو بھی اجاگر کیا گیا۔

پانچ سالہ اسمبلی رکنیت کے دوران نرگس زین صاحبہ نے کُل 18 قراردادیں ایوان میں جمع کرائیں۔ ان قراردادوں کے ذریعے اہم قومی اور بین الاقوامی مسائل اور ایشوز کو اجاگر کیا گیا۔ مثلاً ریل کے کرایوں میں اضافہ، سلمان رشدی کو سر کا خطاب ملنے پر مذمت، سبزی منڈی سوات سے نکلنے والے کوڑا کرکٹ کو ٹھکانے لگانے کا مسئلہ، رویت ہلال کمیٹی اور زلزلہ سے متاثرہ علاقوں کے مسائل کے بارے میں قراردادیں جمع کرائی گئیں۔

مختلف شعبہ جات سے متعلق کارکردگی

نرگس زین صاحبہ نے تعلیم کے شعبے میں پشاور یونیورسٹی میں درسِ قرآن پر پابندی کے

خلاف آواز اٹھائی، جس کے نتیجے میں درسِ قرآن کے پروگرام بحال کروائے گئے۔ تعلیم کے معیار کو بہتر بنانے اور مسائل کی نشاندہی کے لیے مختلف کالجز کے دورے کیے۔ EDOs سوات اور خواتین DOs کے ساتھ میٹنگز کیں۔

صحت کے شعبے میں انہوں نے سوات میں فری میڈیکل کیمپ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کمیٹی کے تحت لگوایا، جس سے 1500 مریضوں نے استفادہ کیا۔

سماجی بہبود کے شعبے میں انہوں نے ووکیشنل سینٹرز کی کرایہ کی بلڈنگ سے اپنی مستقل عمارتوں میں منتقلی کا مطالبہ کیا۔ جس کے نتیجے میں وزارتِ سماجی بہبود نے اس تجویز کو اپنے سالانہ ترقیاتی منصوبوں میں شامل کیا۔ ان تمام کاموں کے علاوہ محترمہ نرگس زین صاحبہ نے پاکستان بیت المال (زکوٰۃ) کے عملے میں خواتین اسٹاف کو بھرتی کروایا۔ ضلع سوات کے تقریباً تمام ووکیشنل اسکولز اور دو کالجز کے وقتاً فوقتاً دورے کیے اور ان کے مسائل کے حوالے سے رپورٹ متعلقہ وزیر کو پیش کی، جس پر کارروائی بھی کی گئی۔ دارالامان سوات کے بھی دورے کیے وہاں موجود خواتین اور متعلقہ اسٹاف سے ملاقاتیں کر کے اس کی رپورٹ متعلقہ وزیر کو پیش کی۔ MRDP پروگرام کے تحت ضلع شانگلہ، بونیر، مالاکنڈ اور سوات کے دورے کیے اور پروگرامز کی مانیٹرنگ کی۔ نرگس زین صاحبہ نے اس پروگرام کے ذریعے لڑکیوں کے لیے کمپیوٹر ٹریننگ پروگرام بھی منظور کروایا۔ سوات میں جیل کے دورے کیے، اور ان کے مسائل سنے اور متعلقہ حکام سے ڈسکس کیے۔ قیدی خواتین سے ملاقاتیں کیں اور ان کے مسائل کے حل کی یقین دہانی کرائی۔

قائمہ کمیٹیاں

قائمہ کمیٹی برائے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ

محترمہ نرگس زین صاحبہ نے اس کمیٹی کی میٹنگز میں بھرپور شرکت کی اور فعال کردار ادا کیا۔ انہوں نے اس کمیٹی کے تحت قائم MRDP کے ذریعے فری میڈیکل کیمپ لگانے کی تجویز دی جو منظور ہوئی۔ اس کے علاوہ MRDP کے تحت LHV ٹریننگ کی تجویز دی جو

منظور بھی ہوئی اور اس کا باقاعدہ آغاز کیا گیا اور ٹریننگ کے اختتام پر ہر لیڈی ہیلتھ وزیٹر کو ایک KIT اور چار ہزار روپے الاؤنس دیا جاتا ہے۔ نرگس زین صاحبہ نے ڈیولپمنٹ فنڈز سے متعلق کئی سوالات کیے جس پر کافی بحث کے بعد ایک نیا لائحہ عمل تیار کیا گیا۔ مالاکنڈ روڈ کی تعمیر میں تاخیر پر سوالات کے ذریعے وضاحت طلب کی۔ MRDP کے تحت میٹرک تک طلبہ کو تعلیمی وظائف دیے جاتے تھے۔ ان وظائف کو انٹر اور گریجویشن کی سطح تک دینے کی تجویز دی جو منظور ہو گئی، MRDP کورسز میں اضافہ کروایا۔ خواتین ٹرینیز کے کورس کا دورانیہ بڑھوایا۔ ٹیلرنگ کورس میں خواتین کے لیے رہائش اور خوراک کا انتظام کروایا۔ کورسز کے اختتام پر خواتین کے لیے 3000 روپے سے 3500 روپے تک الاؤنس منظور کروایا، جس پر عملدرآمد بھی شروع کروایا۔

قائمہ کمیٹی برائے انفارمیشن اینڈ ٹیکنالوجی

محترمہ نرگس زین صاحبہ نے اس کمیٹی کے اجلاسوں میں بھی شرکت کی اور اس شعبہ کی بہتری کے لیے مفید تجاویز بھی دیں۔ انہوں نے سوات میں چھوٹے ہائیڈرل پاور اسٹیشن قائم کرنے کی تجویز دی جسے سراہا گیا اور کمیٹی نے ADP کی تجاویز میں شامل کر کے حکومت کو ریفر کر دیا۔

قائمہ کمیٹی برائے جنگلات، ماحولیات اور جنگلی حیوانات

نرگس زین صاحبہ باقی کمیٹیوں کی طرح اس کمیٹی میں بھی فعال رہیں، انہوں نے محکمہ جنگلات کے لیے بنائے گئے کمیشن کے لیے بہتری کی تجاویز دیں، ماحول کو آلودگی سے پاک کرنے کے لیے بھی تجاویز دیں۔ رکشوں سے پیدا ہونے والی آلودگی سے متعلق سوالات اٹھائے۔ اس کے علاوہ ماربل فیکٹریوں سے پیدا ہونے والی آلودگی کی روک تھام کے لیے تجاویز دیں۔ سبزی منڈی کا کوڑا ٹھکانے لگانے اور ماحول کو تعفن سے بچانے کے لیے قرارداد پیش کی جو کمیٹی کو ریفر کر دی گئی۔ اِن مسائل کو سنجیدگی سے لیتے ہوئے متعلقہ محکمہ نے

سبزی منڈی کا دورہ کیا اور زیرِ زمین گاربج پلانٹ لگانے کی منظوری بھی دے دی گئی۔

نیشنل ڈیفنس کالج کے ٹریننگ پروگرام میں بھی نرگس زین صاحبہ شریک رہیں، بجٹ اجلاسوں میں بھی باقاعدہ شرکت کی اور بھرپور تیاری کے ساتھ تقاریر کیں اور تجاویز پیش کیں۔

جماعتِ اسلامی کی خواتین اراکینِ اسمبلی نے دل جمعی کے ساتھ اسمبلی میں کام کیا اور ان کی صلاحیتوں اور محنتوں کو دیگر پارٹیوں کے اراکینِ اسمبلی نے بھی سراہا۔

جماعت کا مستقل طریقِ کار

۱۔ وہ کسی امر کا فیصلہ کرنے یا کوئی قدم اٹھانے سے پہلے یہ دیکھے گی کہ خدا اور رسول کی ہدایت کیا ہے۔ دوسری ساری باتوں کو ثانوی حیثیت سے صرف اُس حد تک پیشِ نظر رکھے گی جہاں تک اسلام میں اس کی گنجائش ہوگی۔

۲۔ اپنے مقصد اور نصب العین کے حصول کے لیے جماعت کبھی ایسے ذرائع اور طریقوں کو استعمال نہیں کرے گی جو صداقت اور دیانت کے خلاف ہوں، یا جن سے فساد فی الارض رونما ہو۔

۳۔ جماعت اپنے پیشِ نظر اصلاح اور انقلاب کے لیے جمہوری اور آئینی طریقوں سے کام کرے گی، یعنی یہ کہ تبلیغ و تلقین اور اشاعتِ افکار کے ذریعہ سے ذہنوں اور سیرتوں کی اصلاح کی جائے اور رائے عام کو اُن تغیرات کے لیے ہموار کیا جائے جو جماعت کے پیشِ نظر ہیں۔

۴۔ جماعت اپنے نصب العین کے حصول کی جدوجہد خفیہ تحریکوں کے طرز پر نہیں کرے گی، بلکہ کھلم کھلا اور علانیہ کرے گی۔